تصوف
پسند
اہلحدیث
تدوین
شیخ الوظائف حضرت حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی دامت برکاتہم العالیہ
پی ایچ ڈی (امریکہ)

Marfat.com

Marfat.com

تصوف پسند اہلحدیث

تدوین

شیخ الوظائف حضرت حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی دامت برکاتہم العالیہ

(پی۔ایچ۔ڈی: امریکہ)

DATA ENTERED

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2017-6
159905

نام کتاب : تصوف پسند اہلحدیث

تدوین : شیخ الوظائف حضرت حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی دامت برکاتہم
(پی۔ایچ۔ڈی:امریکہ)

معاونت : ڈاکٹر محمد عثمان سلفی حفظہ اللہ

ناشر : دفتر ماہنامہ عبقری عالمی مرکز روحانیت وامن قرطبہ چوک لاہور

سن اشاعت : 2017ء

قیمت : =/400 روپے

خط و کتابت کا پتہ: عالمی مرکز روحانیت وامن قرطبہ چوک'
قرطبہ مسجد' عبقری اسٹریٹ مزنگ چونگی' لاہور

فون/فیکس:042-37425801,37425802,37425803
E-mail:contact@ubqari.org
Website:www.ubqari.org
Facebook.com/ubqari
Youtube.com/ubqariTasbeehKhana

حتیٰ الامکان کوشش کی گئی ہے کہ الفاظ' آیات' احادیث اور نقل حوالہ جات میں کوئی غلطی نہ ہو لیکن پھر بھی ہر پل اپنے آپ کو قابل اصلاح سمجھتے ہیں' آپ کی تحقیقی نظر کہیں کسی غلطی یا قابل اصلاح پہلو کی طرف جائے تو اطلاع کیجئے، مشکور رہیں گے۔

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	مولانا حافظ محمد طیب سلفی صاحب حفظہ اللہ	14
2	تصوف وسلوک کی مخالفت یا موافقت	14
3	تصوف سے انکار۔ اہل حدیث پر تہمت	14
4	تصوف کے داعی کا اعلان	15
5	مقاماتِ سلوک، معرفت کے رموز	15
6	قطب الارشاد حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے اہل حدیث داماد	16
7	صوفیاء اہل حدیث سے ناواقفیت	17
8	حجۃ اللہ البالغہ میں اسرارِ دین کا علم	18
9	کشف وتجلیاتِ الٰہی کا نزول	19
10	اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ	19
11	اصحابِ اولوالاباب کیلئے مشعل راہ	20
12	مولانا محی الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید	21
13	اسلاف سے بیزاری، کرامات سے الجھن	22
14	میرے مرشد رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ کرامات بزرگ	23
15	لکھوی خاندان کی مساعی جمیلہ	23
16	بیعت تزکیہ، بیعت تصوف، بیعت اصلاح سے انکار کی وجہ	25
17	حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے کی صفتِ ندامت	25
18	تقویٰ واستقامت کے پہاڑ	26
19	اماں زنیرہ رضی اللہ عنہا کی کرامت	27
20	یقین کامل کی تاثیر کامل	28
21	ہماری دوڑ چند مسائل کے گرد	29
22	وظائف میں خاص تعداد کا راز	29

Marfat.com

23	گھر گھر جناتی گزرگاہوں کی وجہ	31
24	روحانی بیماریوں کا دوسروں پر اثر	31
25	ایک شخص کی نیکی یا گناہ کا اثر پورے علاقے پر	32
26	مولانا لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیانات کا بنیادی موضوع	33
27	پانی کا پٹرول بننا (کرامت)	36
28	روحانی پرورش کی ضرورت	37
29	روحانی غذا کیا ہے؟	37
30	مرشد سے رابطے کی برکات	38
31	**حضرت مولانا قاری بلال احمد قریشی صاحب**	40
32	اک صوفی عالم دین کا واقعہ	41
33	چند اولیاء اللہ کے اسمائے گرامی	42
34	دعا ختم ہونے سے پہلے قبولیت کی مہر	43
35	حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شاگرد جن	43
36	حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں بشارت	46
37	حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد صوفیاء اہل حدیث	47
38	مولانا سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کا نماز میں کامل دھیان	48
39	مولانا سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت	48
40	**شریعت وطریقت**	49
41	تصوف کے متعلق غلط فہمی	51
42	تصوف کی باریکیاں	52
43	تصوف کا ثبوت حدیث جبریل علیہ السلام سے	52
44	حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	53
45	شریعت اور تصوف ایک ہی چیز ہے	54
46	تصوف اور رہبانیت میں فرق	55
47	تصوف کے بغیر نیکی کسی کام کی نہیں	56

Marfat.com

48	صوفیاء سے محبت' ایمان کی علامت	58
49	**عارف باللہ حضرت مولانا سید محمد ابوبکر غزنوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ**	60
50	مولانا ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف	60
51	چوبیس گھنٹے اللہ کا دھیان	63
52	اللہ کے رنگ میں رنگے جانے کی علامت	63
53	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا	65
54	دینی طلباء کو اصلاحِ نیت کی ضرورت	65
55	حزب البحر کا نوجوان عامل	67
56	نورانی پردوں کا گھونگھٹ	68
57	اللہ تعالیٰ کے در کا فقیر	69
58	جماعت اہل حدیث کے بنیادی اکابرین	70
59	**سید ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا مجلس ذکر میں خطاب**	71
60	ذکر اسم اور ذکر خدا میں فرق	71
61	مبتدی اور منتہی کی سوچ میں فرق	72
62	شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	73
63	حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار کا اعتراض	74
64	رحمت کے ورود کی علامات	75
65	**خطبہ جمعہ: مولانا سید محمد ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ**	76
66	اللہ تعالیٰ کی خاطر بک جانے والے	76
67	ذکر کی مثال بارش کی طرح	76
68	کیفیات وعلاماتِ اخلاص	77
69	دعا مانگنے کا عاشقانہ انداز	78
70	حضرت عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی دلی تمنا	79
71	صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قربانیاں	80
72	غسیل الملائکہ' حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ	80

Marfat.com

73	**خطبہ جمعہ: پروفیسر سید محمد ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ**	81
74	نماز کے اجزائے ترکیبی	81
75	اکابرین کے ساتھ احسان فراموشی	83
76	**تحریکِ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ (جلد اول)**	84
77	امیر المجاہدین سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد صوفیائے عظام	86
78	کشف و کرامات سے آراستہ حسنی سید	86
79	سید علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق غیبی بشارت	87
80	پیشانی سے نور کی موجیں	88
81	تصوف کی طرف پہلا قدم	88
82	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ	89
83	باطنی کمالات اور کتابی علوم کا فرق	89
84	مجذوب کے اصرار پر بریلی میں قیام	90
85	کامل ادب اور صادق طلب	91
86	مدینہ منورہ میں ننگے پاؤں پھرنا	91
87	مشکوک رزق سے صوفیانہ اجتناب	92
88	مراقبے میں جدِ محترم سے دعا منگوانا	92
89	شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر خلفاء	93
90	عالمگیر کے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنازہ	94
91	سید محمد آیت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی عجیب وفات	95
92	وقت کے تین بزرگان کاملین سے اصلاحی تعلق	96
93	صوفی سید ابو سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت	96
94	روحانیت و تصوف کی دولتِ سرمدی	97
95	سید المجاہدین، صوفی باصفا کی ولادتِ باسعادت	98
96	علم لدنی کی ابتدائی کیفیات	98
97	مادرزاد ولی کا بے داغ بچپن اور جوانی	99

Marfat.com

98	باطنی انوارات کا شوق	101
99	ولایتِ اولیاء اور ولایتِ انبیاء علیہم السلام	102
100	شب بیداری کے بعد فکرِ قبولیت	104
101	شجر و حجر کو سجدے میں دیکھنا	104
102	مرشد کی اجازت سے کام کی ابتداء کرنا	105
103	بزرگ کی دعا پر بیٹے کی بشارت	105
104	پورے لشکر میں ایک مستجاب شخصیت	106
105	معاملات کی درستگی کی تلقین، صوفی کامل کی پہچان	107
106	سبزی کھا کر کھیت کی کیفیت معلوم کرنا	108
107	مرید صادق کے متعلق مرشدِ کامل کا خواب	109
108	مرشد کے بغیر حضورِ قلب لا حاصل	110
109	مرشد کی توجہات سے نماز میں کیفیتِ احسان	111
110	مقامِ محبوبیت پر فائز سید شہید رحمۃ اللہ علیہ	112
111	جاہل صوفی کی کامل صوفی سے بیعت	113
112	علم باطنی کے متعلق علمائے ظاہری کی شہادت	114
113	سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ بیعت	115
114	علاقے کے پیر کی سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت	116
115	دعا کی بدولت تیز بارش کا رکنا	117
116	خزانہ غیب سے رزق کی آمد	118
117	مراقبہ لوجہ اللہ کا قرآنی ثبوت	119
118	باطنی ترقی کا بلند ترین مقام	120
119	غیبی اشارے کی بناء پر نکاح ثانی	121
120	جعلی پیروں سے نجات	123
121	رب العالمین کا اپنے محبوب ولی سے وعدہ	124
122	جنگلی مجذوب سے ملاقات	125

Marfat.com

123	بدعات سے پاک خانقاہِ پھلواری شریف	126
124	دوسرے علاقوں سے آنے والے شائقین تصوف وہدایت	128
125	بگڑے ہوئے پیرزادے کی بیعتِ اصلاح	128
126	داخلہ حرم سے پہلے لمبی دعا	129
127	کتابِ تصوف وسلوک کا ترجمہ	130
128	روضہ انور کی زیارت سے پہلے معمولات کی پابندی	131
129	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روحانی ملاقات	131
130	صوفیاء مجاہدین کی زیارت اور تبرک کے شوقین	133
131	صوفیاء مجاہدین کا مقام اخلاص ورضا	135
132	بستی کے مجذوب کا اکرام سید رحمۃ اللہ علیہ	136
133	حضرت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت کے موضوع پر مستند تالیف ”الفرقان“	138
134	سچے اور جھوٹے اولیاء میں فرق	141
135	احادیث میں اولیاء اللہ کے اوصاف	141
136	عارف لوگ مخلوق کے اندر ہی چھپے رہتے ہیں	144
137	اولیاء اللہ کو الہام ہوا کرتا ہے	145
138	اولیاء اللہ کا کشف ثابت ہے	147
139	اللہ جل شانہٗ کی طرف رجوع کروانے والی حدیث قدسی	149
140	اللہ کے دوستوں سے کرامات صادر ہو سکتی ہیں	151
141	معجزاتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	151
142	کراماتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وتابعین رحمۃ اللہ علیہم	153
143	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کرامت	155
144	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کشف وکرامت	155
145	آگ میں نماز	157
146	روضۂ انور سے اذان کی آواز	159

Marfat.com

147	وضو کیلئے فالج ختم ہو جانا	161
148	درود شریف کا جواب	162
149	**تذکرہ علمائے خان پور (ضلع ہزارہ)**	163
150	قاضی خاندان کی علمی خدمات	165
151	وفات کے بعد شاگرد سے ملاقات	168
152	سکھوں کے شر سے غیبی حفاظت	169
153	صاحبزادیوں کی قابل رشک اموات	171
154	پیر صاحب گولڑہ شریف رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تعلقات	171
155	حملہ کرنے والے کی بری موت	174
156	حضرت غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا الہام	175
157	حضرت غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید کے متعلق خواب	176
158	بابو شیر محمد خان رحمۃ اللہ علیہ کا اللہ کے ساتھ معاملہ	177
159	قاضی محمد صاحب غوث تھے یا قطب	180
160	خزانہ غیب سے روزانہ دو روپے ملنا	181
161	بھائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر	181
162	خواب میں علمائے کرام سے اخذِ فیض	183
163	قیافہ شناسی اور زائچہ بنانے میں مہارت	185
164	جنات کا عجیب کیس	186
165	مہمان کی آمد کی خبر بذریعہ کشف	189
166	حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دم کا اثر	191
167	قبر پر رحمت کی بارش	192
168	**فقہائے ہند (جلد اول)**	193
169	پیشانی پر بادشاہت کا نور	195
170	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب واحترام	196
171	غیبی خزانے سے ہیرے جواہرات ملنا	198

Marfat.com

172	حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی	199
173	شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم خلیفہ	201
174	مرشد سے آخری دم تک وابستگی	202
175	صاحبِ کشف والہام کی پیش گوئی	204
176	برکت علمی کے مٹی پر اثرات	204
177	خواب میں زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	205
178	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ڈیوٹی ملنا	206
179	صوفی صافی کو دیکھتے ہی کلمہ پڑھنا	207
180	ایک رات میں مکمل قرآن کی تلاوت	213
181	بے شمار کرامات واستقامت شریعت	214
182	صرف زیارت کرنے سے جوگی کی کایا پلٹ گئی	215
183	عارف باللہ درویش کے ساتھ حسد	216
184	درویشِ کامل کی آمد کا کشف	217
185	تقویٰ کے پہاڑ پر زنا کی تہمت	218
186	اللہ تعالیٰ کی مدد سے حاسد کی تذلیل	218
187	120 برس کے بزرگ سے ملاقات	219
188	حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد	220
189	مجذوب قلندر کی نظر میں شرع کی اہمیت	220
190	دو بزرگوں کے درمیان تکوینی راز	221
191	قلندر کی پیشین گوئی	221
192	عظیم صوفی، شیخ احمد بن یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ	222
193	علوم شریعت وطریقت کا حصول	222
194	مرشدِ کامل کی تلاش کا سفر	223
195	جنگلوں اور صحراؤں میں تبلیغ اسلام	223
196	صوفی کی مجلس میں علما ومحدثین کی آمد	224

Marfat.com

197	جنازے کی عجیب وصیت	224
198	ارض ہند کے مشہور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم	224
199	دنیا کے ساتھ دین کو جمع کرنے والا بادشاہ	225
200	دورانِ درس وتدریس مراقبہ کی ضرورت	227
201	تصوف کے مخالف عالم دین کی بیعتِ تصوف	229
202	تصوف وسلوک کا درس	231
203	مجاذیب وصوفیاء کے سوانح حیات	233
204	خشیتِ الٰہی سے فقیر کا وصال	235
205	کشمیر میں تبلیغ اسلام	236
206	تصوف اور وظائف کے متعلق تصنیفات	237
207	تصوف کی مخالفت کے بعد موافقت	238
208	محدثین، فقہاء اور صوفیاء میں فرق	238
209	سمندر میں شہادت	240
210	"صدری رازوں پر تصنیف"	241
211	بچپن میں بزرگوں کی پیشین گوئی	243
212	زاہد بزرگ کی دنیا سے بے رغبتی	243
213	درویشی میں مقام صبر ورضا	245
214	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے والہانہ عشق	245
215	ایام بیض کے روزوں کا فائدہ	251
216	شیخ یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ	255
217	**الطاف القدس فی معرفۃ لطائف النفس**	256
218	علم لطائف کی فضیلت اور اس کے فوائد	261
219	حقیقتِ لطائف	265
220	اقسام خواطر اور ان کے اسباب کی معرفت	349

o---- ختم شد ----o

Marfat.com

انتساب

سلطان القلم، خادم اسلاف، مؤرخ اہل حدیث، ذہبیِ ثانی حضرت مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام جنہوں نے سات برس کی عمر میں تصوف کی پر بہار وادی میں قدم رکھتے ہوئے حضرت شاہ محمد شریف گھڑیالوی رحمۃ اللہ علیہ (امیر جماعت اہل حدیث صوبہ پنجاب) کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر مرشد کی وفات کے بعد اسی سلسلہ روحانیت کو آگے بڑھاتے ہوئے اپنے عالی قدر استاد مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ (شیخ الحدیث مدرسہ غزنویہ، لاہور) کے حسبِ ارشاد مولانا کمال الدین ڈوگر فیروز پوری رحمۃ اللہ علیہ (مرید و خلیفہ حضرت مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمۃ اللہ علیہ) کے ہاتھ پر بیعت کر کے تصوف و طریقت کی تکمیل کی۔

"بوقتِ بیعتِ اوّل حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے برکت کی دعا کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ 90 سال کی عمر تک بھی بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ سلامت رہا، [1] جس کی بدولت انہوں نے ساری زندگی اسلاف بیزار مسلک سے منسلک رہنے کے باوجود اپنے مرشدین سمیت ہزاروں صوفیاء کرام کے حالات و واقعات کو موتیوں کی طرح کتابوں میں سجا دیا"

[1] راوی: مولانا سید محمد ضیاء اللہ گیلانی صاحب، نواسہ حضرت شاہ محمد شریف گھڑیالوی رحمۃ اللہ علیہ (روحانی مرکز موترہ ڈسکہ سیالکوٹ)

Marfat.com

اعتراف اور احساس

''نامِ تصوف'' نہ چھپتا ہے' نہ اچھوتا اور نہ ہی نیا بلکہ ہر دور میں معتبر' معزز اور قابل احترام رہا۔ جب سے میں نے اہل حدیث تصوف پر کام شروع کیا' اہل حدیث دوستوں اور مخلصین نے میرا بھرپور ساتھ دیا' جس پر مجھے حیرت بھی ہوئی کیونکہ مجھے احساس نہیں تھا کہ اہل حدیث مخلصین اور محبین میرا اتنا ساتھ دیں گے۔ ان میں خاص طور پر قابلِ ذکر وہ اہل حدیث حضرات ہیں جن کا اس فقیر کے ساتھ تعلق بیعت و ارادت ہے' انہوں نے میرے مشن کو اپنا مشن سمجھا اور کٹر اہل حدیث ہونے کے باوجود اسلاف اہل حدیث یعنی جن کی وجہ سے ہم سلفی (اسلاف) کہلواتے ہیں' کے تصوف کو اجاگر کرنے میں میرے شانہ بشانہ کام کیا' میری ہدایات کے مطابق بھاگ دوڑ' محنت' ملاقاتیں' ایک ایک فرد کے متن کو قلم سے کاغذ پر منتقل کرنا ان کا مشن ہے۔ دوسرے لفظوں میں میری اہل حدیث کاوش میں میرے ساتھ دینے والے دو نمایاں حضرات ہیں جن میں ایک مولانا سید محمد عادل شیراز بن سید کبیر الدین رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی تسبیح خانہ لاہور) اور دوسرے بہت ہی زیادہ پیارے' عزیزی ڈاکٹر محمد عثمان سلفی' جنہوں نے دن رات خلوص دل سے کوشش اور محنت میں مجھے تنہا نہیں چھوڑا' میں اِن دونوں حضرات کا مشکور ہوں اور اس کتاب کیلئے میں خاص طور پر ڈاکٹر محمد عثمان سلفی کا بہت زیادہ مشکور ہوں اور دل سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اسلاف کے سچے تصوف کو مزید پھیلانے میں میرا ساتھی بنائے۔ جس طرح ہم دنیا میں اکٹھے ہیں' ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں بھی اسی طرح اکٹھا کر دے۔ آمین ثم آمین!

خواستگار اخلاص و دعائے نیم شبی

بندہ حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی عفی اللہ عنہ

Marfat.com

تقریظ از: مولانا حافظ محمد طیب سلفی صاحب حفظہ اللہ

(ریسرچ سکالر سلفی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، ضلع قصور)

تصوف وسلوک کی مخالفت یا موافقت

تصوف وسلوک کی مخالفت برصغیر میں جن جن کے حصے میں آئی، ان میں سرفہرست مسلک اہل حدیث ہے۔ عوام الناس کا یہی خیال ہے کہ مسلک اہل حدیث تصوف کا سخت ترین مخالف ہے، ایک حد تک یہ بات درست بھی ہے مگر تصوف ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کوئی بھی سلیم الطبع انسان انکار نہیں کر سکتا، کسی نے کہا تھا کہ حقیقت اپنا آپ منوا لیتی ہے یہی معاملہ تصوف کا ہے۔ تصوف کے معاملے میں مَیں نے دیکھا ہے کہ جو حضرات اہل حدیث تصوف کے مخالف ہیں۔ ان میں زیادہ تر ایسے نوخیز سلفی شامل ہیں جو تصوف کے خلاف لکھی گئی کتاب ''شریعت و طریقت'' کو صحیفہ مقدس سمجھ بیٹھے ہیں یا اسی طرح کی چند ایک کتب شائع ہوئی ہیں، جن میں نہایت خیانت سے تصوف کا رد کیا گیا ہے۔ نوخیز سلفی یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ اہل حدیث وہ ہوتا ہے جو تصوف کا مخالف ہو لیکن اصل میں یہ بے چارے تحقیق سے نابلد ہیں ورنہ اہل حدیث کے اکابر واسلاف تو نا صرف صوفی تھے بلکہ تصوف کے داعی تھے۔

تصوف سے انکار۔ اہل حدیث پر تہمت

پروفیسر محی الدین صاحب روزنامہ اوصاف میں اسی موضوع کو زیر بحث لاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''تمام عام طور پر اہل حدیث جن کو غیر مقلد کہا جاتا ہے، ان کو تصوف وروحانیت کا مخالف سمجھا جاتا ہے مگر یہ بات ان پر سراسر تہمت ہے۔ عملاً حقیقت اس سے

Marfat.com

بالکل مختلف ہے' غزنوی علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم تصوف اور روحانیت سے گہرا شغف رکھتے تھے۔ سلسلہ غزنویہ کے آخری روحانی مدارج طے کرنے والے پروفیسر ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ تھے جو شیش محل روڈ لاہور پر واقع مدرسہ غزنویہ کے منتظم بھی تھے اور اسی مدرسے کے ہال میں خطبہ جمعہ دیا کرتے تھے۔ ان کے خطبہ جمعہ میں اکثر اہل علم' دانشور اور وکلاء آتے تھے۔ پینٹ کوٹ پہننے والا یہ پروفیسر بہت بڑا صوفی اور روحانیت کی دنیا کا واضح کردار تھا۔

تصوف کے داعی کا اعلان

مولانا پروفیسر سید محمد ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نا صرف خود صوفی تھے بلکہ تصوف کے بہت بڑے داعی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک موقع پر جماعت اہل حدیث کو تصوف کی دعوت فکر دیتے ہوئے اس انداز میں بیان فرمایا کہ ارواح ثلاثہ ہی میں لکھا ہے کہ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ تقریر نہ کرتے تھے' خاموش بیٹھے رہتے کہ میرے شیخ بیٹھے ہوئے ہیں' ان کی موجودگی میں کیا کہوں؟ بعض لوگوں نے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تقویۃ الایمان ہی پڑھی ہے۔ کبھی ''صراط مستقیم'' بھی دیکھو' کبھی ''عبقات'' بھی پڑھو' وہ تو بہت لطیف آدمی تھے' وہ تجلات سے آگاہ' وہ انوار سے آگاہ' وہ سلوک کے مقامات سے آگاہ' اللہ کی محبت اور معرفت کے تمام رموز سے واقف' ان کی شخصیت میں توحید و ادب یکجا ہو گئے تھے۔

مقاماتِ سلوک' معرفت کے رموز

میرا یہ مقالہ کسی سے مقابلہ بازی کرنے یا کوئی رعب قائم کرنے کیلئے ہرگز نہیں ہے بلکہ خلوص دل سے ایک دعوت فکر ہے جو سلفی احباب کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔ مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند کا یہ فرمان کہ صراط مستقیم بھی دیکھو' کبھی عبقات بھی پڑھو' یہ مقاماتِ سلوک' معرفت کے رموز آخر کیا چیزیں ہیں جو مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کی دعوت دے رہے ہیں۔ سلفی احباب کو چاہئے کہ اپنے اساتذہ سے اس کے متعلق پوچھیں اور صراط مستقیم اور عبقات کا مطالعہ فرمائیں۔

Marfat.com

قطب الارشاد حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے اہل حدیث داماد

مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ اہل حدیث کے اکابر علماء میں سے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار امام العصر مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں ہوتا ہے (مولانا ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ تصوف کے رموز سے نا صرف واقف تھے بلکہ خود ایک صاحبِ حال صوفی تھے جس کا تذکرہ آگے چل کر آئے گا)۔مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ مشہور صوفی قطب الارشاد مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے داماد بھی تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علماء اہل حدیث کے خلاف اٹھنے والے اس پروپیگنڈے کا رد "کراماتِ اہل حدیث" لکھ کر کر دیا جو کہ علماء اہل حدیث کے تصوف کے ساتھ گہرے تعلق کا ایک کھلا ثبوت ہے۔ایک عجیب بات یہ کہ علمائے اہل حدیث کے خلاف یہ سازش کرنے والے کوئی غیر نہیں بلکہ خود اہل حدیث کے معروف حضرات ہیں جنہوں نے تصوف میں داخل ہونے والی بدعات و جہالت کا رد کرنے کی بجائے مطلق تصوف سے ہی انکار کر دیا۔بہر حال نابغہ روزگار ہستی مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "کرامات اہل حدیث" کا مطالعہ ضرور فرمائیں جس میں کرامت اور استدراج میں فرق، کرامات کی حقیقت اور کرامات کی شرعی حیثیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔اسی طرح مولف موصوف نے اس کتاب میں جن اہل حدیث اولیاء اللہ کا ذکر کیا ہے ان میں درج ذیل بزرگ شامل ہیں: مولانا عبدالرحمٰن لکھوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ، قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ روڑی والے۔

ام الاحادیث میں تصوف کی تشریح

مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ تصوف کے متعلق فرماتے ہیں ائمہ حدیث جس حدیث کو ام الاحادیث یا ام الجوامع کے نام سے تعبیر کرتے ہیں اس میں مذکور ہے کہ جبریل امین علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احسان کے متعلق سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواباً فرمایا کہ "الاحسان ان تعبداللہ کانک تراہ۔۔" فرماتے ہیں کہ اعلیٰ درجہ تو یہی ہے کہ

Marfat.com

عبادت میں ایسی حضور اور دل لگی ہو کہ گویا اللہ کو دیکھتا ہے۔ اس کیفیت کو (اصطلاحِ صوفیاء میں) مشاہدہ کہتے ہیں۔ ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ تصور اور یقین کر کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے اسے (صوفیاء کی اصطلاح میں) مراقبہ کہتے ہیں۔ آج جسے تصوف اور درویشی کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے' زبان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس کو احسان کہا گیا ہے۔ عوام اور بعض صوفیاء قسم کے لوگ ظاہری احکام کو شریعت تزکیہ باطن کو طریقت اور مشاہدہ و مراقبہ کو حقیقت کہتے ہیں مگر اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تینوں مقامات کا تفصیلی ذکر فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام میں کامل وہی شخص ہے جو ان تینوں کا جامع اور عامل ہو۔ اگر کوئی شخص پہلی پانچ باتوں پر جما رہے اور آگے قدم نہ اٹھائے یعنی احسان کی عملی تعبیر کر نہ دکھائے تو بھی ناقص الایمان ہے۔ مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ کے اس اقتباس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تصوف کے بغیر ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔

صوفیاء اہل حدیث سے ناواقفیت

کتنے دکھ کی بات ہے کہ تصوف کی مخالفت میں لکھی ہوئی کتابیں تو منظر عام پر لائی جاتی ہیں مگر صوفیاء اہل حدیث جو معتدل مزاج اور انتہائی متقی لوگ تھے' ان کے حالاتِ زندگی لوگوں سے چھپائے جاتے ہیں اور جان بوجھ کر اسلاف کا جو تصوف سے تعلق تھا اسے نظر انداز کیا گیا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ تصوف اسلامی کے اصل دشمن غیر مسلم قوتیں ہیں جو اس بات کو اچھی طرح جانتی ہیں کہ وہ تصوف جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور علمائے اہل حدیث' اہلسنت والجماعت کا ہے' برصغیر پاک و ہند میں تمام جہاد کرنے والے یہی صوفی لوگ اور ان کے متعلقین تھے (مثلاً سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ' مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ' امیر المجاہدین صوفی محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ' صوفی ولی محمد فتوحی والا رحمۃ اللہ علیہ اور ان جیسے دیگر بے شمار صوفیاء اہل حدیث) اگر اس تصوفِ اسلامی سے عالم اسلام کو آشنائی ہو جائے تو پھر "یہ سویا ہوا شیر بیدار ہو جائے گا" اس لئے باقاعدہ طور پر جس طرح نقل مولوی بنائے گئے جو صرف امت میں انتشار

Marfat.com

پھیلانے کا کام کرتے ہیں بالکل اسی طرح نقلی صوفیاء بھی تیار کئے جاتے ہیں جو شرک و بدعت کی دعوت دیتے ہیں اور ان کے مقابلے میں ایسے لوگ کھڑے ہیں جو اصلی اور نقلی تصوف میں فرق ہی نہیں کر سکتے اور بلا دھڑک تصوفِ اسلامی پر بھی لعن طعن کرتے ہیں اور یوں تصوف اسلامی کو عوام میں پنپنے سے روکنے کی لاحاصل سعی کرتے ہیں۔

تفسیر واضح البیان سے تصوف کا حوالہ

میں یہاں پر مشہور اہل حدیث عالم، مفسر قرآن حضرت مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر واضح البیان فی تفسیر ام القرآن (ناشر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان) کے تصوف کے متعلق چند حوالے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں، فیصلہ میرے سلفی بھائی خود کریں۔ مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ مسلک اہل حدیث کے جید عالم، عارف باللہ اور وسیع المطالعہ تھے۔ تصوف کے ساتھ لگاؤ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو فہم قرآن سے خصوصی طور پر نوازا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تصوف و طریقت سے قلبی لگاؤ کی وجہ سے اور اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کی بناء پر فرماتے ہیں "اسی طرح حضرت الاستاذ، حامل السنن مولانا عبید اللہ غلام حسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ جن کے فیض صحبت نے اس گنہگار (میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ) کے ظاہر و باطن پر پرتو ڈالا اور شریعت و حقیقت کے حقائق و معارف کا دروازہ کھولا اور ان کی وفات کے بعد وہ لطف کہیں نہیں پایا۔ (ص:38)

حجۃ اللہ البالغہ میں اسرارِ دین کا علم

مولانا ابراہیم میر رحمۃ اللہ علیہ آگے چل کر حجۃ اللہ البالغہ سے علم اسرارِ دین پر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ "اس کے بعد شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مراقبہ کا ذکر کیا ہے، جس میں ان پر روح القدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس علم (اسرارِ دین) کے بیان کا القا ہوا"۔ پھر مزید صفحہ 41 پر فرماتے ہیں کہ خاکسار گنہگار بھی محض تحدیثاً بنعمت اللہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عاجز (مولانا سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ) کو بھی اس فن اسرارِ دین ولطائف قرآن مجید سے کچھ حصہ عطا کیا ہے۔

Marfat.com

پھر اسی صفحہ پر حسرت سے فرماتے ہیں کہ ”مراقبہ کی حالت میں فیضان الٰہی کا نازل ہونا تو بہت اونچا مقام ہے اور میں کہہ چکا ہوں کہ واقعی گنہگار ہوں اس لئے وہ مقام مجھے کہاں حاصل ہوسکتا ہے، ہاں فیضان الٰہی کی دیگر صورتیں بھی ہیں جن میں ایک سچا خواب ہے۔ مراقبہ کی حالت میں فیضان الٰہی کیا ہوتا ہے؟ اور یہ مراقبہ کیسے کیا جاتا ہے؟ کیا کوئی اہل حدیث اس کا جواب دے سکتا ہے؟

کشف وتجلیاتِ الٰہی کا نزول

پس استغراق تصور سے کشفی حالت پیدا ہو جاتی ہے اور تجلیاتِ الٰہیہ نازل ہو کر حضوری کا رتبہ حاصل کراتی ہیں اور اس حضوری کی حالت میں صیغہ خطاب ہی مناسب ہے۔

انعامِ الٰہی کا مفہوم

صفحہ 330 پر فرماتے ہیں ”سورۃ فاتحہ کی آیت کی تفسیر میں جس انعام کا ذکر ہے اس سے باطنی اور دینی نعمت یعنی اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چلنے کی توفیق مراد ہے کیونکہ جب قرآن مجید کی تصریح کے مطابق منعم علیہم سے انبیاء کرام علیہم السلام، صدیق، شہید اور صالحین مراد ہیں تو جو خصوصی نعمت ان پر ہوئی ہے یہاں پر وہی نعمت مراد ہوسکتی ہے اور صراط مستقیم سے اسی نعمت کو تعلق ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ

صفحہ 331 پر فرماتے ہیں ”جن پر اللہ تعالیٰ کی باطنی و روحانی نعمتیں ہوئیں وہی اس قابل ہیں کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کیلئے ان کی راہ اختیار کی جائے اور وہی اس لائق ہیں کہ ان کی اقتداء کی جائے۔ کیا موجودہ اہل حدیث جو تصوف پر اعتراض کرتے ہیں بتا سکتے ہیں کہ باطنی و روحانی نعمتیں کیا ہوتی ہیں۔

انوارِ الٰہیہ کا مرکز ”دل“

صفحہ 372 پر فرماتے ہیں ”جسے پیغمبر برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ عقیدت اور بے

Marfat.com

چون و چرا اطاعت کا تعلق ہو جاتا ہے اس کے ایمان کی کیفیات پر فرشتے بھی رشک کھاتے ہیں۔ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی قلبی و معنوی نسبت پیدا ہو جاتی ہے کہ اس کا دل انوارِ الٰہیہ کے اترنے کا محمل ہو جاتا ہے"۔

سمجھ سے بالا مقامات

پھر شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی ان کے شیخ الحدیث حضرت حاجی محمد افضل سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے درس کی نسبت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں' یہ مقام بہت بلند ہے اور ہم جن لوگوں کو سمجھانے کے درپے ہیں' ان کی سمجھ سے بہت بالا مقام ہے' کچھ عجب نہیں کہ وہ اپنی بدذوقی کی وجہ سے اس کا انکار کر دیں کیونکہ جب تک سطح کو مصفی و مجلّے نہ کیا جائے' نقش و نگار کی زینت کاری صورت نہیں پکڑ سکتی۔ اسی طرح جب تک ایمان میں وہ کیفیت نہ ہو جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں' دل اس حقیقت کو نہیں پا سکتا' ذائقہ سے متمتع ہونے کیلئے قوتِ ذائقہ کی سلامتی شرط ہے' رنگ کی دلفریبی سے مسرت حال ہونے کیلئے نورِ بصارت کی ضرورت ہے۔

اصحابِ اولوالاباب کیلئے مشعلِ راہ

ہم نے دل جلا کے سرِ راہ رکھ دیا اب جس کے جی میں آئے' روشنی پائے

طوالت کے خوف سے میں مضمون کو یہیں ختم کرتا ہوں۔ اگر تفصیل میں جاؤں تو ایک ضخیم کتاب بن سکتی ہے۔ یہ چند باتیں جو بطورِ نمونہ لکھ دی ہیں' اصحاب اولوالالباب کیلئے مشعل راہ ہیں' رہ گئے منکرین اور ضدی' تو ان کیلئے تو دفتر کے دفتر بھی ناکافی ہیں۔

زاغوں کے تصرف میں ہیں عقابوں کے نشیمن

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرفِ قبولیت سے نوازتے ہوئے خلقِ خدا کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

خاکسار: محمد طیب عفی اللہ عنہ (سلفی ریسرچ انسٹیٹیوٹ' ضلع قصور)

Marfat.com

مولانا محی الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید

اہل حدیث عامل، عالم باعمل، حضرت مولانا حافظ محمد حنیف صاحب الہ آبادی

ابتدائیہ:

ضلع قصور کے قصبہ الہ آباد میں اپنے وقت کے کامل بزرگ، صوفیائے اہل حدیث کے سرخیل، ولی ابن ولی مولانا محی الدین صاحب لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتگان میں سے ایک بزرگ ہستی حضرت مولانا حافظ محمد حنیف صاحب حفظہ اللہ (امام جامع مسجد ابوبکر اہل حدیث) اقامت پذیر ہیں۔ محترم حافظ صاحب حفظہ اللہ کا شمار ان علمائے اہل حدیث میں ہوتا ہے جنہوں نے نا صرف کتاب وسنت کی تعلیم حاصل کی بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ایک اہم مقصد کے مطابق ''تزکیہ وتصوف'' کی جانب بھی مکمل توجہ کی اور بچپن ہی سے اپنے والد مرحوم مولانا نور احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد ومربی (حضرت محی الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ) کے دست حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ مدرسے میں تحصیل علم کے ساتھ اس زمانے کے ماہرین روحانی عاملین سے باقاعدہ طور پر روحانی عملیات میں دسترس حاصل کی۔ یوں علم کی دولت کے ساتھ ساتھ عمل کا حسن بھی ملتا گیا اور حضرت حافظ صاحب حفظہ اللہ عالم باعمل اور عامل کامل کے عظیم رتبے پر فائز ہوئے۔ عملی زندگی میں قدم رکھا تو طب وحکمت کو ذریعہ معاش بنایا اور ایک ماہر نباض کی طرح مخلوق کے جسمانی امراض کے ساتھ ساتھ

Marfat.com

روحانی مسائل کا بھی مثبت طریقے سے علاج شروع کر دیا۔ حضرت حافظ صاحب حفظہ اللہ اپنے مطب پر آنے والے ہر مریض کو دوا کے ساتھ دعا کی تلقین کرتے ہیں اور اسلاف اہل حدیث کے مجرب اور آزمودہ وظائف اور عملیات کی طرف رہنمائی فرماتے ہیں۔ جس مریض کیلئے ضروری سمجھتے ہوں اسے قرآن وحدیث سے ثابت دعاؤں کا تعویذ بھی لکھ کر دیتے ہیں جسے پانی میں ملا کر پینے سے مریضوں کو اللہ پاک کی طرف سے شفاء کا پروانہ مل جاتا ہے۔ اب تک بے شمار گھرانے حضرت حافظ صاحب حفظہ اللہ کے بتائے ہوئے اعمال و وظائف سے مستفید ہو چکے ہیں۔ ایک خصوصیت حضرت صاحب حفظہ اللہ میں یہ دیکھی گئی کہ وہ جہاں کہیں جا کر بھی جمعہ پڑھائیں یا کسی بھی مسجد میں درس دیں تو اس کی ''فیس'' یا ''پٹرول'' وصول نہیں کرتے۔ محض اللہ کی رضا کی خاطر تبلیغ دین کو اپنا فرض سمجھ کر ادا کرتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ کریم حضرت حافظ صاحب حفظہ اللہ سے اپنی مخلوق کی خدمت یونہی لیتا رہے اور انہیں ہمیشہ اپنی حفاظت اور عافیت میں رکھے۔ ذیل میں حضرت حافظ صاحب حفظہ اللہ سے ہونے والی ملاقات اور ان کی گفتگو من وعن درج کی جارہی ہے۔ قارئین ملاحظہ فرمائیں:

اسلاف سے بیزاری' کرامات سے الجھن

ہمارے (موجودہ) علماء کو کرامات سے ویسے ہی الجھن ہوتی ہے روحانیت سے ہم بہت دور ہیں حالانکہ یہ ورثہ ہمارا ہی تھا کیونکہ ہمارا ایک دعویٰ ہے کہ قرآن وحدیث صرف ہمارے پاس ہے اس میں کوئی ملاوٹ نہیں ہے مگر ہمارے اندر سختی پائی جاتی ہے جبکہ دین میں سختی نہیں' نرمی ہے۔ اخلاق کے اعتبار سے بھی سختی اور روحانیت کے

۱۵۹۲۰۷

Marfat.com

اعتبار سے بھی سختی اور کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کا قرآن وحدیث سے تعلق نہیں اس کے باوجود وہ اعمال علماء کے تجربات سے ثابت ہوتے ہیں مگر ہم ان کو قبول نہیں کرتے۔

مثلاً دعا مانگنے کا اگر کسی کا کوئی خاص طریقہ ہے کہ وہ اس طریقے سے دعا مانگے تو فوراً قبولیت کی مہر لگ جاتی ہے مگر ہم فوراً کہہ دیتے ہیں کہ یہ طریقہ تو قرآن وحدیث سے ثابت نہیں، کسی بندے کو کوئی مشکل پیش آگئی اس نے اللہ پاک سے نفل کے ذریعے سے یا دعا مانگ کے یا قرآن کی کوئی سورت پڑھ کر اللہ پاک سے وہ مسئلہ حل کروالیا تو ہم کہتے ہیں کہ اس کی قرآن وحدیث سے دلیل پیش کرو۔ ہمارا ایسا مزاج نقصان دہ ہے، ہماری جماعت میں بڑے بڑے علماء ایسے گزرے ہیں جن کی کرامات لاجواب تھیں لیکن ہم کبھی بھی ان کے واقعات اسٹیج پر نہیں سناتے کیونکہ ہمیں الجھن ہوتی ہے ایسی باتوں سے۔ ہم سوچتے ہیں کہ ہم کرامتیں کیوں بیان کریں، ہم کسی کی شخصیت مانتے ہی نہیں، بڑا عجیب معاملہ ہے، لفظ بزرگ سے ہی موجودہ اہل حدیث کو چڑ ہوتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میرے مرشد رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ کرامات بزرگ

مولانا محی الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کی بے شمار کرامات ہیں، میں نے بچپن میں ان کی بیعت کی تھی، میرے والد محترم نور احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی ان سے بیعت تھے۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں بے شمار کرامات تھیں اور ان پر اللہ کی ایسی خاص رحمت تھی کہ کوئی بندہ بھی ان کا شکوہ نہیں کرتا۔ نہ کوئی بریلوی، نہ کوئی شیعہ، نہ دیوبندی نہ ہی اہل حدیث۔ حالانکہ اہل حدیث تو کسی کو بھی معاف نہیں کرتے۔ کوئی نہ کوئی عیب ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ ٹوہ میں لگے رہتے ہیں اور اس کو گناہ بھی نہیں سمجھتے۔

لکھوی خاندان کی مساعی جمیلہ

قصور سے لے کر الٰہ آباد تک، ساری لکھوی خاندان کی محنت ہے، سارے ضلع قصور میں لکھوی خاندان کے ساتھ ساتھ حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد حسین

Marfat.com

شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ کی محنتیں ہیں۔ اس علاقے میں لوگوں سے رابطہ رکھنا' لوگوں کے پیچھے کھیتوں میں جانا' ان سے میل ملاپ رکھنا' ان کو دلائل پیش کرنا' یہ انہی کی محنت ہے اور سب سے سرفہرست لکھوی خاندان ہے۔ اپنی محنت کے اعتبار سے لوگوں کی ہدایت کا سبب بننے والے یہ لوگ ہیں۔ کسی سے کچھ نہ لیتے تھے' کسی نے کھانا کھلا دیا تو کھا لیتے ورنہ بھوکے ہی چلتے رہتے۔ یہ کوئی چھوٹی بات تو نہیں۔ بات کرنا بہت آسان ہے آج کوئی عالم دین جمعہ پڑھانے کا طریقہ سیکھ لے تو وہ سمجھتا ہے کہ میرے جیسا کوئی خطیب ہی نہیں۔ اگرچہ وہ اپنے آپ کو ہی نمازی نہ بنا سکے' کسی دوسرے کو اس نے کیا بنانا ہے۔ 90% مولوی بے نماز ہوتے ہیں' صرف دکھاوے کی نماز پڑھتے ہیں کہیں لوگ یہ نہ کہہ دیں کہ مولوی صاحب نماز ہی نہیں پڑھتے۔ اس کے برعکس ہمارے اکابر علماء خدا جانتا ہے کہ تہجد گزار تھے۔ پانچ وقت کے نمازی بھی تھے اور تہجد گزار بھی تھے۔ ان کی زبان میں تاثیر بھی ہوتی تھی وہ نیک بھی ہوتے تھے وہ تقویٰ والے بھی تھے' ان کی ایک خواہش ہوتی تھی کہ کوئی بندہ مومن بن جائے' کوئی بندہ راہِ راست پر آ جائے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت نہ جانے کہاں کہاں دھکے کھا رہی ہے۔ لیکن ہمارے آج کے علماء صرف یہ دیکھتے ہیں کہ دیہاڑی لگنی چاہئے' جس طرف سے دیہاڑی زیادہ ملے' ٹائم ادھر دے دیتے ہیں۔ جس طرف سے دیہاڑی کم ملنے کی توقع ہو اس طرف توجہ ہی نہیں کرتے' اگرچہ وہاں کے لوگ کتنے ضرورت مند ہی کیوں نہ ہوں۔

اتنی آزادی اچھی نہیں

عمل کی طاقت اسی لئے چلی گئی ہے کہ ہم آزاد ہو گئے ہیں۔ اتنی آزادی اچھی نہیں' نفل سے ہم بہت بھاگتے ہیں' سنتیں کبھی پوری نہیں پڑھتے' لوگوں کو اس بات کی ترغیب دیتے ہیں کہ نفل زیادہ پڑھا کرو۔ نفل اللہ کو بہت پسند ہیں' فرض تو ہیں ہی فرض۔ وہ تو ہم نے پڑھنے ہی پڑھنے ہیں مگر مزہ تو تب ہے کہ ہم فرائض سے ہٹ کے نفلی نماز بھی پڑھیں۔

Marfat.com

مولانا محی الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ بیعت

جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیعت لیتے تھے۔ اسی طریقے کے مطابق (مرشدی) مولانا محی الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ بھی لوگوں سے بیعت لیتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اکثر موت پر بیعت لیتے تھے مثلاً صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس چیز پر بھی بیعت کی تھی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم ساری زندگی جھوٹ نہیں بولیں گے' نماز کو وقت پر ادا کریں گے' رزق حلال کما کے کھائیں گے' حرام سے بچیں گے' اس قسم کے بے شمار واقعات احادیث مبارکہ میں موجود ہیں۔

بیعت تزکیہ' بیعت تصوف' بیعت اصلاح سے انکار کی وجہ

میرے بھائی جب کسی انسان کا ضمیر مردہ ہو جائے تب یہ صورتحال پیدا ہوتی ہے۔ ترمذی شریف کی حدیث میں آتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے' اگر وہ توبہ کر لے تو یہ نقطہ ختم ہو جاتا ہے اور دل میں ایک نور پیدا ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ مسلسل گناہ کرتا رہے۔ توبہ نہ کرے تو اس کا دل بالکل سیاہ' زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے دل سے احساس ختم ہو جاتا ہے' صلہ رحمی ختم ہو جاتی ہے' تقویٰ پرہیزگاری تو دور کی بات ہے' ایسے بندے کا نیکی کرنے کو ہی جی نہیں چاہتا۔ کیونکہ ضمیر مردہ ہو جاتا ہے' ایسے لوگوں کے بارے قرآن میں ارشاد ہے:

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ (المطففین: 14)

پھر اگر گناہ کرے تو اس کا ضمیر اسے جھنجھوڑتا ہی نہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے کی صفتِ ندامت

بعض اوقات گناہ کرتے ہوئے ضمیر جھنجھوڑتا ہے کہ تو نے اچھا نہیں کیا۔ ہمارے باپ آدم علیہ السلام سے بھی بھول ہو گئی تھی تو انہوں نے یہ کلمات کہے:

Marfat.com

رَبَّنَا ظَلَمۡنَآ اَنۡفُسَنَا ٚ وَ اِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَ تَرۡحَمۡنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ○ (الاعراف:23)

اسی طرح آدم علیہ السلام کے بیٹے کی بھی یہی صفت ہونی چاہئے کہ گناہ ہو جائے تو فوراً اپنے گناہ کا اعتراف کرے، ندامت اختیار کرے، پھر پختہ ارادہ کرے کہ دوبارہ ایسی غلطی نہیں کروں گا، پھر سچے دل سے توبہ کرے، کیونکہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ تو ڈرامے بازیاں، دھوکہ دہی کر سکتے ہیں مگر اللہ کے ساتھ نہیں کر سکتے۔ اس نے تو انسان کا دل دیکھنا ہوتا ہے۔ لہٰذا توبہ ایسی ہو کہ دوبارہ گناہ نہ ہونے پائے، چاہے جان ہی چلی جائے۔

تقویٰ و استقامت کے پہاڑ

حدیث میں واقعات ہیں کہ جب وہ لوگ مسلمان بن گئے تو ایسے مسلمان بنے کہ اللہ پاک نے خود ان کی تعریف فرمائی۔ حالانکہ وہ لوگ پہلے مشرک تھے، کافر تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرنے والے تھے لیکن جب مومن بن گئے تب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کے سامنے کوئی چیز آڑے نہ آنے دی۔ نہ بیوی نہ بچے نہ کاروبار نہ رشتہ داری، کوئی چیز بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے آگے مجبوری نہ بننے دی۔ ہم لوگ دین کے معاملے میں کئی قسم کی مجبوریاں لئے بیٹھے ہیں، مگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنی زندگی میں کسی چیز کو دین کے آگے مجبوری بننے نہ دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی زندگی کے آخری ایام تھے تو آپ رضی اللہ عنہ کی نظر ختم ہو گئی، طبیب نے ایک ایسی دوا تجویز کی کہ آپ رضی اللہ عنہ کو مسلسل 8 دن لیٹنا پڑے گا، کھڑے نہیں ہو سکتے پھر اس دوائی سے آپ کی بینائی واپس آ سکتی ہے۔ فرمایا تو پھر نماز؟ کہنے لگے وہ بھی نہیں پڑھ سکتے۔ فرمایا: پھر مجھے ایسی آنکھوں کی ضرورت نہیں جو مجھے نماز سے روک دیں۔ مجھے ایسے علاج کی کوئی ضرورت نہیں جو مجھے اللہ سے دور کر دے، آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں کوئی مجبوری نہیں تھی۔

Marfat.com

اماں زنیرہ رضی اللہ عنہا کی کرامت

اللہ تعالیٰ ٹھیک کرنا چاہے تو بغیر دوائی کے بھی آنکھیں ٹھیک کر کے دکھا سکتا ہے۔
ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک خاتون حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہ لوگوں کے گھروں میں کام کرتی تھیں، ابوجہل کے گھر کی بھی صفائی ستھرائی کیا کرتی تھیں۔ ایک دن بیت اللہ کے پاس سے گزر ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک دیکھا، کسی سے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہنے لگے یہی تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ کہنے لگیں کہ میں نے تو آج آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک ایسے شخص سے بالکل نہیں ملتا جو جھوٹا ہو، فریب اور دغا دینے والا ہو، یہ تو واقعی اللہ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے سے ہی آثار نظر آرہے ہیں، کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگئیں، پھر وہ کام کرتے ہوئے بھی کلمے کا ورد کرتی رہیں، اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔
جب ابوجہل اپنے گھر آیا اور اس نے ان کی زبان سے کلمہ سنا تو کہنے لگا یہ تو وہی کلمہ ہے جس کی ہم سارا دن مخالفت کرتے ہیں۔ یہ عورت میرے ہی گھر میں کلمہ پڑھ رہی ہے، پھر وہ خبیث، اماں جی زنیرہ رضی اللہ عنہا سے کہنے لگا کہ کیا تجھے پتا ہے کہ میں کون ہوں اور یہ کلمہ پڑھنے والوں کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہوں؟ اماں جی رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں کہ میں نہیں جانتی۔ وہ بے ایمان آپ رضی اللہ عنہا کو بازار میں لے گیا، اپنی ساری ٹیم کو اکٹھا کیا، اماں جی رضی اللہ عنہا کو سزا دی۔ سرعام آپ رضی اللہ عنہا کو مارا گیا، اور پھر لوہے کی سلاخ گرم کر کے آپ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں میں پھیر دی۔ اور کہنے لگا دیکھا ہمارے لات منات اور عزیٰ نے تیری آنکھیں ضائع کر دیں۔ اماں زنیرہ رضی اللہ عنہا کا جسم زخموں سے چور، وہیں پڑے پڑے آسمان کی طرف چہرہ کر کے کہا میرے اللہ میں تجھ سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتی صرف ایک مرتبہ میری آنکھیں ٹھیک کر دے تاکہ میں ان کو کہہ سکوں کہ میرا رب کیا کیا کر سکتا ہے۔ مجھے ضرورت نہیں ان آنکھوں کی جو تیرے دین کی خاطر ضائع ہوگئی ہوں مجھے تو خوشی ہے اس بات کی۔ مگر غم

Marfat.com

اس طعنے کا ہے جو انہوں نے یہ کہا کہ ہمارے جھوٹے خداؤں نے تیری آنکھیں ضائع کر دیں' اماں زنیرہ رضی اللہ عنہا کی کرامت تھی جو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ آپ رضی اللہ عنہا کو آنکھیں عطا فرما دیں۔ اسی لمحے آپ رضی اللہ عنہا کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔

یقین کامل کی تاثیر کامل

یقین کامل اسی کو کہتے ہیں۔ یہ یقین جس کے دل میں بھی بیٹھ جائے کہ میرا اللہ زندہ ہے' وہ طاقتور ہے' توبہ کرنے والا بندہ رب کو اسی لئے پسند ہے کہ اسے یقین ہوتا ہے کہ میرا رب موجود ہے' وہ میرا مالک ہے اور میں اس کا غلام ہوں۔ اللہ کو بندے کی یہی ادا تو پسند ہے کہ اس نے مجھے رب مان لیا ہے' گمشدہ چیز کے مل جانے پر انسان جتنا راضی ہوتا ہے اللہ پاک اس سے کہیں زیادہ راضی اس بندے سے پر ہوتا ہے جو اپنے گناہوں کا ڈھیر لے کر رب کی بارگاہ میں جاتا ہے پھر رب کریم اسے گناہوں سے پاک کر کے واپس بھیج دیتا ہے۔ ہمیں دینی مسائل تو بہت ملتے ہیں لیکن فضائل سے ہماری بڑی جان جاتی ہے' فضائل سن کے تو اہل حدیث کو پتا نہیں ہو کیا جاتا ہے۔

فضائل کے معاملے میں سند کی ضرورت

سند صرف مسائل کے معاملے میں ضروری ہوتی ہے لیکن کچھ چیزیں ایسی ہیں جن میں بندے کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے' اگر کسی بندے کے گھر میں غربت بہت زیادہ ہو تو اس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے' اللہ یبسط الرزق لمن لیشاء ویقدر' وہ بندہ اللہ پاک سے رجوع کرنے کیلئے کوئی ایسا لاجواب طریقہ اپنائے جیسے قوم یونس علیہ السلام نے اللہ پاک سے رجوع کیا تھا۔ حضرت یونس علیہ السلام کو جب یقین ہو گیا کہ اب اللہ کا عذاب آ کر رہے گا تو آپ علیہ السلام اپنی قوم سے نکل گئے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی کو شفاء اور عافیت دینے کا فیصلہ فرما لے تو کوئی نہ کوئی سبب بنا دیتا ہے۔ اسی طرح قوم یونس علیہ السلام نے کیا اُن کے مرد الگ ہو گئے' عورتیں الگ' ماں

Marfat.com

سے اس کے بچے الگ، حتیٰ کہ انہوں نے اپنے جانوروں سے بھی ان کے بچے الگ کر دیے۔ پھر ان سب نے رونا شروع کر دیا۔ روتے رہے، روتے رہے، رونے کے سوا ان کو کوئی کام نہ تھا، پورے علاقے میں ہر طرف رونا ہی رونا تھا کہ یا اللہ! ہم سے غلطی ہو گئی ہے تب تک اکٹھے نہیں ہوں گے جب تک تو معاف نہیں کر دیتا، نہیں تو رو رو کر ہی مر جائیں گے، اس قوم پر اللہ پاک کا آیا ہوا عذاب ٹل گیا۔

آیتِ کریمہ کا نادر تحفہ

پھر حضرت یونس علیہ السلام پر آزمائش آ گئی، 40 دن مچھلی کے پیٹ میں رہے، پھر آیتِ کریمہ پڑھی ''لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین''۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت کا کوئی بھی بندہ جب بھی کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو میرے بھائی یونس (علیہ السلام) کی یہ دعا پڑھے۔ لیکن ہمارا پڑھنا بھی اسی اضطراری کیفیت سے ہو، یہ کلمات پڑھتے ہوئے ہمارے دل پر اثر ہونا چاہیے، ایسا اثر کہ پورا جسم بھی اس کو مانے، ضمیر اس بات کو تسلیم کرے، دل بھی روئے اور آنکھیں بھی برسیں۔ اس کیفیت سے جو بندہ بھی یہ آیت پڑھے گا اللہ پاک اس کو ضرور بالضرور نجات دے گا، ان شاء اللہ! چاہے کتنی ہی بڑی مصیبت درپیش کیوں نہ ہو۔

ہماری دوڑ چند مسائل کے گرد

لیکن ہم لوگ (اعمال کے معاملے میں) بہت پیچھے ہیں ہم صرف نماز پڑھ کر ہی بہت خوش ہیں کہ شاید بہت بڑا معرکہ مار لیا ہے۔ ہماری بھاگ دوڑ ٹخنوں سے اوپر شلوار، منہ پر ڈاڑھی اور نماز تک ہے، اس کے علاوہ کوئی عمل ہمارے پاس نہیں ہے۔

وظائف میں خاص تعداد کا راز

یہ آیت کریمہ گھر کے سب افراد مل کر گٹھلیوں پر بھی پڑھ سکتے ہیں، لوگوں کو اکٹھا کر کے آیت کریمہ پڑھوانا تو ایک بناوٹی عمل ہے، اکیلا آدمی خود بھی پڑھ سکتا ہے، چلتے

Marfat.com

پھرتے پڑھتا رہے اور کثرت سے بہت زیادہ تعداد میں پڑھے' کیونکہ تعداد کا ایک خاص نظام ہے۔ مثلاً ایک بندہ سائیکل پر سفر کرتا ہے تو اس کی رفتار اتنی ہوتی ہے جتنی اس کے جسم کی قوت ہوگی۔ پھر اگر وہ موٹر سائیکل پر سفر کرے تو اس کی رفتار اس کے مطابق ہوگی' اسی طرح گاڑی اور ہوائی جہاز کی رفتار الگ الگ ہوگی۔ ان سب کا نظام الگ ہے' ہر چیز کی ایک لمٹ ہوا کرتی ہے' جب انسان زیادہ تعداد پر پہنچ جاتا ہے تو اللہ پاک کی رحمت متوجہ ہو جایا کرتی ہے' اگر انسان کو کسی اونچی چھت پر چڑھنا ہے تو اس کیلئے اتنے سٹیپ والی سیڑھی چاہئے' چھوٹی دیوار پر چڑھنے کیلئے چھوٹی سیڑھی سے کام بن جائے گا۔

اسم ذات ''اللہ'' ایک قابلِ غور موضوع

لفظ اللہ بڑا جاندار لفظ ہے جس نے پوری کائنات کو سنبھالا ہوا ہے' ہم نے کبھی اس پر غور ہی نہیں کیا کہ یہ کیا لفظ ہے۔ اللہ ایک ایسی ذات ہے جس نے پوری زمین اور پورے آسمان کو تھاما ہوا ہے اور اس نظام کو چلا رہا ہے سب کچھ اس اکیلے نے کنٹرول کیا ہوا ہے۔ ہم نے اپنے مسائل کے حل کیلئے اس سے مدد مانگنی ہے تو اس کے سامنے ذکرو اذکار کی ایسی کثیر تعداد لے کر جانا چاہئے جو اس کے شایانِ شان ہو۔ ایسے جملے' ایسے کلمات' ایسی عاجزی اور اس کی ایسی تعریف لے کر جائیں جو اس کی کبریائی کے لائق ہو۔ قرآن میں کہیں تو یہ فرمایا گیا ہے کہ'' سجوا بالعشی والابکار''۔ صبح و شام میری تسبیح بیان کرو۔ پھر دوسرے مقام پر ارشاد ہے'' ویذکرون اللہ کثیراً''۔ یعنی کثرت سے اللہ کو یاد کرنے والے۔ کثرت کی وضاحت بھی خود قرآن نے کی ''الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم '' تمہارا دل تمہاری زبان ذکر سے تر رہے۔ چلتے پھرتے' اٹھتے بیٹھتے' لیٹتے ہوئے تمہاری زبان ذکر سے تر رہے اور اہل علم اس کو کہتے ہیں'' جو دم غافل سو دم کافر'' ذکر سے جونہی غفلت ہوگی شیطان اسی وقت حملہ کر دے گا۔

Marfat.com

نا قابلِ تسخیر ہتھیار ''ذکر''

''ومن یعش عن ذکر الرحمٰن'' ذکر ایک ایسا طاقتور ہتھیار ہے کہ اگر شیطان بندے پر غلبہ پالے اور بندے کی زبان سے کوئی کلمہ نکل جائے تو شیطان کو اسی وقت بھاگنا پڑے گا' اسے اپنا قبضہ چھوڑنا پڑے گا' اتنی دیر تک وہ بندے سے دور رہے گا جتنی دیر زبان پر ذکر جاری رہے گا' جونہی وہ دنیاوی باتوں میں مشغول ہوگا شیطان کا اس پر حملہ ہو جائے گا' کیونکہ شیطان ہمارا ازلی دشمن ہے اس نے بار بار ہم پر حملہ کرنا ہے اور اس کے حملوں سے ہمیں ہماری پاکیزگی نے' ہمارے نیک اعمال نے اور ہمارے ذکر واذکار نے بچانا ہے۔

گھر گھر جناتی گزرگاہوں کی وجہ

ہماری کمزوری ہے کہ ہم مسائل تو پوچھتے ہیں لیکن ضروریات زندگی کے اعمال نہیں پوچھتے۔ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو روزانہ دم کرتے تھے۔ جی ہاں روزانہ دم کرتے تھے' جو جنت کے جوانوں کے سردار ہیں' جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل ہیں وہ روزانہ دم کے محتاج ہیں' کسی نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو روزانہ دم کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا: میرے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام روزانہ اپنے بیٹوں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کو دم کیا کرتے تھے۔ اگر حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کو روزانہ دم کی ضرورت ہے اور اگر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو روزانہ دم کی ضرورت ہے تو پھر ہماری کیا حیثیت ہے' ان ہستیوں کے سامنے' وہ ہستیاں روزانہ اپنا دفاع مضبوط کر کے رکھتی تھیں۔

روحانی بیماریوں کا دوسروں پر اثر

ہمارے جسم میں بیماری داخل ہو جائے تو ہم اس کا پیچھا کرتے ہیں' معالج سے

Marfat.com

رابطہ کرتے ہیں، دوائی استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ پرہیز بھی کرتے ہیں لیکن اگر کوئی بری حرکت ہمارے جسم میں داخل ہو جائے تو کبھی پیچھا نہیں کرتے، چاہے وہ حرکت یا گناہ ہمارے جسم میں داخل ہو کر ہمارے گھر تک پہنچ جائے۔ مثلاً کسی کو خارش پڑ جائے تو کوئی اس کے قریب نہیں بیٹھتا، کہیں میں بھی متاثر نہ ہو جاؤں۔ کسی کو سانس کی بیماری لگ جائے تو کوئی پاس نہیں بیٹھتا کہیں مجھے بھی نہ لگ جائے، لیکن اگر کسی بندے کے دل میں گناہ کی بیماری لگ گئی اور وہ اپنے گھر میں داخل ہو گیا تو کوئی بھی اس سے نفرت نہیں کرتا۔ سب اس کے آس پاس بیٹھتے ہیں اس لئے سب اس روحانی بیماری میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اس کے گناہ کا اثر ان سب پر ہو کر رہے گا۔

ایک شخص کی نیکی یا گناہ کا اثر پورے علاقے پر

حضرت موسیٰ علیہ السلام والا معروف واقعہ ہے کہ تیرے مجمع میں ایک ایسا بندہ ہے جو مسلسل 40 سال سے گناہ کر رہا ہے اس کی وجہ سے میں نے آسمان سے بارش بند کر دی ہے۔ وہ جب تک اس مجمع سے باہر نہیں نکلے گا اس وقت تک بارش نہیں برسے گی۔ اب دیکھیں بندہ تو ایک ہی تھا مگر تڑپنے والا پورا مجمع ہے۔ صرف ایک بندے کے گناہ کا اثر پورے علاقے پر پڑا۔ یہ بات تو ہم ماننے کو تیار ہیں لیکن اس کے برعکس اگر کوئی نیک شخص کسی علاقے میں ہو تو اس کے اثر کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ چھوڑو جی اس نیک ہستی کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔ حالانکہ ہوتا ہے، بالکل اثر پھیلتا ہے، جب گناہ کا اثر پھیلتا ہے تو نیکی کیوں نہیں پھیلتی، نیکی بھی پھیلتی ہے۔ جتنا بڑا درخت ہو گا اس کا سایہ بھی اتنا ہی زیادہ ہو گا۔ اس کی چھاؤں میں ایک کثیر تعداد بیٹھ کے سکھ کا سانس لے گی، نیکی کا اثر بہت زیادہ ہوتا ہے مگر ہمیں نظر نہیں آتا، ہمیں صرف برائی نظر آتی ہے کیونکہ ہماری سوچ منفی ہے۔ اگر ایک بندہ کسی علاقے میں محنت کرتا ہے اس کے ذریعے لوگ نمازی بن جاتے ہیں، جوان توبہ کر لیتے ہیں پھر وہ فوت ہو جاتا ہے تو اس کے فوت ہو جانے کے بعد بھی اس کے اردگرد اللہ تعالیٰ کی رحمت برستی رہتی ہے اور

Marfat.com

اردگرد والوں کو بھی اس کا فائدہ ہوتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے کا کسی جگہ پر ٹھہر جانا اللہ تعالیٰ کا عذاب بھی ٹال دیتا ہے' اگر ضروری ہو تو اللہ پاک اپنے اس بندے کو وہاں سے نکال دے گا۔

علماء علم وعمل کی لائبریری

علماء کا اٹھ جانا حدیث میں علم کے اٹھ جانے کو فرمایا گیا ہے' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! کیا کتابوں میں سے کلمات مٹ جائیں گے؟ فرمایا: نیک علماء اٹھ جائیں گے' کیونکہ علماء علم کی بھی اور عمل کی بھی چلتی پھرتی لائبریری ہیں۔ لوگ انہیں دیکھ کر ان کے عمل سے بھی مستفید ہوتے ہیں' ان کا چلنا پھرنا بیٹھنا اٹھنا سنت کے مطابق ہوتا ہے' ان کا رہن سہن خوشی غم سنت کے مطابق ہوتا ہے' وہ ہمارے لئے چلتا پھرتا ماڈل ہیں' غم آئے تو سنت کے مطابق زندگی گزارتے ہیں خوشی آئے تو سنت کے مطابق' اگر کوئی چیز رکاوٹ بنے تو اسے دور پھینک دیتے ہیں کیونکہ انہیں اپنی ساری زندگی کی محنت ضائع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

اخروی کامیابی کا راز

قرآن میں بے شمار جگہ ''امنو وعملو الصلحت'' کا ذکر ہے۔ اب اگر ایمان کے بعد عمل صالح نہیں تو پھر ایمان بھی کسی کام کا نہیں۔ اگر اعمال اچھے ہیں لیکن ایمان نہیں ہے تو پھر وہ اعمال بھی کسی کام کے نہیں' دونوں چیزیں ضروری ہیں۔ کامیاب زمیندار وہ ہے جو زرخیز زمین میں ہل چلا کے بیج بو دیتا ہے۔ پھر پانی دے دے کے فصل کو تیار کرتا ہے۔ جب فصل پک جاتی ہے تو اسے دیکھ کے اس کا کلیجہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے یہی مثال ہے کہ اگر ایمان کے بعد عمل صالح نہیں تو کوئی فائدہ نہیں۔

مولانا لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیانات کا بنیادی موضوع

بے شمار لوگ مولانا محی الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کرتے تھے ان کی

Marfat.com

تعلیمات سے فائدہ حاصل کرتے تھے۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ ساری عمر تقویٰ' پرہیز گاری' قبر' قیامت' فکر آخرت جیسے عنوانات پر تقریر کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے لوگو! تم نے چلے جانا ہے' تمہارا رب تمہیں دیکھ رہا ہے جو کچھ بھی کر رہے ہو وہ تم سے بے خبر نہیں بلکہ باخبر ہے۔ ان کا ساری زندگی موضوع ہی یہی رہا۔ جہاں بھی بیٹھتے' موت' قبر' قیامت کی ہولنا کیاں' جہنم کے عذاب جیسے موضوع پر درس دیتے۔

فقیری میں بادشاہی

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی ایسی ایسی کرامات ہیں کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے' ہمارے علاقے ہی کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ رات کے وقت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے کسی دوسرے گاؤں جانا تھا۔ اس وقت سواری ملنا مشکل تھی' ایک سرکش اونٹ ان کی خدمت میں پیش کیا گیا جو اپنے اوپر کسی کو بیٹھنے نہیں دیتا تھا۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی گردن نیچے کھینچ کر اس کے کان میں فرمایا ''تیرے اوپر محی الدین بیٹھنے لگا ہے''۔ اب دیکھیں ذرا! کیا اونٹ ہماری زبان سمجھتا ہے' لیکن اللہ فرماتا ہے کہ جب تم میرے ہو جاؤ گے ساری مخلوق تمہاری ہو جائے گی' تو میرا تابعدار بن تو سہی' ساری مخلوق تیرا احیاء کرے گی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھیجے ہوئے دستے کے جرنیل صحابی رضی اللہ عنہ نے ایک جنگل میں پڑاؤ ڈالنے کا ارادہ کیا' لوگوں نے منع کیا کہ اس جنگل میں بہت خطرناک درندے ہیں' اس علاقے کے سانپ اور بچھو بہت زہریلے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کوئی مسئلہ نہیں' اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر اعلان کر دیا ''یا حشرات الارض' نحن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' جنگل خالی کر دو۔ یہ پیغام کیا چیز ہے جس کو چاہے اللہ تو سنا سکتا ہے نا! کیونکہ وہ لوگ اللہ کیلئے مخلص تھے' اپنی ذاتی جنگ لڑنے کیلئے نہیں نکلے تھے' اللہ ان کے دلوں کے راز پر واقف تھا لہٰذا ان کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ درندوں کے کانوں میں ڈال دیے۔ پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان درندوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا' سانپ' بچھو خوفناک درندے سب

Marfat.com

جنگل خالی کر کے چلے گئے۔

سانپ اور بچھو بھی بھلا کسی کی زبان کو سمجھتے ہیں مگر انسان جب مومن بن جائے تب سمجھ جاتے ہیں۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ صحابی پر شیر نے حملہ کر دیا' انہوں نے ایک ہی لفظ فرمایا کہ میں غلام ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ شیر اسی وقت پیچھے ہٹ گیا' یہی تو نظام ہے کائنات کا۔ انسان کے اندر جب تک عاجزی برقرار رہے تب تک وہ بچتا رہتا ہے۔ جہاں اس کے اندر سے عاجزی ختم ہو جائے وہاں وہ ضائع ہو جاتا ہے' آج بھی یہ نظام اسی طرح برقرار ہے۔

اونٹ کسی کی زبان نہیں سمجھتا لیکن بزرگ فرمانے لگے تیرے اوپر محی الدین سواری کرنے لگا ہے، پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر سفر کیا۔ دوسرے گاؤں پہنچ کر فرمایا کہ وہیں پہنچ جا جہاں سے آیا ہے' اور واقعی وہ واپس اپنی جگہ پر آ گیا۔ یہ کیا ہے؟ یہ کرامات ہیں اللہ والوں کی' کیونکہ اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ اللہ ان کا معاون ہوتا ہے' اس کی رحمت کے فرشتے ان کے ساتھ رہتے ہیں' جب بندہ پکا مومن بن جاتا ہے اس کا یقین اور ایمان پختہ ہو جاتا ہے' تو اللہ قرآن میں فرماتا ہے کہ ہم اس کی حفاظت کیلئے اپنی رحمت کے فرشتوں کا نزول کرتے ہیں' اس کے اردگرد ہر وقت فرشتے ہوتے ہیں۔

لَهُ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ (الرعد:11)

ہم اس کے چاروں طرف سے حفاظت کرتے ہیں کیونکہ وہ ہمارا بندہ ہے۔

حکومت کا جو عہدیدار ہوتا ہے حکومت اسے سکیورٹی دیتی ہے نا اس کے آگے پیچھے گاڑیاں ہوتی ہیں کیونکہ وہ حکومت کا خاص بندہ ہوتا ہے۔ جب انسان اللہ کا خاص بندہ بن جائے پھر اللہ پاک بھی اس پر اپنی رحمت کا نزول کرتا ہے فرشتے اسے گھیر لیتے ہیں اس کا دفاع کرتے ہیں' اس شرف کو پانے کیلئے اللہ کا خاص بندہ بننا پڑتا ہے۔ (اللھم اجعلنا منھم)

Marfat.com

پانی کا پٹرول بننا (کرامت)

حضرت لکھوی رحمۃ اللہ علیہ ہی کا ایک بہت معروف واقعہ ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ سفر کرنا تھا اس وقت ایک ہی گاڑی موجود تھی، جس کے ڈرائیور کی سالہا سال سے خواہش تھی کہ کبھی میری بھی حضرت لکھوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہو جائے مگر تنہائی والی ملاقات ہو۔ (کیونکہ تنہائی ہوتی ہی نہیں تھی ہر وقت ایک مجمع ان کے پیچھے ہوا کرتا تھا، اور ان کا ادب و احترام اتنا کیا جاتا تھا کہ مثال قائم ہو جاتی تھی، ایک عجیب قسم کا رعب اور دبدبہ ان کی شخصیت میں ہوتا تھا، یہ بھی اللہ کا خاص نظام ان کے ساتھ تھا کہ کسی بھی گاؤں میں جا کر کبھی اعلان نہیں کروانا پڑتا تھا کہ بزرگ تشریف لے آئے ہیں، وہ جب بھی کہیں جاتے سب سے پہلے اس گاؤں کی مسجد میں جاتے، وضو کر کے 2 رکعت نفل ادا کرتے پھر مقررہ جلسہ گاہ کی طرف جاتے۔ وقت کے بہت پابند تھے، یہی طریقہ مبارک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے کہ جب بھی سفر سے واپس تشریف لاتے سب سے پہلے مسجد جاتے، وہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ملتے پھر اپنے گھر تشریف لے جاتے)۔ بات ہو رہی تھی ڈرائیور کی، حضرت لکھوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی گاڑی میں بیٹھ کر سفر فرما رہے تھے کہ گاڑی اچانک رک گئی، ڈرائیور نے دیکھا تو پٹرول بالکل ختم ہو چکا تھا، وہ بہت شرمندہ اور پریشان ہوا کہ زندگی میں آج بزرگوں سے ملاقات کا موقع ملا تھا وہ بھی شرمندگی کا سبب بن گیا۔ حضرت لکھوی رحمۃ اللہ علیہ خاموشی سے بیٹھے ہوئے تھے کیونکہ ان کی زبان 24 گھنٹے ذکر سے تر رہتی تھی۔ سفر میں بھی ذکر و اذکار اور تلاوت قرآن کرتے تھے۔ ان کا خاص ذکر تلاوت قرآن تھا، وہ نفل لمبے اور بہت زیادہ پڑھتے تھے، باتیں کرنے اور زیادہ ہنسنے سے بہت بچتے تھے، بندگی کو زیادہ ترجیح دیا کرتے تھے، یہی ان کا معمول تھا۔ وہ فرمانے لگے جوان! کیا ہوا؟ عرض کیا جناب تیل ختم ہو گیا ہے۔ پوچھا: یہاں نزدیک کوئی پٹرول پمپ نہیں ہے؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: تیرے پاس کوئی کین ہے؟ کہا جی ہاں! فرمایا: وہاں سے پانی بھر

Marfat.com

کے لے آ۔ وہ لے آیا۔ فرمایا: پڑھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور ڈال دے ٹینکی میں۔ دو تین ڈال لے وہ سوچنے لگا کہ بابا جی کو کیا خبر کہ گاڑی کیسے چلتی ہے لیکن بے یقینی کے عالم میں اس نے پانی ڈال دیا۔ فرمایا: اور بھی ڈال لو اور میری زندگی میں یہ واقعہ کسی کو نہ سنانا' تیرا میرا رب شاہد ہے اس بات پر۔

لہٰذا اس نے جب گاڑی اسٹارٹ کی تو معمول کے مطابق چل پڑی۔ ڈرائیور بابا جی کو چھوڑ کر واپس چلا گیا اور کہنے لگا کہ مجھے اس وقت پتا چلا کہ بابا جی واقعی اللہ کے ولی ہیں کیونکہ پانی ڈالنے سے نہ گاڑی کا نقصان ہوا نہ انجن خراب ہوا۔ اللہ چاہے تو سب کچھ کرسکتا ہے۔ ویفعل اللہ مایشاء۔

پانی پر گاڑیاں نہیں چلتیں مگر جب اللہ چلائے تو چل جاتی ہیں' بس زیادہ توجہ روحانیت پر ہونی چاہئے۔

روحانی پرورش کی ضرورت

ہمارے پاس 2 چیزیں ہیں ایک جسم کا بت ہے اور ایک روح ہے۔ جسم کی غذا خوراک ہے اسی طرح جب روح کمزور ہو جائے تب روح کی بھی پرورش کرنی چاہئے' ذکر و اذکار سے' قرآن کی تلاوت سے' نفل سے' روزے سے اور غور و فکر سے۔ یہ چیزیں ضروری ہیں' پہلے پڑھو پھر اس کو سمجھو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قرآن کی 10 آیات پڑھتے پھر ان کو سمجھتے پھر ان پر عمل کرتے کہ اللہ نے اس میں احکامات کیا فرمائے ہیں۔ وہ احکامات اپنے جسم پر لاگو کرتے پھر اگلی 10 آیات پڑھتے' نہیں تو 10 آیات پر ہی رہتے۔

روحانی غذا کیا ہے؟

روحانی غذا سارے کا سارا تزکیہ نفس ہے:

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰى ۝ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝ (النزعت)

یہ کیا چیزیں ہیں۔ (دیکھو) کپڑا دھلا ہوا ہی اچھا لگتا ہے' زینت بنتا ہے' لوگ بھی

Marfat.com

اچھا سمجھتے ہیں، اپنا دل بھی راضی رہتا ہے لیکن اگر کپڑا میلا ہو تو خود بھی الجھن محسوس کریں گے لوگ بھی بیزار ہوں گے۔

روحانی معالج کی ضرورت

اب سوال یہ ہے کہ تزکیہ نفس یعنی روح کے علاج کیلئے کسی کے پاس جانا پڑے گا یا بندہ خود اپنا علاج کر سکتا ہے۔ جب بھی بیماری لگتی ہے اس کا علاج خود نہیں کیا جاتا۔ انسان کسی معالج سے رابطہ کرتا ہے، خود کوشش کرنی چاہئے اپنے آپ کو تیار کرنا چاہئے کہ میں نے علاج کروانا ہے، معالج اس کا علاج کرتا ہے۔ روحانی علاج میں ہماری جماعت بہت پیچھے ہے، ہمارے اندر روحانی معالج اول تو ہیں نہیں۔ اگر کوئی ہے تو وہ دکاندار ہے، الا ماشاء اللہ۔ لکھوی خاندان کے عظیم سپوت ڈاکٹر حافظ حمود لکھوی صاحب حفظہ اللہ (جامعہ محمدیہ اوکاڑہ) اب بھی باقاعدہ لوگوں کو بیعت کرتے ہیں۔ ان کا یہی ذہن ہے کہ انسان گناہوں سے بچ جائے، اس کی عاقبت اچھی ہو جائے۔

مرشد سے رابطے کی برکات

اصل چیز ہوتی ہے رابطہ، بندہ اپنے روحانی معالج کے ساتھ رابطے میں رہے۔ اس کے ساتھ تعلق جوڑ کے رکھے، ملاقات کرتا رہے، اس کا بہت فائدہ ہوگا۔ کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کو انسان گناہ سمجھتا ہی نہیں ہے۔ وہ اپنے معالج روحانی سے مل کر ان کا بیان سن کر اپنی سستی اور کمی کو دور کرے۔ جمعۃ المبارک کا مقصد بھی یہی ہے کہ انسان کو ایک مرتبہ جھنجھوڑ دیا جائے۔ اپنے معالج سے ملتے رہو ان سے ملاقات کرتے رہو کوئی نہ کوئی فائدہ ہوتا ہی رہے گا، جس کی مثال حدیث میں ملتی ہے کہ 5 وقت نہر میں نہانے سے جسم پر میل اور 5 وقت نمازوں سے کوئی گناہ باقی نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح روحانی معالج سے رابطہ رکھنے سے بھی نصیحت ملتی رہے گی، فائدہ ہوتا رہے گا۔

اللہ جل شانہٗ کی نظر میں اچھا بننا

مومن آدمی دنیا کی نظروں سے بچتا ہے کہ لوگوں کی نظروں میں اچھا بنوں یا نہ

Marfat.com

بنوں، اللہ کی نظر میں اچھا بن جاؤں۔ ہمارا مالک کہے کہ میرا یہ بندہ اچھا ہے، میرا تابع فرمان ہے، جو اللہ کے بندے ہیں نا! ان کو انسان کی ظاہری شکل کے ساتھ ساتھ باطنی صورت بھی نظر آجاتی ہے۔ ہمیں تو بظاہر سب انسان نظر آتے ہیں لیکن جو کسی کی اصل کرتوت ہوتی ہے، اللہ والے اس کو بھی دیکھ لیا کرتے ہیں۔

زندگی کا اصل مقصد

انسان خود کو دین کا پابند کرلے، تنہائی میں بھی اللہ تعالیٰ کا خوف ہونا چاہیے، دین پہ استقامت سب سے مجرب عمل ہے۔ زندگی کے ہر حال میں دین کی پابندی ہونی چاہیے جب زندگی کا یہ مقصد بن جائے کہ میں اپنے رب کو راضی کرنے اس دنیا پہ آیا ہوں۔ بس میرا رب مجھ پر راضی ہوجائے تب اعمال میں تبدیلی آنا شروع ہوجاتی ہے۔

اللهم لك الحمد حتى ترضى ولك الحمد اذ رضيت۔

ملاقات: ڈاکٹر محمد عثمان سلفی

(بمقام: جامع مسجد ابوبکر اہل حدیث الہ آباد، ضلع قصور)

مورخہ 17-07-2014 بعد نماز عصر

Marfat.com

حضرت مولانا قاری بلال احمد قریشی صاحب

امام وخطیب مرکز طیبہ۔ جماعۃ الدعوۃ

مورخہ 14-01-2015ء کو جامع مسجد ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ مرکز طیبہ شرقپور ضلع شیخوپورہ میں حضرت مولانا قاری بلال احمد قریشی صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ قاری صاحب حفظہ اللہ مستند عالمِ دین' قاری القرآن اور ایک اچھے خطیب ہونے کے ساتھ جماعۃ الدعوۃ پاکستان کے کارکن ہیں۔ شرقپور میں تقریباً 10 سال سے مدرسہ چلا رہے ہیں' ان کا مطالعہ ماشاء اللہ بہت وسیع ہے۔ اسلاف اہل حدیث کی محبت اور ان سے عقیدت قاری صاحب کے لہجے سے عیاں ہوتی ہے۔ اللہ کی محبت اور ہمارے اسلاف اہل حدیث کی کرامات سے متعلق جو باتیں قاری صاحب نے ارشاد فرمائیں' قارئین کے پیش نظر ہیں۔ یہ خود قاری صاحب کی گفتگو من وعن لکھ دی گئی ہے۔

محبت کا محور

محبت کا مرکز اور محور سب سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہے' سب سے زیادہ محبت اللہ کی ذات سے ہونی چاہئے کیونکہ وہی حقدار ہے۔ اللہ پاک نے قرآن میں فرمایا ہے کہ مشرک لوگ غیروں کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں:

"یحبونھم کحب اللہ"

ان سے ایسے محبت کرتے ہیں جیسے اللہ سے کرنی چاہئے۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے "مدارج السالکین" میں اس کے کئی معنی کئے ہیں کہ مشرکین کی محبت تقسیم ہوتی ہے لیکن:

Marfat.com

والذین امنوا اشد حبا للہ

ایمان والے اللہ کی محبت میں بڑے سخت ہیں کیونکہ ان کی محبت کا مرکز صرف ایک ہے۔

اک صوفی عالم دین کا واقعہ

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے ایک ولی گزرے ہیں، وہ موحد تھے، عالم تھے اور علماء کے قدردان تھے بلکہ علمائے کرام اور حکمران بھی ان کے قدردان تھے۔ ایک کتاب ''ہدایۃ المستفید'' میں ان کا ایک واقعہ لکھا ہوا ہے کہ ایک دفعہ موسم حج میں مختلف علماء وشیوخ مکہ مکرمہ میں جمع تھے اسی دوران محبتِ الٰہی کا مسئلہ چھڑ گیا کہ محبت کس کو کہتے ہیں۔ وہاں کے بڑے بڑے علمائے کرام نے اللہ کی محبت کے معنی کئے۔ اس اجتماع میں سب سے کم عمر حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ تھے، علماء نے ان سے پوچھا کہ آپ کی اس مسئلے میں کیا رائے ہے؟

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بڑے بڑے علمائے کرام کی یہ فرمائش سن کر دم بخود رہ گئے اور کچھ دیر کیلئے سر جھکا دیا۔ پھر سر اٹھایا تو آنکھوں سے آنسو بارش کی طرح بہہ رہے تھے اور زبان پر یہ الفاظ جاری تھے:

عبدذاھب عن نفسه متصل بذکر ربه قائم باداء حقوقه ناظر الیه بقلبه اخرق قلبه انوار هیبته''۔

ترجمہ: بندہ اپنے آپ سے بے خود ہو، اپنے رب کریم کے ذکر میں مصروف ہو، اس کے حقوق کی ادائیگی میں ہمہ تن مشغول ہو جائے، دلی توجہ سے اس کی طرف نظر جمائے اس کے دل کو اللہ تعالیٰ کی ہیبت کے نور نے جلا دیا ہوا۔

''وصفا شرابه من کاس مودته وانکشف له الحیاء من استار غیبه فان تکلم فبا اللہ وان نطق فعن اللہ وان تحرک فباذن اللہ وان سکن فمع اللہ فهو للہ وباللہ و مع اللہ''۔

ترجمہ: ''اللہ کی محبت کے پیالے سے اس نے خالص مشروب پیا ہو اور اس کے

Marfat.com

غیب کے پردوں سے اس کیلئے حیاء واضح ہو جائے۔ اگر بولتا ہے تو اللہ کی خاطر' بات کرتا ہے تو اللہ کی' حرکت کرتا ہے تو اللہ کے حکم سے' سکون میں آتا ہے تو اللہ کی وجہ سے' پس یہ فقیر اللہ کیلئے ہے' اللہ ہی کا ہے اور اللہ کے ساتھ ہے''۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے منہ سے یہ کلام نکل رہا تھا اور تمام علمائے کرام رحمہم اللہ پر سناٹا چھایا ہوا تھا' سب علمائے کرام رحمہم اللہ زار و قطار رو رہے تھے۔ جب جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہوئے تو سب نے کہا ''اے سرتاج العارفین! آپ نے اس مسئلے پر مزید گفتگو کی گنجائش نہیں چھوڑی' یہ کہا اور مجلس برخاست ہوگئی۔

چند اولیاء اللہ کے اسمائے گرامی

اسی طرح رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا' حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک ولیہ گزری ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اس وقت کے بڑے پائے کے محدث تھے' مجاہد بھی تھے' ان کی شخصیت محدثین میں کسی تعارف کی محتاج نہیں' ملکِ شام کی سرحد طرطوس سے انہوں نے ایک دوسرے ولی اللہ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا جو کہ پڑھنے کے لائق ہے۔

''یا عابد الحرمین الشریفین''۔ اسی طرح علمائے اہل حدیث میں بھی بڑے بڑے اولیاء اللہ گزرے ہیں جن میں حضرت صوفی محمد عبداللہ اور حافظ عبدالمنان وزیر آبادی رحمہم اللہ کا نام سرفہرست ہے۔

حضرت صوفی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

صوفی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اوڈانوالہ مدرسہ کے بانی تھے اور تحریک المجاہدین کے ہر اول دستے میں سے تھے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ بھی زندہ تھے۔ (کہا جاتا ہے کہ) میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ صوفی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا دوستانہ تعلق بھی تھا۔

Marfat.com

دعا ختم ہونے سے پہلے قبولیت کی مہر

ان کے بارے میں ایک واقعہ ہے کہ ان کا مدرسہ شہر کے ریلوے اسٹیشن سے بہت دور تھا' مدرسے کے طلباء کو پیدل سفر کر کے اتنی دور جانا پڑتا تھا۔ ایک دن انہوں نے طلباء کو اکٹھا کیا اور فرمایا آپ اتنی دور سے آتے ہو' چلو دعا کریں کہ ہمارے مدرسے کے قریب کوئی اسٹیشن بن جائے تا کہ آپ کے آنے جانے کا مسئلہ حل ہو جائے۔ سب نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھالئے۔ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی زبان میں اللہ سے دعا مانگنے لگ پڑے' ابھی انہوں نے ہاتھ نیچے نہیں کیے تھے کہ شہر کا ایک بہت بڑا تاجر آ کر ان کے حلقے کے قریب بیٹھ گیا۔ دعا ختم ہوئی تو وہ عرض کرنے لگا حضرت! اگر آپ مناسب سمجھیں اور قبول فرمائیں تو ریلوے اسٹیشن کے بالکل قریب میری زمین ہے' میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنا مدرسہ وہاں لے آئیں۔ ابھی ہاتھ نیچے بھی نہیں ہوئے تھے کہ اللہ پاک نے بندہ بھیج کر انتظام کر دیا اور ان کا موجودہ مدرسہ ماموں کانجن میں بالکل اسٹیشن کے قریب ہے۔ ان کی دعاؤں کی قبولیت کے اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں جسے اصل کرامت کہتے ہیں۔

حافظ عبدالمنان صاحب وزیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ

حافظ عبدالمنان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وزیرآباد میں ''جامعہ منانیہ'' کے نام سے پنجاب بھر کا واحد مدرسہ تھا۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلی سے سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھ کر آئے تھے۔ ان کا وہاں سے تعلیم حاصل کرنے کا واقعہ یوں ہے کہ جب وہ دہلی مدرسے میں گئے تو حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے بیٹا ہمارے پاس کھانے کی گنجائش نہیں ہے۔ تو حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا! استاد محترم کھانے کی فکر نہ کریں بس اپنے طلباء سے فرمادیں کہ وہ جب بھی کھانا کھائیں ہر طالب علم ایک ایک لقمہ چھوڑ دیا کرے' لہٰذا انہیں مدرسے میں داخلہ مل گیا۔

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شاگرد جن

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسے میں جنات بھی علم حاصل کرتے تھے۔ حافظ

Marfat.com

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نابینا تھے' ان کی عادت تھی کہ مدرسے کے بڑے ہال کمرے میں طلباء کے درمیان ہی سوتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حفظ کی کلاس لگی ہوئی تھی' رات کے وقت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیٹا اب سو جاؤ' اب صبح اٹھ کر پڑھ لینا' چراغ بجھا دو۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد جن کا نام کمال الدین تھا۔ ہوا یوں کہ کمال الدین بھی انسانی شکل میں ہال کے اندر موجود تھا لیکن جس طرف وہ لیٹا ہوا تھا اس کے برعکس ہال کی دوسری طرف چراغ جل رہا تھا۔ ابھی چند طالب علم لیٹنے کی تیاری کر رہے تھے کہ کمال الدین نے اپنی چارپائی پر لیٹے لیٹے لمبا ہاتھ بڑھایا اور چراغ بجھا دیا' جو طالب علم یہ دیکھ رہے تھے وہ بے چارے ڈر گئے' وہیں کے وہیں ساکت و جامد ہو گئے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ ساری رات نہ جانے کیسے گزاری' صبح ہوتے ہی سب حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آ گئے اور کہنے لگے کہ فلاں طالب علم نے رات کو یہ کام کیا ہے' ہم نے یہاں نہیں پڑھنا۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ وہ جن جو حدیث پڑھا کرتا ہے' یہ اسی کی کارستانی ہے۔ فرمایا بیٹا تم نہ گھبراؤ' میں اسے سمجھاتا ہوں۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس جن کو بلا کر فرمایا کمال الدین بیٹا تم پہلے ظاہر نہیں ہوئے تھے اب ظاہر ہو گئے ہو' بچے ڈر گئے ہیں' جتنا تم نے پڑھ لیا ہے اتنا ہی کافی سمجھو اور یہاں سے چلے جاؤ۔

وہ کہنے لگا حافظ صاحب میں نے تو آپ سے بخاری شریف مکمل کر کے سند لے کر جانا ہے۔ فرمایا: پھر احتیاط کرنا' اس نے وعدہ کر لیا کہ آئندہ ظاہر نہیں ہوں گا۔

کمال الدین کا دوسری مرتبہ ظاہر ہونا

کچھ دن گزرے کہ پھر وہی معاملہ ہو گیا' اس زمانے میں کنویں ہوتے تھے جن سے پانی کے ڈول نکال کر وضو کیا جاتا تھا' ایک دن ایک طالب علم کی ٹوپی اس میں گر گئی۔ اس ٹوپی کو نکالنے کیلئے کئی لڑکوں نے مختلف حربے آزمائے لیکن ٹوپی نہ نکلی۔ کمال الدین جن بھی پاس کھڑا دیکھ رہا تھا' کہنے لگا پیچھے ہٹو میں نکالتا ہوں' اس نے پھر اپنا ہاتھ لمبا کر کے ٹوپی کنویں میں سے باہر نکال دی۔

Marfat.com

استاد کی خدمت کا ایک واقعہ

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسے کے ساتھ ہی تیلیوں کا گھر تھا جو کولہو میں سے تیل نکالنے کا کام کرتے تھے' وہ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مختلف طریقوں سے ستاتے رہتے تھے' کبھی حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے راستے میں اینٹیں اور پتھر پھینک دیتے۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نابینا ہونے کی وجہ سے ٹھوکریں برداشت کرتے' کبھی ان کے راستے میں کانٹے بچھا دیتے' حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب ان سے زیادہ ہی تنگ آ گئے تو سوچا کہ کمال الدین کی خدمات حاصل کروں' لہٰذا کمال الدین کو بلا کر فرمایا ان کا تھوڑا سا علاج کرو۔ وہ کہنے لگا استاد محترم آپ فکر نہ کریں' یہ زندگی بھر یاد رکھیں گے ان شاء اللہ!

جب رات ہوئی تو کمال الدین نے اپنی قوت کے مطابق پتھر جمع کر لئے اور مدرسے کی چھت پر بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔ جب سب سو گئے تو اس نے ان ہمسائیوں کے دروازے پر زور سے ایک پتھر مارا' وہ ہڑبڑا کے اٹھ گئے' باہر آ کر دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا' دوبارہ لیٹ گئے اس نے ایک اور پتھر زور سے مار دیا' غرض کہ انہیں ساری رات سونے ہی نہ دیا۔ انہوں نے سوچا' ہو نہ ہو یہ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہمیں ستا رہے ہیں' لہٰذا انہوں نے بھی حافظ صاحب کو مزید تنگ کرنا شروع کر دیا۔

کمال الدین کا ایک اور کمال

بالآخر کمال الدین نے جب دیکھا کہ بات بڑھ گئی ہے' وہ ایک شام ان کے گھر اندر گیا ان کے صحن میں جو کولہو لگا ہوا تھا اس کے ساتھ بیل بھی موجود تھا۔ کمال الدین نے بیل سمیت پورا کولہو اوپر اٹھا لیا اور اوپر لے جا کر زور سے نیچے دے مارا' دھڑام سے کولہو بیل سمیت نیچے گرا تو سب کے سب کانپ گئے۔ میرے ابا جی بتایا کرتے تھے کہ کمال الدین نے ان کے ناک میں اتنا دم کر دیا تھا کہ وہ کوئی بھی چیز پکاتے اور جب کھانے کیلئے منہ کے قریب کرتے تو وہ کیڑے مکوڑے اور دیگر حشرات بن جایا کرتے۔ پورے 3 دن تک وہ بھوکے رہے' پھر انہیں سمجھ آئی کہ ہم جو حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تنگ کیا کرتے

Marfat.com

تھے یہ سب اسی کی سزا ہے۔ چنانچہ انہوں نے جا کر حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے معافی مانگی اور کہا کہ ہم آئندہ آپ کو نہیں ستائیں گے۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ٹھیک ہے تمہیں معاف کیا۔ پھر کمال الدین کو بلا کر فرمایا اب بس کرو یہ سیدھے ہو گئے ہیں۔

کمال الدین کا اندازِ تبلیغ

کمال الدین بخاری شریف کی تکمیل کر کے واپس اپنی بستی میں چلا گیا۔ طالب علمی کے زمانے میں اس کا ایک دوست تھا۔ ایک دفعہ اس دوست کے کسی مرید کو جنات کی شکایت ہوگئی' اس کے گھر والوں نے ان مولوی صاحب کو بلایا' مولوی صاحب نے دم کیا اور پھونک ماری تو اس مرید میں سے جن کی آواز آئی۔ مولوی صاحب نے کہا اس کو کیوں تنگ کرتے ہو؟ چھوڑ دو اس کو۔ جن بولا! مجھے جانتے نہیں ہو؟ وہ کہنے لگے نہیں۔ کہنے لگا تمہیں یاد ہے ایک دن مدرسے میں حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے پر میں نے لمبا ہاتھ کر کے چراغ بجھا دیا تھا۔ مولوی صاحب نے کہا اچھا اچھا تم کمال الدین ہو۔ کہنے لگا ہاں میں وہی کمال الدین ہوں' لیکن دوست دراصل بات یہ ہے کہ یہ تمہارا مرید پکا نمازی تھا' اچھی خاصی نماز پڑھا کرتا تھا لیکن اب نماز چھوڑ بیٹھا ہے' مجھے اس پر بڑا غصہ ہے' یہ جب بھی نماز چھوڑے گا میں اس پر مسلط ہو کر اسے تنگ کروں گا۔ اس انداز سے کمال الدین تبلیغ کیا کرتا تھا۔

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں بشارت

حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے ایسے ولی تھے کہ انہیں خواب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زیارت ہوئی تھی۔ قاری عبدالمنان صاحب فیصل آبادی کی زبانی یہ واقعہ سنا تھا کہ ایک دن حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف پڑھا رہے تھے' شاگردوں نے مل کر ایک فیصلہ کیا کہ آج حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت کا امتحان لیتے ہیں۔ ہوا یوں کہ ایک حدیث جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی تھی اس کو شاگردوں

Marfat.com

نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نام مبارک سے بدل کر پڑھا۔ جب حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عبارت پڑھو تو ایک لڑکا کہنے لگا: ''عن حفصة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' آگے پوری حدیث پڑھ دی۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ چونکے اور فرمایا بھئی یہ روایت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ لڑکے نے کہا حافظ صاحب یہ روایت حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے لڑکے کو عبارت پڑھنے کا حکم دیا اس نے بھی ایسے ہی پڑھا۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بھی ٹوک دیا۔ پھر تیسرے اور چوتھے نے بھی ایسا ہی کیا۔

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بہت دکھ ہوا' رونے لگ پڑے اور فرمایا عبدالمنان اب تمہیں حدیث پڑھانے کے قابل نہیں رہا۔ یہ کہہ کر روتے ہوئے کلاس ختم کر دی۔ بہت روئے' بہت روئے کہ میں حدیث کو غلط پڑھتا رہا' جب رات کو سو گئے تو خواب میں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زیارت ہوئی۔ وہ فرمانے لگیں میرا بیٹا عبدالمنان کیوں روتے ہو وہ بچے تو مذاق کر رہے تھے اور تمہاری ذہانت کا امتحان لے رہے تھے۔

صبح ہوئی تو حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام شاگردوں کو اپنے پاس بلا لیا اور ان کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرنے لگے اور فرمایا: بیٹا میں تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ تمہارے اس مذاق کی وجہ سے اللہ پاک نے مجھے حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کروا دی۔

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد صوفیاء اہل حدیث

حافظ عبدالمنان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی' مولانا ثناء اللہ امرتسری' مولانا محمد اسماعیل سلفی اور مولانا محمد داؤد غزنوی رحمہم اللہ یہ سب رجال آئے تھے۔ بس (بات یہ ہے کہ) من کان للہ کان اللہ لہ'' جو اللہ کا بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا بن جاتا ہے۔ یہ سب اکابرین اللہ کے ولی تھے اور ان کی بڑی بڑی کرامتیں تھیں' جن کے واقعات کتابوں میں آئے ہیں اور میں نے باقاعدہ خطبہ جمعہ میں ان کی کرامات

Marfat.com

بیان کی ہوئی ہیں۔ یعنی اپنے اکابر کی کرامات جن کی زندگی عقیدہ توحید میں بسر ہوئی۔

مولانا سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کا نماز میں کامل دھیان

مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کا نماز میں اتنا دھیان ہوتا تھا کہ نماز پڑھتے وقت ان کی توجہ کسی طرف بھی نہیں جاتی تھی۔ ان کا ایک واقعہ معروف ہے کہ ان کے پاؤں کے قریب ایک پھوڑا تھا مگر مولانا رحمۃ اللہ علیہ اس کا آپریشن نہیں کرواتے تھے۔ ایک دن ان کے رفقاء کرام نے منصوبہ بنایا اور ڈاکٹروں کو بلا لیا۔ انہیں کہا کہ جب مولانا رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھ رہے ہوں گے تو آپ ان کو چیرا لگا کے پٹی کر دینا۔ ان رفقاء کرام کو مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی نماز پر اعتماد تھا' لہٰذا مولانا رحمۃ اللہ علیہ جب نماز میں مشغول ہو گئے اور جونہی سجدہ کیا ڈاکٹروں نے فوراً ان کے پھوڑے سے زہریلا مواد نکال کر جلدی سے مرہم پٹی کر دی۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ جب نماز سے فارغ ہوئے تو انہیں پتا ہی نہیں تھا کہ میرا آپریشن ہو چکا ہے۔

مولانا سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت

مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ماہ میں پورا قرآن حفظ کیا تھا۔ مولانا محمد صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ انہی کے بیٹے تھے جنہوں نے ''صلوۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کتاب لکھی ہے۔ خود مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک کی تفسیر لکھنا شروع کی مگر صرف سورۃ فاتحہ ہی لکھ سکے۔ میرے پاس وہ تفسیر موجود ہے۔ تبصیر الرحمٰن کے نام سے وہ کافی موٹی جلد ہے جو ساری کی ساری صرف سورۃ فاتحہ کی تفسیر ہے۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی کے خلاف کتاب ''شہادت القرآن'' بھی سب سے پہلے انہی کی آئی اور موجودہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان حافظ ساجد میر انہی کے پوتے ہیں۔ یہ سب ہمارے اکابرین تھے جن کے واقعات بڑے ایمان افروز ہیں۔

ملاقات: ڈاکٹر محمد عثمان سلفی

Marfat.com

الحمد للہ

رسالہ

شریعت

اور

طریقت

جس میں شریعت اور تصوف کی تحقیق اور اولیاء اللہ سے محبت مذکور ہے

مصنفہ

مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری

(مصنف تفسیر ثنائی وغیرہ)

سنہ 1909ء

Marfat.com

شریعت و طریقت

از: مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

وضاحت:

زیرِ نظر مختصر مگر جامع و مدلل رسالہ بنام شریعت اور طریقت حضرت ابو الوفاء مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایسی تالیف ہے جس میں انہوں نے طریقت و تصوف کو احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلاف بزرگان دین کے ارشادات کی روشنی میں عین شریعت کا جزو قرار دیا ہے۔ خود مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ تصوف کو کتنا پسند فرماتے اور عملی طور پر لازم سمجھتے تھے، اس بات کو جاننے کیلئے کتاب ''اصحاب علم و فضل'' (اصلاح المسلمین پبلشرز، کراچی، مصنف مولانا محمد تنزیل الصدیقی الحسینی) کی تحریر ملاحظہ فرمائیں جس میں لکھا ہے کہ مولانا عبدالمجید سوہدروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جب پہلی مرتبہ مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات لکھی تو انہیں مولانا محمد علی لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کا خط موصول ہوا جس میں درج تھا کہ مجھے حیرانگی ہے اس بات پر کہ مصنف سیرۃ ثنائی نے مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا ایک اہم پہلو ''تصوف و طریقت پر عمل'' کیوں چھوڑ دیا گیا؟ اکثر اہل علم حضرات اس امر سے ناواقف ہوں گے کہ 1311ھ (1890ء) میں مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ مولانا عبدالاول غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت والد مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھو کے پہنچے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے ان سے فیض سلوک حاصل کیا۔ بعدازاں مولانا

Marfat.com

کئی مرتبہ لکھو کے حضرت والد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور ایک بار ایک خط بھی لکھا جس میں کہا گیا تھا کہ مجھے اسم ذات ''اللہ'' کے ذکر کا بہت فائدہ مل رہا ہے۔

قارئین! یہ تھا اس خط کا مضمون۔

مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق واقعی بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ وہ خود بھی تصوف پر عامل تھے اور انہوں نے لوگوں کی رہنمائی کیلئے یہ رسالہ (شریعت اور طریقت) بھی لکھا۔ آیئے اب (دسمبر 1909ء میں) تقریباً 108 سال پہلے لکھے گئے مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے اس رسالے سے فیض حاصل کریں۔ (از مرتب عفی اللہ عنہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی النبی و الہ

تصوف کے متعلق غلط فہمی

اس مسئلے کی غلط فہمی سے کہ شریعت کو طریقت سے کیا نسبت اور تعلق ہے' مسلمانوں میں سخت افراط و تفریط ہو رہی ہے' بعض بلکہ اکثر جہال تو اس بہانے سے کہ شریعت ظاہر ہے اور ظاہر بینوں کیلئے ہے' تمام احکام شرعیہ کو جواب دے بیٹھے ہیں۔ شریعت مطہرہ کے کسی حکم کا ادب ان کے دل میں نہیں ہے حتیٰ کہ نماز روزہ کو بھی (جو نشان اسلام سمجھے جاتے ہیں) یہ نالائق پردے کی آڑ میں شکار کھیلنے والے صاف صاف لفظوں میں جواب دے دیتے ہیں اور کھلے منہ بغیر مطلب سمجھنے کے ایسے ایسے راگ الاپتے ہیں کہ۔

نہ رکھ روزہ نہ مر بھوکا نہ جا مسجد نہ دے سجدہ
وضو کا توڑ دے کوزہ شراب شوق پیتا جا

ایسے ہی جاہلوں کے زخم اٹھا کر بعض اہل شریعت' طریقت اور تصوف سے منکر ہو جاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہی نمازیں جو ہم سیدھی ٹیڑھی پڑھتے ہیں بس یہی

Marfat.com

اصل اسلام ہیں، یہی پیغمبر اسلام علیہ السلام کی تعلیم کا خلاصہ اور اصل ہیں مگر بغور دیکھیں تو دونوں کی رائے غلط ہے۔

تصوف کی باریکیاں

اس لئے میں نے چاہا کہ اس رسالہ میں شریعت اور طریقت کی نسبت اور تعلق بتاؤں جو پیغمبر علیہ السلام نے ان دونوں میں بتلایا ہے مگر میرے لئے طریقت اور تصوف کا بیان مشکل ہے جس کی بابت کہا جاتا ہے کہ

فن التصوف مادق بیانه   متحیر فیه الامام الرازی

یعنی تصوف کے فن کو بیان کرنا ایسا مشکل کام ہے کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ جیسے فاضل اجل اور باریک بین بھی اس میں حیران وسرگرداں ہیں۔ پھر مجھ جیسے کج مج زبان سے کیونکر اس کا مطلب ادا ہو سکے گا۔

طریقت کے مسلمہ امام

مگر چونکہ اس مسئلہ کو بزرگان دین اور اکابرین ملت قویم علماء کرام وصوفیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم نے جو شریعت اور طریقت کے مسلمہ امام ہیں، واضح طور سے بیان کیا ہے۔ لہٰذا انہی کی کتابوں سے اس مسئلہ کی توضیح کرتا ہوں۔ (شریعت اور طریقت، ص:2-1)

تصوف کا ثبوت حدیثِ جبریل علیہ السلام سے

اس مسئلہ کی اصل بنیاد حدیثِ جبریل علیہ السلام ہے جو بخاری ومسلم کی روایت سے مشکوٰۃ کے شروع میں ہی منقول ہے جس کا یہ مضمون ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''ایک روز ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ ایک شخص مسافرانہ شکل میں بڑے سفید کپڑوں والا آیا اس نے ایمان اور اسلام کی بابت سوال کر کے یہ سوال کیا کہ حضرت! احسان کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسی طرح سے کیا کر کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے

Marfat.com

اور اگر تو اس کو نہیں دیکھتا تو تو پھر بھی کوشش کئے جا کیونکہ وہ تجھے دیکھتا ہے"۔ یعنی جو کام کرو اسے کمال اخلاص سے اور اس نیت سے کرو کہ خدا ہمارے اس فعل کو دیکھ رہا ہے۔

اعمال کا ظاہری جسم

ہر کام کے دو حصے ہوتے ہیں ایک ظاہر اور ایک باطن۔ ظاہر تو یہی ہیں جو ہاتھ پاؤں وغیرہ سے حرکات ہوتی ہیں مثلاً نماز پڑھتے ہوئے جسمانی حرکات کا ہونا' ہاتھوں کا اٹھانا' سر جھکانا' زبان سے تکبیرات' تسبیحات پڑھنا وغیرہ وغیرہ' یہ تو ظاہری افعال ہیں۔ فقہاء اور علماء بھی انہی کے متعلق احکام بتایا کرتے ہیں یعنی یہ کہ منہ اس طرف کرو' ہاتھ یوں باندھو' سر پہلے اور ہاتھ پیچھے اٹھاؤ وغیرہ وغیرہ۔ جو ظاہری احکام ہیں علماء اور فقہاء انہی ظاہری ارکان کی صحت دیکھ کر نماز کی صحت کا فتویٰ دے دیا کرتے ہیں اور یہی ان کا منصب ہے۔ (شریعت اور طریقت' ص:2-3)

اعمال کی باطنی کیفیت

مگر باطنی فعل یعنی اخلاص اور صحتِ نیت یعنی یہ کہ فعل کرتے ہوئے فاعل کی دلی توجہ اللہ تعالیٰ کی جانب پوری تھی یا نہیں۔ اس پر چونکہ علماء کو اطلاع نہیں اس لئے اس کی نسبت بالاجمال ہی حکم لگا سکتے ہیں کہ ہر کام میں اخلاص نیت چاہئے۔ پس اسی باطنی کا حصہ کی اصلاح کا نام تصوف یا طریقت ہے۔ (شریعت اور طریقت' ص:4)

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ "شریعت کے تین حصے ہیں: علم' عمل اور اخلاص"۔ جب تک یہ تینوں حصے متحقق نہ ہوں گے' شریعت کا تحقق بھی نہ ہوگا اور جب شریعت متحقق ہوگی تو خدا تعالیٰ کی مرضی حاصل ہو جائے گی جو تمام دنیوی اور اخروی نیکیوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ خدا کی تھوڑی سی خوشی بھی بہت بڑی ہے۔ پس شریعت تمام دنیاوی اور اخروی نیکیوں کی متکفل ہے اور کوئی

Marfat.com

مطلب شریعت سے باہر نہیں جس کی حاجت ہو۔ طریقت اور حقیقت جن کے ساتھ صوفیاء کرام ممتاز ہوئے ہیں' یہ دونوں تیسرے حصے کے کامل کرنے میں (جس کا نام اخلاص ہے) شریعت کی خادم ہیں۔ پس ان دونوں (طریقت اور حقیقت) کے حاصل کرنے سے اصل مقصود شریعت ہی کی تکمیل ہے۔ نہ شریعت کے سوا کوئی دوسری بات۔ (مکتوبات جلد اول' مکتوب 36)

شریعت اور تصوف ایک ہی چیز ہے

اسی جلد کے مکتوب 84 میں فرماتے ہیں کہ "مطلب یہ ہے کہ شریعت اور حقیقت بالکل ایک ہی ہیں' ایک دوسرے سے جدا نہیں۔ فرق صرف اجمال اور تفصیل کا ہے اور استدلال اور کشف کا ہے یعنی جو بات ظاہری علوم شرعیہ میں بالاجمال اور بالاستدلال ملتی ہے وہی طریقت میں بالتفصیل اور مشاہدہ سے نظر آتی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ شریعت کا خلاف کرنا عدم وصول کی علامت ہے (یعنی جو صوفی کہلا کر شریعت کے خلاف کام کرتا ہے یہ سمجھو کہ وہ منزل مقصود پر نہیں پہنچا)۔ (شریعت اور طریقت' ص:5-4)

حضرت نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

ایک شخص نے حضرت نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ سیر و سلوک یعنی تصوف سے کیا مطلوب ہے؟ جواب دیا کہ اجمالی معرفت تفصیلی ہو جائے (یعنی جو شریعت میں بالاجمال روحانی حالات بتلائے جاتے ہیں وہ مفصل معلوم ہو جائیں) اور جو امر عقلی یا نقلی دلیل سے سمجھا جاتا ہے وہ کشفی طور سے مشاہدے میں آجائے۔

صوفیاء کی باطنی صفائی

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جلد دوئم کے مکتوب 13 میں علماء اور صوفیاء کے اعمال کا ذکر فرماتے ہیں کہ علماء ظاہر کا حصہ ہے کہ عقائد صحیح کرنے کے بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کی تابعداری کرتے ہیں اور صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کا حصہ علماء کے حصے کے

Marfat.com

علاوہ احوال اور مواجید ہیں (جو ان پر کشفی طور پر وارد ہوتے ہیں) اور علوم حقہ اور معارف اور علماء راسخین کا جو انبیاء کرام علیہم السلام کے حقیقی وارث ہیں یہ ہے کہ دونوں (علماء ظاہر اور صوفیاء) کے حصوں کو جمع کر لیتے ہیں یعنی احکام ظاہری کی پابندی کے علاوہ باطنی صفائی بھی ان میں اعلیٰ درجے کی ہوتی ہے۔(شریعت اور طریقت ص:6)

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سنت کی اہمیت

جلد اول کے مکتوب 42 میں فرماتے ہیں کہ "غیر اللہ کی محبت دور کرنے میں سب سے اچھا آلہ اور تجویز اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے"۔

تصوف اور رہبانیت میں فرق

حضرت مخدوم جہانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز اپنی مشہور کتاب فتوح الغیب کے مقالہ 30 میں فرماتے ہیں کہ کتاب اللہ اور سنت مطہرہ کو اپنا امام بناؤ۔ انہی پر غور وفکر کرو اور انہی پر عمل کرو اور ادھر اُدھر کی باتوں اور بے ہودہ ہوس سے فریب نہ کھاؤ۔ خدا فرماتا ہے جو کچھ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں ہٹ رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو اس کی مخالفت نہ کرو کہ جو احکام اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہیں ان پر عمل کرنا چھوڑ دو اور اپنے پاس سے بدعتیں ایجاد کرنے نہ لگ جاؤ جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے گمراہ قوم عیسائیوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ انہوں نے رہبانیت (ترک دنیا) کی بدعت نکالی جو ہم نے ان پر فرض نہ کی تھی۔ پھر خدا نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باطل اور جھوٹ سے پاک بتلایا اور فرمایا کہ وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا بلکہ جو اس کی طرف وحی کی جاتی ہے اسی سے بولتا ہے۔ پھر خدا نے فرمایا اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کہہ دیں اگر تم اللہ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو میری تابعداری کرو خدا تم سے محبت کرے گا۔ پس واضح کر کے بتلا دیا کہ محبت کا طریق صرف یہی ہے کہ ہر قول اور فعل میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی جاوے۔(شریعت اور طریقت ص:7-6)

Marfat.com

صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کی صحبت کا اثر

پس یہ دو جلیل القدر بزرگوں کی شہادت سے جو امر ثابت ہوا ہے وہ یہ ہے کہ شریعت کے دو حصے ہیں "ظاہر اور باطن" یعنی ظاہری اعمال نماز روزہ وغیرہ اور باطنی تعلقات خداوندی جو بندوں کو خالق سے وابستہ کرتے ہیں۔ ظاہری اعمال کی درستی اور ان کے قواعد بتانا تو ظاہری علماء کا کام ہے۔ باطنی تعلقات کی پختگی اور دوستی صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اثر ہے۔

اصلی صوفی کی علامات

لیکن کون سے صوفیاء؟ وہ نہیں جو (صرف) صوف کے کپڑے پہنتے ہوں بلکہ وہ صوفیاء جن کا تعلق باطنی خدا سے مضبوط ہو، یا یوں کہو کہ صوفی وہ ہے جو شریعت کے دونوں حصوں (ظاہری اور باطنی) پر عامل ہو۔ پس ایسے تصوف اور ایسی طریقت سے کون انکاری ہے ہے "الامن سفه نفسه"۔ (شریعت اور طریقت' ص: 7)

قرآن میں تصوف پر عمل کا حکم

پس تصوف ہی پر عمل کرنے یا یوں سمجھئے کہ صوفی بننے کی تاکید کرنے کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۝

یعنی اے مسلمانو! پورے اسلام پر عمل کرو، یعنی ظاہر و باطن شریعت کے دونوں حصوں کی تکمیل کرو، ورنہ ظاہری ارکان کسی کام نہ آئیں گے۔

تصوف کے بغیر نیکی کسی کام کی نہیں

بغیر تصوف یعنی بغیر اخلاص کامل جو ارکان شریعت ادا کئے جائیں ان کی نسبت خداوند تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے کہ

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ۝

Marfat.com

یہ کوئی نیکی کا کام نہیں کہ مشرق کو یا مغرب کو منہ پھیرا کرو۔ یعنی بغیر اخلاص اور باطنی حصہ کی تکمیل کے بغیر نماز ادا نہ کرو۔ کسی اہل دل نے انہی معانی کی طرف اشارہ کر کے کہا ہے کہ

نماز جاہلاں سجدہ سجود ست　　نماز عاشقاں ترک وجود ست

یعنی کامل بندوں کی نماز میں بڑا جز اخلاص کامل ہوتا ہے وہ اس کی تکمیل پر زیادہ زور دیا کرتے ہیں اور وہ ذرہ ذرہ ظاہری ارکان پر نہیں لڑا کرتے۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ ظاہری ارکان ادا ہی نہیں کرتے' ہرگز نہیں۔ (شریعت اور طریقت' ص:8)

نماز میں تصوف کا دخل

اس امر کی مثال کہ تصوف سے باطنی تعلق کی تکمیل کیونکر ہوتی ہے' حضرت حجۃ اللہ استاد الہند شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ رسالہ ھمعات میں فرماتے ہیں کہ دلی کدورت کو دور کرنے اور صفائی حاصل کرنے کیلئے اس سے زیادہ مفید کوئی چیز نہیں کہ حسب فرمودہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' نمازی اپنی نماز کے ہر ایک جملے پر یہ خیال رکھے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے جواب مل رہا ہے۔ اس طرح غور و فکر کے ساتھ نماز پڑھنے سے دل میں اعلیٰ درجے کی صفائی حاصل ہوتی ہے۔

صحبتِ صوفیاء کی اہمیت

یہ تو ایک مثال ہے' اسی طرح تمام کاموں کو سمجھنا چاہئے' اسی نیک عادت کے مضبوط اور مستقر کرنے میں نیک لوگوں کی صحبت کو دخل ہے یہی وجہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت فرمایا ہے:

يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

یعنی خدا نے اپنا رسول بھیجا ہے جو اس کے

اہل علم سے سوال

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تمام عمر ننگے سر رہنا کس حدیث سے ثابت ہے؟

(بقیۃ السلف حافظ محمد اسماعیل حفظہ اللہ)

Marfat.com

احکام لوگوں کو سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور کتاب اور دانائی کی باتیں سکھاتا ہے۔
تعلیم اور وعظ کے علاوہ تزکیہ کا لفظ بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت فرمایا گیا ہے' تصوف کی اصل الاصول ہے' یہی تزکیہ' تصوف اور طریقت کے قواعد سے حاصل ہوتا ہے۔ (شریعت اور طریقت' ص:9)

تصوف کے فوائد

تزکیہ یعنی اندرونی صفائی جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ آدمی اپنے پروردگار کی عبادت دل لگا کر اور ہمہ تن متوجہ ہو کر کرتا ہے' دنیا ومافیہا سے سردمہر رہتا ہے' ہر وقت اس کو یہی لگن لگی رہتی ہے کہ میرا مالک مجھ سے راضی ہو جائے اور میں دنیا سے خسارے کے ساتھ واپس نہ جاؤں۔

اہمیتِ صحبت کی مثال

نیک صحبت یا صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کی مصاحبت کی مثال ایسی سمجھو کہ ایک شخص نے پہلوانوں کے تمام داؤ ایک ہی دن میں سیکھ لئے لیکن وہ ایسا کرنے سے کسی بڑے مشاق پہلوان سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ٹھیک اسی طرح سمجھو کہ انسان پر بعض دفعہ جو ایک حالت وارد ہوتی ہے کہ وہ دنیا کو فضول سمجھ کر گھڑی دو گھڑی تک ہمہ تن خدا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے مگر اس کی یہ حالت غیر مستقر ہوتی ہے' اسی غیر مستقر حالت کو مستقر کرنے میں نیک لوگوں کی صحبت کو دخل ہے۔ اس لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحبت یافتہ تھے' تمام مسلمانوں سے افضل ہیں۔
(شریعت اور طریقت' ص:10)

صوفیاء سے محبت' ایمان کی علامت

اس تمام تقریر سے جو اوپر بیان ہوئی ہے یہ امر بالوضاحت ثابت ہوتا ہے کہ صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم والیائے عظام رحمۃ اللہ علیہم کی محبت اور ان کی تعظیم وتکریم ایمان کی

Marfat.com

علامت ہے اور ان سے بغض و عناد رکھنا گمراہی اور ضلالت ہے کیونکہ اولیاء اللہ اور صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم شریعت کا ایک صحیح نمونہ ہیں بلکہ یوں سمجھئے کہ شریعت کی تکمیل انہوں نے ہی کر کے دکھائی ہے پھر کیا جو شخص شریعت کی پابندی کرے بلکہ اس کا صحیح نمونہ ہو اس سے کینہ و عداوت رکھنے والا ایمان دار اور مسلمان ہو سکتا ہے؟ حاشا و کلا۔

حدیث قدسی ہے ”خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی میرے ولی سے عداوت رکھے میرا اس سے اعلان جنگ ہے“۔ کیونکہ ہر کوئی جانتا ہے کہ سرکاری سپاہی کی توہین اور تذلیل کرنا بادشاہ سے مقابلہ کرنے کے برابر ہے۔

(شریعت اور طریقت' ص:11)

خلاصہ یہ ہے کہ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی محبت ایمان ہے اور عداوت اور مخالفت بے ایمانی کا نشان ہے۔ (شریعت اور طریقت' ص:14-13)

Marfat.com

عارف باللہ حضرت مولانا سید محمد ابوبکر غزنوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بیانات

مولانا ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

مسلک اہل حدیث میں غزنوی خاندان کو ایسی عظیم سعادت حاصل ہے جن کے خمیر میں توحید کے ساتھ ساتھ ادب کو بھی گوندھا گیا۔ تقریباً دو صدیوں سے منبر و محراب اس خاندان کی نواؤں سے گونج رہے ہیں۔ اس خاندان کا ہر فرد ایسی خوش بختی کا حامل ہے کہ توحید کی آڑ میں تصوف سے کنارہ کش ہونا یا مروجہ پیری فقیری کی آڑ میں اتباع سنت سے احتراز کرنا ان میں سے کسی کا شیوہ نہیں رہا۔ حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانے میں اہل حدیث ہوتے ہوئے تصوف کو اختیار کئے رکھا۔ حضرت الامام عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور میں اتباع سنت کیساتھ ساتھ سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت کی اور بے شمار افراد کو اس سلسلے میں بیعت کرتے رہے۔ مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور میں روحانیت کی تڑپ رکھنے والے اہل حدیث حضرات کو روحانی منازل طے کرواتے رہے۔ پھر ان کے بیٹے مولانا محمد ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اجداد کی اس روحانی وراثت کو سنبھالنے سے پہلے مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ (شیخ الحدیث مدرسہ غزنویہ لاہور) کے سامنے باقاعدہ طور پر دوزانو ہو کر بیٹھتے رہے اور علوم شرعیہ میں مہارت تامہ حاصل کی۔ اس کے بعد دنیاوی علوم وفنون میں عبور حاصل کرنے کے بعد بہاولپور یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر ہو گئے۔ کچھ عرصہ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں بھی لیکچرار کی ڈیوٹی سرانجام دی۔ اسی دوران ہر

Marfat.com

ماہ جمعرات کی شام حلقہ ذکر کا بھی انعقاد کرتے رہے جس میں درس قرآن کی صورت میں اہل حدیث حضرات کی تصوف سے بیزاری اور اپنے اسلاف کی تعلیمات سے روگردانی کا دکھڑا بیان کرتے اور مجلس کے اختتام پر نقشبندی طریقہ کے مطابق ذکر خفی کرواتے۔ مدرسہ تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور کی جامع مسجد میں باقاعدہ خطبہ جمعہ بھی ارشاد فرماتے رہے مگر ان کی تقریر کا عنوان ہی اسرار شریعت تھا بلکہ وہ شریعت' طریقت اور حقیقت کی پیچ دار گھاٹیوں سے بھی گزرے ہوئے اور عشق و معرفت کے صحراؤں کی خاک چھانے ہوئے تھے۔ بقول مولانا قاری محمد یٰسین سلفی صاحب (فیروزوٹواں) کہ جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن میں حضرت صوفی محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ہر سال تین روزہ کانفرنس منعقد کروایا کرتے اور اس میں اس وقت کے چوٹی کے علمائے اہل حدیث کو مدعو کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مولانا ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ تقریر فرما رہے تھے' پاس ہی علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما تھے تو کسی نے علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا! کیا آپ بھی ایسی تقریر کر سکتے ہیں؟ تو جواب میں علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلتِ علمی اور رفعتِ مقام کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا کہ جس جگہ ہماری بات جا کر ختم ہوتی ہے' مولانا ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فکر کی وہاں سے ابتداء ہوتی ہے''۔

ان کا وجود سراپائے ادب تھا' کہیں مدینہ منورہ سے آئی ہوئی کھجوروں کی گٹھلیوں کا ادب کر رہے ہیں تو کہیں دینی کتب کو اوپر نیچے رکھنے میں ادب کے پہلو نکال رہے ہیں' کبھی مرشد کے ادب پر درس دیتے ہوئے شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے دے رہے ہیں' تو کبھی خود فجر سے لے کر اشراق تک مجسمہ ادب بنے ہوئے ذکر کر رہے ہیں۔ اس طرح کی بیسیوں مثالیں بندہ کی گزشتہ تالیف ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' میں قارئین کو باحوالہ مل سکتی ہیں۔

ارے اللہ والو! مولانا ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے تو جنازے میں بھی ادب کا انوکھا

Marfat.com

واقعہ پیش آیا جب لندن میں حادثے کے بعد ان کی میت واپس لائی گئی تو ان کے بھائی مولانا محمد عمر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے آباؤ واجداد کا لکھوی خاندان کے ساتھ استادی شاگردی کا رشتہ چلا آرہا ہے' اس لئے جنازہ لکھوی خاندان کے بقیۃ السلف مولانا معین الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ ہی پڑھائیں گے۔ چنانچہ جب انہیں فون کیا گیا تو وہ اوکاڑہ سے لاہور تشریف لائے اور نمازِ جنازہ پڑھائی۔

آیئے !اب مولانا ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی ان تقاریر سے براہِ راست فیض حاصل کریں جو انہوں نے خطبہ جمعہ کے دوران کیں یا اپنی مجلسِ ذکر میں ارشاد فرمائیں یا ایک ایسی تقریر بھی آپ کے پیش خدمت ہے جو انہوں نے حضرت صوفی محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں ماموں کانجن ضلع فیصل آباد کی تین روزہ کانفرنس میں ارشاد فرمائی۔

نوٹ !مدرسہ تعلیم القرآن ماموں کانجن ضلع فیصل آباد میں ہر سال حضرت صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی زیر نگرانی 3 روزہ کانفرنس منعقد کیا کرتے تھے جس میں جماعت اہل حدیث کے نامور علمائے کرام وصلحائے امت شریک ہوتے تھے۔ پروفسر سید محمد ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ جب تک زندہ رہے ہر سال کانفرنس میں جا کر خطاب کرتے اور لوگوں کے دلوں میں خاندانِ غزنویہ کا فیض منتقل کرتے رہے۔ زیرِ نظر مضمون ان کے اسی خطاب سے لیا گیا ہے جو انہوں نے حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں لوگوں کو درس دیا۔

(ان تقاریر کی ریکارڈنگ انٹرنیٹ پر بھی موجود ہے)۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللهم صل على سيدنا محمدن النبى الامى افضل صلوتك وازكى بركاتك كلما ذكره الذاكرون وغفل عن ذكره الغفلون عدد خلقك ورضانفسك و زنة عرشك ومدادا

Marfat.com

كلماتك صلوة دائمة بدوامك صلوة كماتحب وترضى له اعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم صبغة الله ومن احسن من الله صبغة ونحن له عبدون۔

میرے محترم اور مکرم بزرگ جناب صوفی صاحب اور دوستو اور بھائیو! میں آتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ کس آیت پہ بات کریں تو یہ آیت ذہن میں اتری ''صبغۃ اللہ'' کہ اللہ کا رنگ اور اس کے رنگ سے زیادہ حسین اور خوبصورت رنگ کون سا ہو سکتا ہے۔ جی میں یہ بات اتری کہ جن لوگوں پہ اللہ کا رنگ چڑھ جاتا ہے ان لوگوں کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟

چوبیس گھنٹے اللہ کا دھیان

وہ لوگ جن پر اللہ کا رنگ چڑھ جاتا ہے ان کا اٹھنا بیٹھنا' ان کا چلنا پھرنا' اللہ ہی کیلئے ہو جاتا ہے۔ ان کو دن بھر' آٹھوں پہر' چوبیس گھنٹے چنتا (فکر) سی لگی رہتی ہے کہ اللہ مجھ سے راضی کیسے ہوگا؟ یہ چنتا لگی رہتی ہے وہ اسی بات میں غرق رہتے ہیں۔

قرآن مجید میں کہا گیا:

''قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ'' (الانعام:162)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے کہہ دیجئے کہ میری نماز' میری قربانیاں' میرا جینا اور میرا مرنا سب اس اللہ کیلئے ہے جو تمام جہانوں کی پرورش کر رہا ہے۔

یعنی وہ محسن رب جو سب جہانوں کو پال رہا ہے اور مجھے بھی پال رہا ہے میری ذہنی' جسمانی اور روحانی پرورش وہی دم بدم اور پیہم کر رہا ہے تو پھر میں غیر کے گیت کیوں گاؤں؟ اور غیر کے آستانے پر کیوں جاؤں؟ کھاؤں تو اپنے آقا کا اور کسی غیر کے آستانے کی طرف دیکھوں؟ یہ معنی ہے ''للہ رب العالمین'' کا۔

اللہ کے رنگ میں رنگے جانے کی علامت

تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہم سب کو اپنا محاسبہ کرنا چاہیے کہ ہم پر اللہ کا رنگ چڑھا ہے

Marfat.com

کہ نہیں؟ میں اس کی نشانیاں بتاتا ہوں۔ جب اللہ کا رنگ چڑھ جاتا ہے تو آدمی ہر کام اللہ تعالیٰ ہی کی خاطر کرتا ہے حتیٰ کہ اس کا کسبِ معاش روٹی کمانا بھی اللہ کیلئے ہوتا ہے۔ ہمارے بعض بھائی کہتے ہیں کہ جی ہمیں دین کے کام کیلئے وقت نہیں ملتا' ہم تو دنیا کے کاموں کیلئے دن بھر سر کھپاتے ہیں میں ان کارخانہ داروں سے خطاب کر رہا ہوں' ان دکانداروں سے بات کر رہا ہوں جو دن بھر ہاتھ میں ترازو رکھتے ہیں یہ سمجھنا غلط فہمی ہے کہ کسبِ معاش کے ترازو کو تولنا' کارخانہ چلانا دنیاداری ہے۔ جب اللہ کا رنگ چڑھ جاتا ہے تو آدمی روٹی بھی اس لئے کماتا ہے' دفتر اس لئے جاتا ہے کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال کی روٹی کمانا فرض نماز کے بعد سب سے زیادہ فرض چیز ہے۔ انسان صرف اس لئے دفتر کو قدم اٹھاتا ہے۔

نیت کی اصلاح' ہمارا بھولا ہوا سبق

دیکھو! نیت کا چراغ گل ہو جانے سے بالکل اندھیرا ہو جاتا ہے۔ نمازیں غارت' روزے اکارت' حج غارت اگر یہ چراغ گل ہو گیا تو۔ میں آج اسلام کا ایک بنیادی سبق اپنے آپ کو دینے اور آپ کو ایک بھولا ہوا سبق یاد دلانے کیلئے آیا ہوں وہ یہ کہ نیت کے فتور سے انسان برباد ہو جاتا ہے' اس کی ساری محنت رائیگاں جاتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا رنگ چڑھ جاتا ہے تو دفتر انسان اس لئے جاتا ہے کہ کتنی حالتیں ایسی ہیں جن پر عمل نہیں ہو سکتا اگر پہلی تاریخ کو تنخواہ نہ ملے۔ "وبالوالدین احسانا" اس پر عمل کیسے ہو؟ بیوی اور بچوں کے حقوق کیسے ادا کئے جائیں؟ یتیموں' غریبوں' مسکینوں اور ناداروں کی پرورش کیسے ہو؟ نیتوں کو سیدھا کر کے کماؤ تو خدا کی قسم تمہاری دنیا بھی دین ہو جائے۔ بدنصیب ہیں وہ لوگ جن کا دین بھی دنیا ہو چکا ہے اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کی دنیا بھی دین ہو چکی ہے۔

انت مقصودی و رضاک مطلوبی

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ و نور اللہ مرقدہ مکتوبات میں بار بار وجدانی حالت

Marfat.com

میں لکھتے ہیں کہ الٰہی ''انت مقصودی ورضاک مطلوبی'' اے اللہ! جو کچھ لکھ رہا ہوں یہ جو کچھ بول رہا ہوں کوئی غیر مقصود نہیں' تو میرا مقصود ہے اور تیری رضا مجھے مطلوب ہے۔ اس فقرے کو یاد کرلو کیسا پیارا فقرہ ہے' دن بھر کہا کرو ''انت مقصودی ورضاک مطلوبی'' تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ اللہ کا رنگ چڑھ جانے کے بعد لوگ دفتر اس لئے جاتے ہیں' دکان پر اس لئے بیٹھتے ہیں کہ روٹی حلال کھا سکیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حرام اور مشتبہ لقمے سے بچو۔ ان آیتوں اور حدیثوں پر عمل کیسے ہو اگر دفتر اور دکان پر نہ جائیں گے؟ اور آپ یقین کیجئے کہ اگر آپ اس نیت سے دکان پر بیٹھتے ہیں کہ ان آیتوں اور حدیثوں پر مجھے عمل کرنا ہے تو یہ سراسر دین ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا

امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! میرے عمل کو سراسر سچا کردے' اس میں کوئی کھوٹ نہ ہو۔ بالکل سچا کردے اور اسے اپنے مکھڑے اور اپنی رضا کیلئے خالص کردے اور اس میں اپنے سوا کسی کا حصہ نہ رکھ۔

دینی طلباء کو اصلاحِ نیت کی ضرورت

میں دینی مدارس والے طالب علموں کو کہتا ہوں کہ دین صرف اللہ کیلئے سیکھو۔ شیطان یہ چاہتا ہے کہ یہ طالب علم اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے نہ پڑھے' باقی جس کیلئے چاہے پڑھتا رہے۔ آج ہماری درس گاہیں ویران ہیں' یہ نہیں کہ رونق نہیں رہی' افراد تو پہلے سے زیادہ ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے پڑھنے والے نہ رہے۔ صرف اس لئے پڑھو کہ اللہ کن باتوں سے ناراض ہوتا ہے اور وہ کن باتوں سے خوش ہوتا ہے صرف یہ سیکھنے کیلئے علم حاصل کرو۔

شیطان کا نیت پر حملہ

بعض طالب علم شروع ہی سے ایک وسوسہ جی میں لگا بیٹھتے ہیں' بعض کو شیطان اس

Marfat.com

طرف لگا دیتا ہے کہ روٹی کمانے کیلئے پڑھو میں پوچھتا ہوں کہ جنہوں نے صرف اللہ کیلئے پڑھا' جو اس کے آستانے پر بیٹھ گئے کیا وہ ان کو روٹی نہیں دیتا رہا؟ کیا عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو روٹی نہیں ملتی تھی؟ کیا حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کو روٹی نہیں دیتا تھا؟ یہ کیسی رلا دینے والی بدبختی ہے؟ یہ کیسا شیطانی وسوسہ ہے جو طالب علموں کے جی میں وہ ڈالتا ہے' کس طرح پٹڑی سے اتارتا ہے کہ تم روٹی کمانے کے قابل ہو جاؤ گے۔

دین کا پہلا سبق

اس لئے میں طالب علموں سے کہتا ہوں کہ ہر آن میں' ہر لمحہ یہ کہو کہ الٰہی ''انت مقصودی ورضاک مطلوبی'' تیری رضا مجھے مطلوب ہے' پھر تم یقین کرو کہ اگر محض اللہ کی خاطر پڑھو گے جو کتوں کو روٹی دیتا ہے اور خنزیروں کو روٹی دیتا ہے' وہ فقیر جو اس کے آستانے پر بیٹھ جاتا ہے کیا وہ خدائے غیور اس کو روٹی نہیں دے گا؟ یہ کیسا وسوسہ ہے؟ خدا کی قسم وہ تمہارا لنگر جاری کر دے گا اگر تم محض اس کیلئے علم حاصل کرنے لگ جاؤ تو اے طالب علمو! خدارا حمیت کے چراغ کو جلاؤ' دیکھو میں کہہ رہا ہوں کہ میری نظر میں دین کا پہلا سبق یہی ہے جو میں آج اپنے آپ کو دے رہا ہوں۔ اسی پر دین کی بنیاد کھڑی ہوتی ہے کہ اس کے رنگ میں یوں رنگے جاؤ کہ اٹھنا' بیٹھنا' چلنا پھرنا' سونا کمانا۔ ''انت مقصودی ورضاک مطلوبی''۔

اور کتنا بدنصیب ہے وہ آدمی جو اس لئے حدیث پڑھے کہ میں اس قابل ہو جاؤں کہ فلاں مسجد خالی ہے اور وہاں روٹی اچھی ملے گی۔ پکے رہو' جم جاؤ' تاریخ پڑھو اولیاء اللہ کی۔ یاد رکھنا جو لوگ اس کے آستانے پر

بے نماز امام مسجد

جو امام مسجد پانچ نمازیں پڑھاتا ہے لیکن خود تہجد نہیں پڑھتا وہ مخلص نہیں ہے کیونکہ اس کو پتا ہے کہ پانچ نمازوں کے تو پیسے ملتے ہیں تہجد کا کوئی پیسہ نہیں ملنا۔ اگر اس کے اندر خلوص ہوتا تو وہ رات کو اٹھ کر اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتا۔

(شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

بیٹھ گئے تھے ان لوگوں کو روٹی تم سب سے زیادہ اچھی ملتی تھی ''فورب الکعبہ'' میں کعبے کے رب کی قسم کھا کے کہتا ہوں۔

ذاکرین کی نیت پر حملہ

ایک بات ذاکروں سے بھی کہتا ہوں یہ صوفی (محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ) صاحب کی برکت سے اہل ذکر یاد آرہے ہیں۔ ذاکر جب ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ کی رضا کیلئے ذکر کر رہا ہوں تو شیطان کسی ذاکر کو تصرف میں لگا دیتا ہے' کسی کو تسخیر میں لگا دیتا ہے' کسی کو کشف کے چکر میں ڈالتا ہے اور کسی کو خرقِ عادت بات (کرامت) کے ظہور کے چکر میں ڈال دیتا ہے لیکن جو پکا سالک ہے وہ مسلسل یہی کہتا ہے کہ ''انت مقصودی ورضاک مطلوبی''۔ کشف مقصود نہیں ہے' کرامت مقصود نہیں ہے' تصرف مقصود نہیں ہے' تسخیر مقصود نہیں ہے' احوال و کیفیات مقصود نہیں ہیں۔ ''انت مقصودی ورضاک مطلوبی'' تو مجھے مقصود ہے تیری رضا مجھے مطلوب ہے۔

حزب البحر کا نوجوان عامل

حضرت الامام عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ یاد آرہے ہیں' جوانی میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تسخیر کا ایک عمل حزب البحر کیا تھا' ایک دن وہ ایک کمرے کے حجرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے باہر سے تالا لگا دیا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ چونکہ دعائے حزب البحر کے عامل تھے' انہوں نے وہ عمل پڑھنا شروع کر دیا' تالا کھٹ سے ٹوٹا اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ باہر آگئے۔ ان مولوی صاحب نے شور مچایا' حضرت عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت زندہ تھے' ان کے پاس خبر پہنچی کہ آکر دیکھئے' عبدالجبار نے کیا کیا؟ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جو اتنا موٹا تالا لگا یا تھا انہوں نے وہ توڑ ڈالا۔ فرمایا بلاؤ عبدالجبار کو۔ عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ حاضر خدمت ہوئے' حضرت عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ چہ خواندی؟ عبدالجبار کیا پڑھا؟ فرمانے لگے حزب البحر خواندم (حزب البحر پڑھا تھا) وہ عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ جو اللہ میں

Marfat.com

غرق تھے' فرمانے لگے حزب البحر چیست؟ وہ کیا چیز ہے حزب البحر؟ مجھ کو تو اس (اللہ) سے کبھی فرصت نہ ملی کہ ادھر دیکھوں یا ادھر دیکھوں' یہ حزب البحر کیا چیز ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھنا شروع کیا کہ "اللھم سخر لنا البحار و الریاح" یا اللہ! ان سمندروں کو مسخر کر دے' ہواؤں کو مسخر کر دے' دریاؤں اور پہاڑوں کو مسخر کر دے' یہ ساری تسخیر کی دعا ہے۔ حضرت عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ سنا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ فرمانے لگے از خدا خدائی می خواہی' بندگی اختیار کن۔ عبدالجبار یہ کیا کر رہے ہو؟ خدا سے خدائی مانگنے لگے؟ بندگی اختیار کرو' مقام عبدیت حاصل کرو' کدھر جا رہے ہو؟ الٰہی انت مقصودی و رضاک مطلوبی"۔ یا اللہ! تو مقصود ہے' تیری رضا مطلوب ہے۔

سالک کی کشفی کیفیات

دیکھو! میں یہ بات اس سالک سے کہہ رہا ہوں جو ان راہوں کو طے کرتا ہے' کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عالم ملکوت (فرشتوں کا جہاں) سالک پر منکشف ہوتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات میں لکھتے ہیں "جو کچا سالک ہے وہ اس جہاں ہی میں محو ہو جاتا ہے"۔ جس نے بیت اللہ جانا ہو وہ کراچی کی چمکتی قندیلیں دیکھ کر وہیں پر بیٹھ جائے تو کیا بیت اللہ پہنچ جائے گا؟ فرماتے ہیں اے طالب! اگر عالم ملکوت تم پر منکشف ہو جائے تو اس کی نفی کرو اور کہو الٰہی "انت مقصودی و رضاک مطلوبی"۔ حتیٰ کہ اگر ساتوں آسمانوں تم پر منکشف ہوں اور حتیٰ کہ اگر عرش تم پر منکشف ہو تو بھی یہی سمجھو کہ یہ مخلوق ہے' عرش بھی مخلوق ہے اور اے اللہ میں تو تجھے چاہتا ہوں' میرا غیر سے کوئی تعلق نہیں۔ دیکھئے یہ توحید بیان کی ہے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے' کیسی بے داغ توحید بیان کی کہ اگر عرش بھی منکشف ہو تو کہو کہ یہ مخلوق ہے' میں تو نکلا ہی اس لئے تھا کہ تیری رضا مل جائے۔

نورانی پردوں کا گھونگھٹ

فرماتے ہیں اے طالب! کچی باتیں نہ کر' یہ جو انوار تم پر برستے ہیں' تم نے سمجھا کہ یہ

Marfat.com

خدا ہے؟ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے 70 ہزار پردے نور کے ہیں۔ اگر وہ پردے ہٹ جائیں تو خدا کی ذات کائنات کو جلا دے' تو یہ جو انوار تم پر برستے ہیں یہ اس کا گھونگھٹ ہے' یہ اس کا نقاب ہے' گھونگھٹ یار تو نہیں ہوتا' جس نے گھونگھٹ کو چہرہ سمجھا اس سے زیادہ سادہ لوح کون ہے؟ وہ انوار جو برستے ہیں حدیث کی روشنی میں۔ شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سب حجاب ہے' تم نے حجاب کو یار سمجھا' حجاب بھی غیر ہے وہ خدا تو نہیں ہے' ان انوار کی بھی نفی کرو اور کہو الٰہی! ''انت مقصودی ورضاک مطلوبی''۔

لذت کا بت

دیکھو اللہ والوں کی باتیں کتنی پکی ہوتی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ سالک کا آخری بت جو ٹوٹتا ہے وہ لذت کا بت ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی جو اتنی بار پڑھتا ہے الٰہی ''انت مقصودی ورضاک مطلوبی''۔ تو اس پر رحمتیں برستی ہیں' اس کو چسکا آتا ہے' بڑی لذت بے پناہ ہوتی ہے۔ یقین نہ آئے تو (حضرت) صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھ لو اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ساری لذت خدا چھین لیتا ہے اور کتنے کچے صوفی ہیں جو یہاں آ کے گر جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ مزہ ہی نہیں آتا تو ذکر کیا کریں؟ ہم کہتے ہیں کہ تم آج تک لذت پرستی کرتے رہے' تم لذت کو پوجتے رہے' تم نے خدا کو نہیں پوجا ہے۔ فرماتے ہیں سالک جم کے بیٹھے' وہ لذت دے یا نہ دے ہم تو ذکر کیا کریں گے۔ اتنا ہی کرتے رہیں گے جتنا پہلے کرتے تھے۔ اس لئے کہ ''انت مقصودی ورضاک مطلوبی''۔ لذت آئے یا نہ آئے ہم تو جم کے بیٹھے ہیں تیرے دروازے پر۔ جو اس کے دروازے پر جم کے بیٹھ گیا' خدا اپنے اس فقیر کو بھاگ لگا دے گا' میں کہتا ہوں کہ اللہ کی خاطر فنا ہو جاؤ' تم کو باغ و بہار لگ جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے در کا فقیر

پاکستان ٹائمز میں رنڈی کی تصویریں بھی چھپتی ہیں' آوارہ لوگوں کی تصویریں بھی چھپتی ہیں' وہ مولوی پھر کیا باعثِ فضیلت ہے جس کی تصویر چھپ جائے؟ ایسے مولوی

Marfat.com

جوتیاں چٹخارتے پھرتے ہیں ہم انہیں دیکھتے ہیں تو ترس آتا ہے کہ ان کو دین کا کچھ پتا نہیں۔ یہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ ''من تواضع للہ رفعہ اللہ'' جو اللہ کی خاطر جھک جاتا ہے اس کو بھاگ لگتا ہے خدا کی قسم! عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھو ان کا نام لیتا ہوں تو مجمع میں بیٹھے کتنے لوگوں کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں' ذرا بتاؤ کس اخبار میں ان کی تصویر چھپتی تھی؟ کس ٹیلی ویژن پر عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ جاتے تھے؟

جماعت اہل حدیث کے بنیادی اکابرین

اب میں جماعت اہل حدیث کی بات کرتا ہوں' جماعت اہل حدیث کے اسلاف جن کے ہاتھوں میں اس جماعت کی قیادت رہی وہ تمام اصحابِ علم اور اصحابِ فضل تھے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اب جماعت کو میری ضرورت نہ رہی لیکن میرا وہ غم جو میرے جی میں ہے اور وہ غم جو میری ہڈیوں میں ہے جس کو میں اپنے آپ سے باہر نہیں کرسکتا' یہ وہی غم ہے جو مجھے پھر تمہارے سامنے لے آیا ہے۔ میں آپ کو وضاحت سے کہتا ہوں کہ وہ گھر جس میں آج کے اہل حدیث بس رہے ہیں' آپ اس سے انکار نہیں کرسکتے کہ اس کو بنانے میں مولانا عبدالواحد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ ہے۔ آپ اس سے انکار نہیں کرسکتے کہ مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جگر کا لہو دے دے کر اس جماعت کو سینچا تھا۔ آپ اس سے انکار نہیں کرسکتے کہ یہ گھر جس میں اب تم بس رہے ہو' حضرت عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ہڈیوں کی کھاد ڈال کر اس گھر کو بنایا تھا۔ جب یہ گھر بن گیا تو خاندانِ غزنویہ سے کہا گیا کہ اب ہم اس گھر میں بس رہے ہیں' تم یہاں سے چلے جاؤ۔ مگر میں پھر کہتا ہوں کہ جس گھر میں اب تم بس رہے ہو اور مجھے اس میں رہنے کی اجازت نہیں' یہ وہی گھر ہے جس کو خاندانِ غزنویہ نے اپنے جگر کا لہو دے دے کر سینچا تھا اور اس کی بنیاد میں اپنی ہڈیوں کی کھاد اس خاندان نے ڈالی تھی۔

اس تقریر کا حوالہ درد ذیل ہے:

(https://www.youtube.com/wateh?v=xatcamrkxby)

سید ابو بکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا مجلس ذکر میں خطاب

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی ذریتہ وعطرتہ واھل بیتہ اجمعین"۔

قرآن مجید میں آپ دیکھیں گے کہ بعض جگہ اللہ تعالیٰ نے یوں کہا ہے کہ "واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا"۔ کہ اپنے رب کے نام کا ذکر کرو' اپنے رب کے نام کا ورد کرو اور کہیں یہ کہا کہ "واذکر ربک فی نفسک" اپنے رب کو یاد کرو۔ تو بعض حالتوں میں صرف اللہ کا اسم ہی دل و دماغ پر چھایا ہوتا ہے۔ طالب انسان صرف اللہ کے نام کا ذاکر ہوتا ہے اور نام سے آگے اللہ کی ذات تک اس کی رسائی نہیں ہوتی اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو یاد کرتا ہے۔

ذکر اسم اور ذکر خدا میں فرق

بعض طالب اس کے نام کے ذاکر ہوتے ہیں اور بعض اس کی ذات کے ذاکر ہوتے ہیں اور کبھی ایسے بھی ہوتا ہے کہ طالب صرف اس کے نام کا ذکر کرتا ہے پس وہ بتدریج اس کے نام کی برکت کی وجہ سے اس کی ذات کا ذاکر ہو جاتا ہے۔ مفسرین اور عارفین نے لکھا ہے کہ یہ بے سبب نہیں ہے کہ قرآن کہیں پر یہ کہہ دے کہ اپنے رب کے نام کا ذکر کرو اور کہیں یہ فرمادے کہ اپنے رب کو اپنے جی میں یاد کرو۔ یہاں اسم کا ذکر نہیں ہے بلکہ یوں فرمایا کہ اپنے رب کو اپنے جی ہی جی میں یاد کرو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی مسمیٰ کی یاد ہوتی ہے اور کبھی اسم کی یاد ہوتی ہے۔ طالب کو تمنا کرنی چاہیئے کہ وہ مسمیٰ کو یاد کرے' اس کی ذات کا ذاکر ہو جائے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں کہ تم ابھی تک اس کی

Marfat.com

ذات کے جام سے مست و سرشار نہیں ہوئے۔ طالب سے کہہ رہے ہیں کہ تم تو بس اس کے نام پر قانع ہو گئے ہو حالانکہ ذکر سے مقصود تو مسمیٰ تھا۔ اللہ کی ذات مقصود تھی۔ یہ بات ذاکر کے ذہن میں رہنی چاہئے' یہ نہ ہو کہ اسم اللہ جو کاغذ پر لکھا ہوتا ہے صرف وہی ذہن میں رہے' وہی لوح دماغ میں رہے اور اس مسمیٰ سے کوئی تعلق نہ ہو جس کی صفات قرآن بیان کرتا ہے "الملک القدوس السلام المومن المھمین العزیز الجبار المتکبر الخالق الباری المصور"۔ یہ اس اللہ کی صفات ہیں جس کا طالب ذکر کرتا ہے۔

ذات کا ذات پر اثر

لہٰذا ایک عاشق مجنوں جب لیلیٰ کا نام لیتا تھا تو صرف نام ہی اس کے پیش نظر نہیں تھا بلکہ مجنوں پر جو جذب و مستی طاری ہوتی تھی وہ تو لیلیٰ کی ذات سے تھی اور نام چونکہ یاد دلاتا ہے محبوب کی' اس لئے نام کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ مسمیٰ کا تصور پک جائے اور مسمیٰ کی صفات ذہن میں آجائیں۔ بعض طالب اس طرف خیال نہیں کرتے اور صرف کاتب کے لکھے ہوئے نقش تک ہی ان کی رسائی رہتی ہے۔ اس سے آگے بڑھتے ہی نہیں' نہ تمنا کرتے ہیں۔ طالب کی یہ حالت اچھی نہیں ہوتی حالانکہ جب طالب کا ذہن تمنا کرنے لگتا ہے تو پھر تمنا سے ہی راستے کھلتے ہیں۔

مبتدی اور منتہی کی سوچ میں فرق

ایک بات منتہی کی علامت ہے کہ مخلوق کے ساتھ معاملات کرنے کے دوران بھی آدمی کو خدا یاد رہتا ہے اور خدا کے حضور انتہائی حضوری کی حالت میں بھی مخلوق یاد رہتی ہے۔ جب یہ بات کہی جاتی ہے تو بہت سے مبتدی طالبوں کے ذہن میں آتا ہے کہ جب میں خدا کی عبادت کرتا ہوں تو مخلوق تو مجھے بھی یاد آتی ہے۔ یہ بہت باریک بات ہے جب منتہی کی صفات بیان ہوتی ہیں تو بہت سے برخود غلط مبتدی کہتے ہیں کہ یہ کیفیت تو مجھ میں بھی پائی جاتی ہے حالانکہ یہ بڑی سمجھنے کی بات ہے کہ وہ وساوس جو

Marfat.com

مبتدی کو نماز میں یا ذکر کے دوران آتے ہیں وہ مختلف چیز ہے اور منتہی جو مخلوق کی محبت اور شفقت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اتنے لوگوں کیلئے دعائیں کرتا ہے وہ بڑی مختلف بات ہے۔ مبتدی کے ہوش و حواس قائم ہوتے ہیں اور منتہی کے ہوش و حواس بھی قائم ہوتے ہیں مگر یاد رکھیے کہ ان دونوں میں بڑا فرق ہے وہ انسان جو کبھی منتہی کے عروج پر گیا ہی نہیں، اس کے مدہوش ہونے کا سوال کیسے پیدا ہوتا ہے؟

منتہی کا ہوش و آگہی

ایک ایسا ہوش اور آگہی ہے جو یہ سارے راستے طے کرنے کے بعد انسان کو حاصل ہوتی ہے۔ جاہل مبتدی جو کہ خود غلط ہوتا ہے وہ یہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ منتہی والا ہوش و آگہی تو مجھے بھی حاصل ہے حالانکہ منتہی کا ہوش و آگہی وہ ہے جو سیر الی اللہ، سیر فی اللہ اور سیر من اللہ کے بعد جب اس کا نزول ہوتا ہے تو اس وقت اس کو ایک ہوش و آگہی ملتی ہے اور یہ ہوش و آگہی سب سے زیادہ انبیاء کرام علیہم السلام کو حاصل تھی اور ان سب سے زیادہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل تھی۔ اس ہوش و آگہی سے مبتدی کی ہوش و آگہی کو خلط ملط کرنا بہت بڑی زیادتی ہے۔

شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

تو یہ بات سمجھنے کی ہے کہ ایسے طالب جن کو عروج حاصل ہوتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ ان سے کام لینا نہ چاہے تو ان کو کبھی نزول نصیب نہیں ہوتا وہ مجذوب بن جاتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جذب و مستی اور عروج کی حالت میں رہتے تھے اسی لئے فرمایا کرتے تھے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتویں آسمان تک پہنچ گئے اور ان تجلیات میں مستغرق رہنے کے بعد لوٹ آئے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر مجھے

> **کیا ہم نے کلمہ بزرگوں کا پڑھا ہے؟**
>
> شریعت کے تین حصے ہیں: علم، عمل اور اخلاص"۔ جب تک یہ تینوں حصے مکمل نہ ہوں گے، شریعت کی تکمیل بھی نہیں ہوگی اور جب شریعت مکمل ہوگی تو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے گی۔
>
> (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

وہاں تک لے جایا جاتا تو میں کبھی واپس نہ آسکتا۔ یہ انہی کا جگر تھا' یہ انہی کی ماتا تھی کہ تمام لذتوں کو چھوڑ کر' اللہ کی مخلوق پر ابرِ رحمت بن کر برسنے کیلئے پھر لوٹ آئے۔ تو وہ طالب جن کو عروج کے بعد نزول نصیب نہیں ہوتا' ان سے کام لینا مقصود بھی نہیں ہوتا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر کفار کا اعتراض

قرآن کہتا ہے کہ کفار یہ اعتراض کیا کرتے تھے کہ:

"مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَ يَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ"۔

ترجمہ: یہ عجیب پیغمبر ہیں جو کھانا بھی اس طرح کھاتے ہیں جس طرح ہم کھاتے ہیں اور منڈیوں اور بازاروں میں بھی پھرتے ہیں؟"۔

تو یہ انتہائی طور پر نارمل آدمی کی علامت ہے کہ جس وقت طالب کا مکمل نزول ہوجاتا ہے تو اس کو مکمل ہوش و آگہی عطا کی جاتی ہے۔ تو بہر حال میں بات کر رہا تھا کہ مبتدی اور منتہی کی حالتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

روحانی قبض کی حالت

دوسری بات یہ کہ قبض و بسط ایک اصطلاح ہے جس کو درویش لوگ استعمال کرتے ہیں اس میں بھی بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوجاتی ہے۔ بعض لوگوں کو گناہوں کی وجہ سے حجاب ہوتا ہے' ان پر سے اللہ کی رحمت منقطع ہوجاتا ہے یا سرے سے وارد ہی نہیں ہوتی' ان کا معاملہ بالکل مختلف ہے۔ بسط کی حالت میں آدمی پر رحمت کا ورود ہوتا ہے' انواراتِ الٰہی کی بارش ہوتی ہے اور پھر یہ اللہ کا قانون ہے کہ جب وہ چاہے' اس بارش کو روک دیتا ہے۔ اس حالت کو قبض کی حالت کہتے ہیں۔ یہ قبض روحانی ہے' اس قبض روحانی میں انسان کو رحمت کا احساس نہیں ہوتا۔ وہ آدمی بھی خام ہے' اس راستے کا واقف نہیں جو یہ کہے کہ یا اللہ! ہر وقت بسط ہی رہے' یہ دعا آج تک کسی شیخ نے نہیں مانگی کہ ہر وقت بسط رہے' یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہے جیسے بارش آٹھوں پہر نہیں برستی اور سال بھر نہیں برستی' کبھی ہوا بند ہو جاتی ہے کبھی چلنے لگتی ہے۔ اس طرح بادل آتے ہیں برستے ہیں اور چھٹ جاتے ہیں۔

Marfat.com

صاف ہو جاتا ہے اور یہ عمل بار بار جاری رہتا ہے' اسی طرح روحانی قبض اور بسط ہے۔

روحانی قبض کے فوائد

مشائخ نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر طالب پر ہر وقت بسط رہنا شروع ہو جائے تو وہ سخت خود پسندی میں مبتلا ہو جائے گا اور اس راستے میں سب سے بڑا سم قاتل اور زہر خود پسندی ہے۔ لہٰذا قبض سے آدمی کے اندر تواضع پیدا ہوتی ہے' اس کو اپنی اوقات معلوم ہوتی ہے' اس قبض کے بڑے فائدے ہیں اس سے انسان کے اندر قدردانی کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ رحمت کیا چیز تھی جو میرے اوپر برس رہی تھی' اس رحمت کا احساس اور تڑپ اس کے اندر پیدا ہوتی ہے' اگر قبض نہ ہوتی تو اس کے اندر اللہ کی محبت اس کی طلب اور تڑپ کا پیدا ہونا' اس کیلئے ذوق وشوق کا بڑھنا اور اس کی رحمت کا انتظار کرنا' یہ سارا ہنگامہ بپا نہ ہوتا تو یہ احسن الخالقین کا ایک انداز ہے۔

رحمت کے ورود کی علامات

کبھی طالب بیٹھتا ہے اور بیٹھا رہتا ہے اور اس پر رحمت وارد نہیں ہوتی تو اٹھ جاتا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بیٹھتے ہی اس پر رحمت کا ورود ہونے لگتا ہے' کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ تھک کے جب تسبیح رکھ دیتا ہے تو اس پر رحمت وارد ہونے لگتی ہے' کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ جب اٹھ کر جانے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بٹھا دیتے ہیں۔ اس رحمت کے ورود کی وجہ سے اس سے اٹھا نہیں جاتا' کبھی جاگ جاگ کے تھک جائے تو بھی رحمت وارد نہیں ہوتی اور کبھی سوتے ہوئے بھی رحمت وارد کر کے اس کو اٹھا دیتا ہے۔ کبھی دنیا کے دھندے میں لگا ہوتا ہے اور فائل دیکھ رہا ہوتا ہے تو رحمت اس کو کھینچ لیتی ہے' کبھی 2 گھنٹے مسلسل اس کی طرف التفات کرے تو بھی رحمت نازل نہیں ہوتی۔ یہ اس کا رنگ ہے جس میں بڑی لطافتیں ہیں' اس سے انسان کا ذوق وشوق بڑھتا ہے۔ اگر رحمت کا وقت متعین ہوتا تو تمام ہنگامہ جو احسن الخالقین نے بپا کیا ہے یہ ہنگامہ کبھی بپا نہ ہوتا۔ اس سارے نظام میں بڑی حکمت اور حسن اور رعنائی ہے۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین' واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ بیان کا حوالہ درج ذیل ہے:

(https://www.youtube.com/watch?v=kkwrdahtvyy)

Marfat.com

خطبہ جمعہ: مولانا سید محمد ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ کی خاطر بک جانے والے

لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو اپنے آپ کو خدا کی رضا جوئی اور اسکی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے بیچ ڈالتے ہیں۔ فرمایا: ''ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات اللّٰه' واللّٰه رؤف بالعباد''۔ یہاں عباد سے مراد یہی بندے ہیں جن پر یہ کیفیت طاری ہے۔ فرمایا: خدا ان پر بے تحاشا کرم کرتا ہے اور ان پر بے دریغ اور بے مثال اپنی رحمتیں اور شفقتیں فرماتا ہے۔

دوستو! ایمان کی کچھ حالتیں میں آپ کو بتاتا ہوں کہ نماز' روزے' ذکر اور سجدے میں اگر یہ کیفیت حاصل نہیں ہوتی' جس کا میں ذکر کرنے لگا ہوں تو آپ یہ سمجھیں کہ گویا آپ نے کھیت میں بیج تو ڈالا لیکن اس سے کوئی پھل نہ مل سکا۔

ذکر کی مثال بارش کی طرح

جیسے آپ دیکھتے ہیں کہ مختلف قسم کی زمین ہوتی ہے۔ نماز' تلاوت اور ذکر الٰہی کی مثال بارش کی سی ہے' جب مینہہ برستا ہے تو آپ دیکھیں کہ پتھروں پر بھی برستا ہے' بنجر زمینوں پر بھی بارش ہوتی ہے اور باغ کی زمین پر بھی بارش برستی ہے۔ بنجر زمینوں پر گھاس پھوس کے سوا کچھ پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح کچھ لوگوں کو آپ دیکھتے ہیں کہ ساری عمر ذکر کرتے ہیں مگر ان پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا نہ ان کو رقت کی خبر' نہ خشیت کی خبر' نہ آنسوؤں کی خبر' نہ اس کی راہ میں لٹانے کی خبر' نہ طلب کی خبر' نہ مطلوب کی خبر۔ دوستو! بنجر زمین پر بھی بارش

Marfat.com

برستی ہے مگر اس سے صرف گھاس پھوس اگتا ہے' اور صاف زرخیز زمین پر بھی بارش برستی ہے مگر وہاں سے لالہ وگل' سنبل وریحان پیدا ہوتے ہیں۔ دوستو! ذکر کے بعد دیکھنا یہ ہے کہ اگتا کیا ہے؟ کیونکہ قلب کی زمین پر بارش جو ہوئی تھی۔

اپنی چوریاں خود پکڑو

دوستو! ہر آدمی کو مختلف موقعوں پر اپنی گھات میں بیٹھنا چاہیے اور اپنی چوریاں پکڑتے رہنا چاہیے۔

کیفیات وعلاماتِ اخلاص

جب زمین زرخیز ہو اور لا الہ الا اللہ'' سے اسے سینچا جائے تو کیفیات دل پر طاری ہوتی ہیں پھر آدمی یہ کہتا ہے کہ میں تو بک چکا ہوں تیری خاطر' تیری رضا اور خوشنودی کی خاطر میں بک گیا ہوں۔ میرا وقت میں نے تیری خاطر بیچ دیا ہے کہ تیری راہ میں وقت لگایا کروں گا۔ اپنا مال تیری ہی راہ میں خرچ کیا کروں گا' میری جتنی صلاحتیں ہیں ان کو میں نے تیرے ماتحت دے دیا ہے اور تجھ سے صرف تیری رضا مانگتا ہوں۔

میرا قلم اب جو اٹھے گا تو تیری خوشنودی کیلئے ہی اٹھا کرے گا' کسی شعر وادب کی خاطر یا کسی جذبے کو تسکین دینے کی خاطر یا محض اڑنگا پٹخنی کی خاطر یا اکھاڑ پچھاڑ کی خاطر یا کسی عالم کی پگڑی اچھالنے کی خاطر یہ قلم اب نہیں اٹھے گا۔ اے اللہ! میں نے اب یہ قلم بھی تیری خاطر بیچ دیا ہے یہ تیرا ہو گیا ہے' میں اپنا شعر وادب بھی تیرے آستانے پر لا کے رکھ دیتا ہوں' میں اپنے علم کو' اپنی ذہانت کو اور اپنی صلاحیتوں کا حقیر تحفہ تیرے آستانے پر پیش کرتا ہوں۔

یہ زبان بھی اب تیری خاطر بیچ دی ہے اس زبان سے اب تیرا ذکر کروں گا' اس زبان سے تیری طرف لوگوں کو بلایا کروں گا' یہ زبان لوگوں کو تیری طرف بلانے اور تیرا راستہ دکھانے میں مصروف ہوا کرے گی۔ یہ زبان میں نے تیرے آگے بیچ ڈالی ہے۔ آنت

Marfat.com

مقصودی و رضاک مطلوبی ''تو میرا مقصود اور تیری رضا مجھے مطلوب ہے۔

زندگی کا اصل مزہ

دوستو! ہر آدمی اپنا جائزہ خود لے سکتا ہے' اپنا محاسبہ خود کر سکتا ہے کیونکہ اس کیفیت کے بغیر زندگی کے سفر کا کچھ مزہ نہیں مگر لوگوں پر عجیب کیفیت طاری ہے کہ مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہوئے لرزتے ہیں۔ مال پر بنئے بن کے بیٹھے ہیں اور کچھ لوگ وقت کے بھی بنئے ہوتے ہیں جب ہم ان سے اللہ کی خاطر وقت مانگتے ہیں' ہم کہتے ہیں بھئی ہفتے میں ایک دن اللہ کیلئے وقت لگایا کرو تو عجیب عجیب بہانے بناتے ہیں۔ یہ بھی بنئے کی کیفیت ہے۔ ایسا شخص وقت کا بنیا ہوتا ہے' حالانکہ اس میں بھلا تو خود انہی کا تھا۔

جبکہ اللہ تعالیٰ بالکل واشگاف لفظوں میں فرماتا ہے کہ اگر تم اس سے منہ موڑ لو گے اور اللہ کے کام کا ساتھ نہ دو گے تو ''لیستبدل قوما غیر کم'' میں کسی اور سے کام لے لوں گا ''ثم لا یکونوا امثالکم'' پھر وہ تمہاری طرح بے وفا تو نہ ہوں گے۔

دعا مانگنے کا عاشقانہ انداز

تو دوستو! ہم نے دیکھنا ہے کہ اس راستے میں سب کچھ بیچ ڈالنے اور لٹا دینے کی کیفیت ہمیں کیسے حاصل ہو گی؟ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میدان احد میں جس وقت صفیں بن رہی تھیں تو حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اکٹھے کھڑے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس وقت ایک دعا مانگی' کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ جب صفیں بن رہی ہوں تو اس وقت دعا قبول کی جاتی ہے۔ تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی کہ اے اللہ! میں تجھ سے بھیک مانگتا ہوں کہ میری کسی زبردست کافر سے ٹکر ہو اور

> **تقویٰ یا فتویٰ؟؟؟**
>
> تمام اسلاف اہل حدیث کے ہاتھ میں تسبیح تھی یا ذکر کے خلاف فتوے کی مہر تھی؟
>
> (مولانا صوفی محمد عائش حفظہ اللہ

Marfat.com

میں اس کو پچھاڑ دوں۔ پھر اس کے سینے پر بیٹھ جاؤں اور اسے قتل کرنے کے بعد اس کا سارا مال واسباب چھین کے لے آؤں' یا اللہ! اس دعا کو قبول فرما۔

پھر حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے بھی دعا مانگی ''اللھم انی اقسم علیک'' کہ اے اللہ! میں تجھ پر قسم ڈالتا ہوں۔ یہ بھی دعا مانگنے کا ایک انداز ہے جیسے حدیث میں آتا ہے اللہ کے بندوں میں کچھ ایسے ولی بھی ہوتے ہیں جو اگر اللہ پر کسی کام کے ہونے کی قسم ڈال دیں تو ان کی لاج رکھتا ہے کہ میرے یار نے قسم کھائی ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ دعا مانگ رہے ہیں کہ اے اللہ! میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ جب دشمن کے ساتھ میری ٹکر ہو تو وہ مجھے قتل کرے' میں تیری راہ میں مارا جاؤں پھر وہ میرے پیٹ کو چاک کر دیئے' پھر تیری راہ میں میرے جسم کے پرزے پرزے ہو جائیں۔ پھر اے اللہ! میں اسی حالت میں تیرے سامنے آؤں اور تو مجھے پوچھے کہ عبداللہ! تو نے کیا حال بنا رکھا ہے؟ اور میں کہوں اے اللہ! دیکھ تیرے لئے میرا کیا حشر ہو گیا ہے۔

تجھ پر سب گھر بار لٹا دوں

معجم طبرانی میں ہے کہ پھر دونوں کی دعا قبول ہوئی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ غازی ہوئے' انہوں نے کافروں کو قتل کیا۔ دوسری طرف حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ خود شہید ہوئے اور ان کے جسم کے پرزے پرزے ہو گئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے وہ پرزے دیکھے اور مجھے یقین آ گیا کہ ان کی دعا کے مطابق ہی سارا معاملہ ہوا ہو گا کہ اللہ نے ان سے پوچھا ہو گا کہ اے عبداللہ! یہ تیرا کیا حال ہے؟ اور عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ فرمایا ہو گا کہ اے اللہ! دیکھ تیرے لئے ہی یہ سب کچھ ہوا ہے۔

حضرت عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی دلی تمنا

دوستو! یہی کیفیت ہے جس کو حضرت عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی فارسی زبان میں فرمایا کرتے تھے کہ میں تو یہی چاہتا ہوں کہ تیری راہ میں میرے پرزے پرزے

Marfat.com

ہو جائیں۔ دیکھو کیسی مماثلت ہوتی ہے اللہ کے بندوں میں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قربانیاں

اسی احد کے موقع پر حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ جو کہ ٹانگ سے معذور تھے' آپ رضی اللہ عنہ کو آپ کے بیٹوں نے بھی روکا کہ آپ میدان جہاد میں نہ جائیں مگر وہ پھر بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر منتیں کرنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ان کو رخصت دی کہ تم پر جہاد فرض نہیں ہے مگر وہ تلے ہوئے تھے کہ اس کے کوچے میں سب کچھ لٹا دینا چاہتا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دے دی تو عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی" اللھم انی اسئلک الشھادة فی سبیلک اللھم لا تردنی الی اھلی "۔ اے اللہ! میں تجھ سے شہادت کی بھیک مانگتا ہوں اور اے اللہ! مجھے میرے گھر میں واپس نہ لوٹانا کہ میں تیرے کوچے میں سب کچھ لٹانے جا رہا ہوں اور اپنا آپ بیچنے کیلئے جا رہا ہوں پھر عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ لڑتے ہوئے شہید ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:" والذی نفسی بیدہ" کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے میں نے آنکھوں سے دیکھا کہ عمرو بن جموح لنگڑاتے ہوئے جنت میں داخل ہو رہا ہے۔

غسیل الملائکۃ' حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو جب خبر ملی کہ احد میں پانسہ پلٹ گیا ہے تو اس وقت وہ حالت جنابت میں تھے' آپ رضی اللہ عنہ نے جسم پر پانی بہانے کی بھی دیر نہ کی اور میدان میں جا کے جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔

نوٹ: حضرت مولانا ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ خطاب بھی انٹرنیٹ سے لیا گیا ہے حوالے کیلئے ویب سائٹ ایڈریس درج ذیل ہے:

(https://www.youtube.com/watch?v-xpetpro-wbi)

Marfat.com

خطبہ جمعہ: پروفیسر سید محمد ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

حقیقتِ نماز

جمعہ کے آداب کے متعلق احادیث میں لکھا ہوا ہے کہ خطیب کے سامنے بیٹھا جائے' اس کی طرف رخ کر کے بیٹھا جائے' باادب ہو کر بیٹھا جائے اور دل پر اللہ کی خشیت طاری کر کے بیٹھا جائے۔

دوستو! ہم میں سے کتنے ایسے ہیں جو نماز کے ترجمے سے بھی آگاہ نہیں حالانکہ قرآن میں یہ حکم ہے کہ اپنی نمازوں کو قائم کرو' وہ نماز جو ہم پانچ وقت پڑھتے ہیں اس کو پڑھنے کا طریقہ کیا ہونا چاہئے؟ ہماری حالت یہ ہے کہ ہم نماز کے آداب اور اس کی روحانیت سے ہی واقف نہیں۔ قرآن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے دعا کی ''اے ہمارے رب! میں اپنی نسلوں کو یہاں اس لئے چھوڑ کر جا رہا ہوں تاکہ یہ اپنی نمازوں کو سیدھا کریں' اس کا قیام کریں''۔

معجونِ مرکب

دوستو! یہ بات سمجھنے کی ہے کہ نماز ایک ایسی عبادت ہے جس میں تمام عبادتوں کو جمع کر دیا گیا ہے۔ ایک ایسی معجونِ مرکب ہے جس میں تمام اجزاء کوٹ کر ڈال دیئے گئے ہیں' وہ اجزاء جن سے زندگی سنورتی ہے' آدمی کی آخرت بنتی ہے' جس سے اس کی عبادت اور بندگی کا حق ادا ہوتا ہے۔ ان تمام دواؤں کو جن سے روح کو تقویت ملتی ہے' نماز کے اندر سمیٹ دیا گیا ہے۔

نماز کے اجزائے ترکیبی

سب سے بڑی چیز توحید ہے آپ نے کبھی غور فرمایا کہ نماز کے اندر توحید بھی

Marfat.com

ہے ''وتبارک اسمک و تعالیٰ جدک و لا الہ غیرک '' اور اس نماز کے اندر روزہ بھی شامل ہے۔ روزہ کیا ہے؟ کھانے پینے سے اور جنسی خواہش کی تسکین سے بچنے کا نام روزہ ہے اور نماز کے اندر تو بولنے کا بھی روزہ ہے جیسا کہ حضرت مریم علیہا السلام نے فرمایا: ''انی نذرت للرحمٰن صوما فلن اکلم الیوم انسیا'' کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' کسی سے بات نہیں کروں گی صرف اسی کا ذکر کروں گی۔ تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس کے اندر روزہ بھی ہے' نماز ایک ایسی معجونِ مرکب ہے جس کے اندر تمام مفید اجزاء کو ڈال دیا گیا ہے۔ وہ اجزاء جو روزے میں تھے' وہ اجزاء جو توحید میں تھے سب کو اس کے اندر سمیٹ دیا گیا ہے مگر ہم کیسے ناشکرے ہیں' ہم کتنے اندھے ہیں کہ ہمیں نماز کی کوئی قدر نہیں' توحید اس میں موجود' روزہ اس میں موجود' اور تو اور اس میں حج بھی موجود ہے۔

حج کی حقیقت بیت اللہ سے تعلق ہے ''فول وجھک شطر المسجد الحرام'' کہ اے میرے محبوب! مسجد حرام کی جانب اپنے رخ کو موڑ لو' نماز میں نمازی کا دل بھی بیت اللہ کی جانب ہوتا ہے اور رخ بھی بیت اللہ کی طرف ہوتا ہے۔ تو حج کی حقیقت بھی نماز کے اندر ہے' جب تک آدمی نماز میں ہے' حج اس میں شامل ہے۔ آج معلوم ہوا کہ توحید بھی اس کے اندر ہے' روزہ بھی اس کے اندر ہے' حج کی برکات بھی اس کے اندر ہیں۔

اور دوستو! اعتکاف کی حقیقت بھی اس کے اندر ہے' اعتکاف کی حقیقت گناہوں سے رکنا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''معتکف گناہوں سے کنارہ کش ہو جاتا ہے'' تو نماز میں آدمی معتکف بھی ہوتا ہے اس وقت گناہوں سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔

اور نماز میں ذکر بھی موجود ہے ''اقم الصلوٰۃ لذکری '' کہ نماز کو میرے ذکر کیلئے قائم کرو۔

دوستو! سب سے بڑی تسبیح بھی یہ ہے' سب سے بڑا ذکر بھی یہ ہے کہ اس میں الحمد للہ بھی پڑھی جاتی ہے' اللہ اکبر بھی کہا جاتا ہے' سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ' سبحانک اللھم ربنا وبحمدک اللھم اغفرلی '' بھی پڑھا جاتا ہے۔ تو نماز میں تسبیح بھی ہے' تحمید بھی ہے' تکبیر بھی ہے' اور دعا بھی اس کے اندر

Marfat.com

موجود ہے۔ دعا کے بارے فرمایا کہ ''الدعاء مخ العبادۃ'' دعا عبادت کا مغز ہے اور سورۃ فاتحہ سے بڑی دعا کوئی نہیں۔ سورۃ فاتحہ اس کے اندر موجود' مسنون دعائیں اس کے اندر موجود۔ کتنے ناشکرے ہیں ہم' جن کو پتا ہی نہیں کہ نماز کیسی معجونِ مرکب ہے۔ ذکر اس کے اندر موجود' دعا اس کے اندر موجود' قرآن کی تلاوت اس کے اندر موجود اور جن کی جوتیوں کے صدقے ہمیں یہ سب کچھ ملا' ان پر صلوٰۃ والسلام بھی اس کے اندر موجود ہے۔ جن کے توسل سے اتنی بڑی نعمتیں ملیں ان کو بھول جانا نمک حرامی ہے۔ حالانکہ نماز تو خالص اللہ کیلئے ہے' کسی غیر کا اس میں کوئی حصہ نہیں' پھر بھی صلوۃ والسلام اس میں موجود ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے پڑھ رہے ہیں۔ بندہ دو رکعت کے بعد کہتا ہے کہ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور سلام پھیرنے سے پہلے بھی مکمل درود پڑھتا ہے۔

اکابرین کے ساتھ احسان فراموشی

بزرگوں نے کہا کہ جن لوگوں کے دل کی آنکھ کھلی ہے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اپنے محسن کے ساتھ نمک حرامی ہے کہ اس کا ذکر نہ کیا جائے۔ بعض لوگ جو اندھے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اکابر تو اب مٹ گئے' اب ہمارا دور ہے اس لئے اب ان کا ذکر نہ کرو' ان کو خبر ہونی چاہئے جو لوگ کہتے ہیں کہ اکابر مٹ گئے' کاش وہ اندھے اپنے بزرگوں کا ذکر کرتے ہوئے سمجھ جاتے۔ ان لوگوں کا نام ونشان مٹ جائے گا' ان کا نام لینے والا کوئی باقی نہیں رہے گا کیونکہ وہ نمک حرام ہیں اور اپنے محسنوں سے نمک حرامی کرنے والے ہیں۔ عجیب سوچ ہے ان کی کہ ''اب ہماری ناموری کا وقت ہے''۔ نام ایسے نہیں چمکتے دوستو! نام تو اپنے آپ کو فنا کرنے سے چمکتے ہیں' نام تو مر مٹنے سے چمکتے ہیں' یہ حضرت علی سریانی رحمۃ اللہ علیہ یہ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ' یہ حضرت عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ یہ سب مر مٹے تھے' یہ تو فنا ہو گئے تھے مگر جو لوگ اندھے ہیں ان کو اس بات کی سمجھ نہیں آئے گی۔

(بحوالہ: https://www.youtube.ocmwatch?v-le1ea5tmx1w)

Marfat.com

برصغیر ہند میں تحریک احیائے دین اور سرفروشانہ جدوجہد کی مکمل سرگزشت

تحریک سید احمد شہیدؒ

جلد اول

المعروف بہ "سید احمد شہید" حصہ اول

تالیف

حضرت مولانا غلام رسول مہر رحمۃ اللہ علیہ

حسب ایماء

حضرت مولانا شمس الحق صاحب قاسمی، ممبئی

مکتبہ الحق

ماڈرن ڈیری، جوگیشوری، ممبئی

Marfat.com

تحریکِ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ (جلد اول)

از: مولانا غلام رسول مہر رحمۃ اللہ علیہ

وضاحت:

مولانا غلام رسول مہر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صحافی کی حیثیت سے شہرت پائی لیکن ان کا ذاتی رجحان دین کی طرف زیادہ تھا۔ دین کی خدمت کرنے کیلئے انہوں نے متعدد کتب تالیف فرمائیں جن میں سفر نامہ حجاز اور تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ قابل ذکر ہیں۔

تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ دراصل بیک وقت تحریک تصوف اور تحریک جہاد تھی۔ اس تحریک میں شامل ہر ہر فرد ایک کامل صوفی اور سچا مجاہد تھا۔ انہی پاک نفوس کا تذکرہ مولانا غلام رسول مہر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں یکجا کر دیا ہے۔ موصوف کسی بھی واقعہ کو درج کرنے سے پہلے اس کی مکمل چھان بین کر لیا کرتے۔ اگرچہ اس کی خاطر انہیں کتنا لمبا سفر ہی کیوں نہ طے کرنا پڑتا' یہی وجہ ہے کہ مورخ اہل حدیث حضرت مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی متعدد کتب میں ان کی کتابوں سے حوالے درج کئے۔

مولانا غلام رسول مہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں ان پاک نفوس کا تذکرہ کیا ہے جن کی جان' مال' صلاحیتیں' جوانیاں اور بڑھاپے اللہ تعالیٰ کی رضا کو پانے میں' اس کے محبوب بندے حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی معیت اور صحبت میں خرچ ہو گئے۔ جب ان لوگوں کو خبر ملی

Marfat.com

کہ دہلی میں سید احمد رحمۃ اللہ علیہ نامی ہستی کو اللہ جل شانہ نے اپنی ولایت کیلئے چن لیا ہے اور ہزاروں لوگ سلاسل تصوف (چشتی، قادری اور نقشبندی) کا فیض حاصل کرنے کیلئے ان کے آستانے پر حاضری دے رہے ہیں تو یہ لوگ بھی اس نیت سے چل پڑے کہ ہم بھی اس درویش کامل کی توجہات کی بدولت دل کی دنیا سنواریں گے اور باقی زندگی اسی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرشد کی منشاء کے مطابق گزاریں گے۔ چنانچہ یہ لوگ حضرت سید رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت سے سرفراز ہوئے اور انہی کو اپنا پیشوا مان کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام عمر کی سنتوں پر عمل کرتے چلے گئے۔ کسی کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا جیسی خشیت ملی تو کوئی شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح کفر کے خلاف ننگی تلواریں بن گیا، کسی کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرح قرآن پاک سے والہانہ محبت ملی اور کوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح اپنے مسلمان بھائیوں کو اپنے اوپر ترجیح دینے والا بن گیا۔ غرضیکہ فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرشد کی صحبت سے ہر شخص ہیرے سے زیادہ قیمتی بنا اور خدا کے احکامات پر عمل کرتے کرتے جان بھی اسی کے نام پر قربان کردی۔

امیر المجاہدین سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد صوفیائے عظام

کشف وکرامات سے آراستہ حسنی سید

سید قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے سید رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ضیاء الدین برنی نے لکھا ہے کہ "سید تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے سید رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ "کٹرا" میں قاضی

Marfat.com

تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جامع فضائل پیدا کیا۔ کشف و کرامت سے آراستہ تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ترک و تجرید اور عطاو ایثار میں بسر ہوئی۔ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسے بلند مرتبہ سید بہت کم دیکھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسے روشن اوصاف اور آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسی حشمت بہت کم لوگوں کو عطا کی۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، ص:62)

سید فضیل رحمۃ اللہ علیہ کی صوفیانہ سادگی

سید محمد معظم رحمۃ اللہ علیہ کے دو بیٹے تھے، سید محمد فضیل اور سید محمد اسحاق۔ دونوں بڑے عابد و زاہد تھے، خصوصاً سید محمد فضیل رحمۃ اللہ علیہ کو علوم ظاہری و باطنی دونوں میں بلند مرتبہ حاصل تھا۔ اپنے اوقات گراں مایہ کا بیشتر حصہ عزیزوں، ہمسائیوں اور ضعیفوں کی خدمت میں بسر کرتے تھے۔ روزانہ ایک ایک دروازے پر جا کر پوچھتے کہ کوئی کام ہو تو بتا دیجیے۔ یہاں تک کہ اگر کسی کو ایندھن کی ضرورت ہوتی تو بازار سے خرید کر اپنے سر پر اٹھا لاتے۔ ان خدمات سے فراغت پاتے تو طلبہ کو پڑھانے میں مشغول ہو جاتے یا درویشوں اور عقیدت مندوں کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، ص:64)

سید علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق غیبی بشارت

ایک خاندانی روایت ہے کہ سید محمد فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے شاہ علم اللہ کی پیدائش سے پہلے خواب دیکھا تھا کہ گھر میں مٹی کے ایک طشت کے نیچے ایک آفتاب چھپا ہوا ہے اور کرنیں پھوٹ کر باہر نکل رہی ہیں، آہستہ آہستہ آفتاب طشت سے باہر آیا اور بلند ہوا تو گھر کے در و دیوار اور اطراف و جوانب اس کی ضیاء گستری سے بقعہ نور بن گئے۔ شاہ علم اللہ پیدا ہوئے تو

تیری نمازیں بے حضور!

نماز کے اعضاء کا قبلہ کعبۃ اللہ ہوتا ہے، اگر اعضاء اس طرف نہ ہوں گے تو نماز درست نہ ہوگی، اسی طرح دل کا کعبہ ذاتِ الٰہی ہے، اگر دل اپنے قبلہ سے پھر جائے تو یہ کیسی نماز ہوگی؟

(قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

خواب کی تعبیر یہ سمجھی گئی کہ ان کی برکت سے سنن سنیہ کی تجدید ہوگی۔ بلاشبہ شاہ علم اللہ اتباع سنت کا درخشاں سورج تھے جس کی برکت سے اسلامیت کی روشنی پھیلی۔
(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ ص:65)

پیشانی سے نور کی موجیں

عہد طفلی کا ایک واقعہ ہے کہ شاہ علم اللہ کم سن بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے اس اثنا ءمیں شیخ جعفر بندگی امیٹھوی رحمۃ اللہ علیہ کا گزر ہوا جو شیخ نظام الدین بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے اور اپنے شیخ الشیوخ مخدوم حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کیلئے مانک پور جا رہے تھے' شیخ جعفر رحمۃ اللہ علیہ کی نظر شاہ علم اللہ پر پڑی تو ٹھہر گئے اور دیر تک انہیں دیکھتے رہے۔ عقیدت مندوں نے اس توجہ کا سبب پوچھا تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بچے کی پیشانی سے تجلی اعظم کے نور کی موجیں اٹھ رہی ہیں' امید ہے کہ اس کے فیوض سے ایک جہان منور ہوگا۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:66)

تصوف کی طرف پہلا قدم

''وقائع احمدی'' کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ بادشاہ موسم سرما میں لاہور پہنچا رات کے وقت شدید بارش ہوگئی۔ بادشاہ نے اپنے ایک معتمد کو بھیجا کہ جا کر دیکھو اس وقت کون کون پہرے پر موجود ہے۔ معتمد نے جگہ جگہ پھر کر دیکھا' صرف ایک مقام پر ایک پہرے دار گھوڑے پر سوار موسلا دھار بارش میں کھڑا تھا' ہاتھ میں نیزہ تھا اور قرآن پڑھ رہا تھا' نام پوچھا تو بتایا: علم اللہ''۔

دوسرے روز بادشاہ نے علم اللہ کو بلایا اور مستعدی و فرض شناسی پر خوشنودی کا اظہار کیا' جب سید موصوف کو معلوم ہوا کہ یہ اظہار خوشنودی موسلا دھار بارش میں پہرے پر حاضر رہنے کا نتیجہ ہے تو معاً خیال آیا کو دنیوی بادشاہ فرائض منصبی کی بجا آوری پر خوش ہوتا ہے' اگر مالکِ حقیقی کی خدمت گزاری کو شعار خاص بنالیا جائے تو یہ امر ہزار درجہ بڑھ کر ثواب و انعام کا مستحق ہوگا۔ اس خیال کے آتے ہی

Marfat.com

ملازمت چھوڑ دی' مال و اسباب لٹا دیا اور فقیر بن کر بیٹھ گئے۔

بیعتِ تصوف کیلئے تلاش مرشد

اختیار فقر کے بعد خاصی مدت تک نفس کشی کی مشق کرتے رہے جو راہِ حق میں وصول کمال کی پہلی منزل تھی' روزانہ صبح کے وقت باہر نکل جاتے' جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور لشکر میں فروخت کرتے' جتنے پیسے ملتے ان میں سے چند پیسے اپنے کھانے پر صرف کرتے باقی محتاجوں میں بانٹ دیتے' پھر پیر طریقت کی تلاش شروع ہوئی۔ لاہور میں ایک درویش کی خانقاہ بن رہی تھی اور اس کیلئے مٹی جمع ہو رہی تھی' نیاز کے طور پر چند ٹوکریاں مٹی وہاں ڈالیں' پھر شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:68)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ

شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ شیخ مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر خلفاء میں تھے۔ شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی صحبت میں رہتے ہوئے چند ہی روز میں طریقت کی منزلیں طے کر لیں اور ولایتِ خاصہ وخاص الخاص کا منصب پایا۔

مرشد رحمۃ اللہ علیہ گرامی سے خلافت کا حصول

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت دے کر وطن جانے کا حکم دیا اور فرمایا: اس جانب ولایت کے چراغوں میں تمہاری حیثیت شمع کی سی ہوگی بلکہ ستاروں کے درمیان آفتاب کا درجہ پاؤ گے۔

باطنی کمالات اور کتابی علوم کا فرق

شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو رسمی علوم کی تحصیل کا زیادہ موقع نہیں ملا تھا' لیکن باطنی کمالات نے انہیں کتابی علوم سے بے نیاز کر دیا تھا' جس زمانے میں شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے چچازاد خواجہ احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھ رہے تھے' گاہے گاہے خواجہ احمد رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ آدم

Marfat.com

بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کی ترغیب دیتے رہتے تھے' لیکن ایک روز خواجہ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو ظاہری علوم سے بہرہ نہیں' میں ان کی بیعت پر راضی کیوں ہو جاؤں؟ شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ بولے تمہارے جیسے عالم اگر شیخ کے پاس جائیں تو بات نہ کر سکیں۔ بالآخر خواجہ احمد نے امتحان کی غرض سے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانا منظور کر لیا اور جاتے ہی علم کلام کا ایک مشکل مسئلہ پوچھا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آپ عالم ہیں' میں عامی ہوں' آپ بیان فرمائیں۔ اصرار پر شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اس انداز میں مسئلے کی توضیح فرمائی کہ خواجہ احمد رحمۃ اللہ علیہ خود بھی اس سے زیادہ نہیں جانتے تھے۔ دوسرے روز تفسیر کا ایک مشکل مسئلہ پیش کر دیا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بھی بے تکلف حل کر دیا' تیسرے روز بھی اسی قسم کا واقعہ پیش آیا۔ آخر خواجہ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کیلئے درخواست کر دی' شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی انفاس العارفین میں یہ واقعہ لکھا ہے۔

(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:69)

مجذوب کے اصرار پر بریلی میں قیام

شاہ علم اللہ ہجرت کے ارادے سے نصیر آباد سے نکلے تو پہلی منزل رائے بریلی میں ہوئی۔ وہاں کچھ دن اپنے خالہ زاد بھائی کے ہاں ٹھہرے رہے' اسی مقام پر شاہ عبدالشکور مجذوب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ بہت تڑکے اٹھ کر سئی ندی پر چلے جاتے' وہیں تنہائی میں تہجد ادا فرماتے' ایک روز شاہ عبدالشکور مل گئے' جب انہیں معلوم ہوا کہ شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہجرت کے ارادے سے نکلے ہیں تو اصرار کر کے روک لیا۔ اس وقت شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان یاد آیا کہ ''حرمین شریفین کی طرف ہجرت کرنا بہتر ہے لیکن اگر اہل اللہ میں سے

دم سے ڈلیوری میں آسانی

مولانا محی الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ سے میرے والد صاحب چینی دم کروا کر لائے۔ جس جس عورت کو بھی کھلائی گئی تو ایک یا دو منٹ میں بغیر درد کے عافیت کے ساتھ ڈلیوری ہو گئی۔

(مسز ڈاکٹر ۔ ز ۔ م خان ایم بی بی ایس' ساہیوال)

Marfat.com

کوئی راستے میں روک لے تو رک جانا اور وہیں اقامت اختیار کر لینا"۔ چنانچہ شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ رائے بریلی میں ٹھہرنے پر راضی ہو گئے۔ یہی مقام آگے چل کر دائرہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ یا تکیہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہوا' اسی جگہ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔

مجذوب کو ولی کی خوشبو

روایات میں ہے کہ شاہ عبدالشکور پہلے ننگے پھرتے رہتے تھے لیکن جب شاہ علم اللہ رائے بریلی پہنچے تو شاہ عبدالشکور نے چٹائی لپیٹ کر پردے کا بندوبست کر لیا۔ لوگوں نے اس تغیر کا سبب پوچھا تو شاہ صاحب نے کہا کہ مئی آوت ہے یعنی آدمی آرہا ہے' بعدازاں شاہ عبدالشکور نے ہی سید علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مکان و مسجد کے مقامات متعین فرمائے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:70)

کامل ادب اور صادق طلب

بیان کیا جاتا ہے کہ سفرِ حج میں شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بائیس آدمی تھے' شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے رائے بریلی سے سمندر کی بندرگاہ تک سارا فاصلہ پیدل اور ننگے پاؤں طے کیا۔ عقیدت مندوں نے سواریاں پیش کیں مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی سواری قبول نہ فرمائی اور اپنی ضرورت کا سامان مثلاً بستر' مصلے' وضو کا لوٹا اور قرآن پاک بھی کسی سے اٹھوانا گوارا نہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نیکی' للّٰہیت اور کمال اتباع سنت کو دیکھ کر مالکان جہاز اس درجہ گرویدہ ہو گئے کہ سارے قافلے کو مفت لے جانا چاہا' مگر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کر دیا اور بائیس روپے فی کس کے حساب سے پورے قافلے کا کرایہ ادا فرمایا۔

مدینہ منورہ میں ننگے پاؤں پھرنا

مناسکِ حج ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ گئے' ہندوستان کے سفر میں اس خیال سے جوتا نہ پہنا کہ بیت اللہ جا رہے ہیں اور جزوِ ادب کے ظاہری تقاضوں کو بھی حتی الامکان کمال پر پہنچانا چاہیے' حجازِ مقدس پہنچ کر اس وجہ سے جوتا نہ پہنا کہ یہ پاک

Marfat.com

سر زمین خواجہ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خرام گاہ رہی ہے اس پر ننگے پاؤں پھرنا ہی مناسب ہے۔ قیام مدینہ کے دوران نماز کے بعد جنگل میں چلے جاتے' لکڑیاں کاٹ کر لاتے' انہیں فروخت کر کے جتنے پیسے ملتے ان سے خرچ چلاتے۔ مشائخ حرمین نے انہیں ''مثیلِ ابوذر رضی اللہ عنہ'' کا لقب دے دیا تھا۔

تصوف کا حاصل' اتباع سنت کی چند مثالیں

شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و محاسن کا حصر کرنا مشکل ہے' صاحبِ ''نتائج الحرمین'' نے لکھا ہے کہ شریعت و طریقت پر استقامت اور اتباع سنت میں ان جیسے آدمی شاید ہی ہوں' اٹھنے بیٹھنے' چلنے پھرنے' سونے جاگنے اور کھانے پینے میں اتباع سنت کے سوا کچھ پیش نظر نہ تھا۔ ہمیشہ عزیمت کی باتوں پر عمل کرتے' رخصتوں سے کبھی فائدہ نہ اٹھاتے' اپنے عزیزوں اور ارادت مندوں کو بھی اسی مسلک کی تاکید فرماتے۔
(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:72)

مشکوک رزق سے صوفیانہ اجتناب

محلہ لوہانی پور کا ایک زمیندار شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا خاص عقیدت مند تھا' ایک مرتبہ وہ بطور نذرانہ آم لے کر آیا۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ آپ کے بھائیوں کا مشترکہ مال ہے' اگر آپ اپنا حصہ تقسیم کرا کے لاتے تو میں ضرور لے لیتا' اب نہیں لے سکتا۔ زمیندار نے عرض کیا کہ بھائیوں کے حصے کا میں ذمہ دار ہوں' وہ آم چھوڑ کر تھوڑی دور گیا ہوگا کہ شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے واپس بلایا اور کہا میں نے جب سے فقر کی راہ اختیار کی ہے بارگاہ باری تعالیٰ میں دعا مانگتا رہا ہوں کہ مجھے حرام اور مشتبہ مال سے محفوظ رکھا جائے' آپ کا ہدیہ مشتبہ مال ہے' میں اسے قبول نہیں کر سکتا۔

مراقبے میں جدِ محترم سے دعا منگوانا

حافظ محمد حسین مراد آبادی ''انوار العارفین'' میں لکھتے ہیں کہ حکیم مغیث نے

Marfat.com

فرمایا کہ میرے جدامجد (شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ) نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی تھی کہ میری اولاد کو دنیا کا چین نصیب نہ ہو' مبادا وہ یاد خدا سے غافل ہو جائیں۔ ایک روز میں مراقبے میں تھا کہ گھر سے بلاوا آیا۔ مجھے خیال ہوا کہ شاید روزانہ کے مصارف کیلئے بلایا ہو' دل میں خیال گزرا کہ جدامجد رحمۃ اللہ علیہ کی دعا منظور ہو چکی ہے لہٰذا افلاس سے رہائی ممکن نہیں' اس حالت میں تو عبادت کی فرصت بھی میسر نہیں آسکتی۔ میں گھر نہ گیا بلکہ جدامجد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پہنچ کر مراقبہ کیا۔ جدامجد رحمۃ اللہ علیہ کے جسم کا نصف حصہ قبر سے باہر نکل آیا' قبلہ رو ہو کر ہاتھ اٹھائے اور میرے حق میں دعا کی' اس روز سے تنگدستی ختم ہو گئی۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:75)

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے ابدال خلیفہ

حضرت شیخ میاں میر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ شیخ عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ ابدال تھے' ان کے ایک مرید نے شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھا تو ابدال صاحب نے فرمایا: اے عزیز! حضرت سید اتباع سنت اور پیروی رسالت میں اس عہد کے یگانہ فرد ہیں۔ اسلاف میں بھی ان جیسے آدمی بہت کم گزرے ہیں' ان کو سید ہونے کے باعث فرزندی کا رتبہ حاصل تھا' پھر محبوبیت کا منصب مل گیا' یہ بلند درجے بہت کم آدمیوں کو نصیب ہوئے۔

شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر خلفاء

شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے جن بزرگوں نے فیض حاصل کیا' ان میں شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ شیخ محمد سلطان رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ عثمان رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ شیخ عثمان رحمۃ اللہ علیہ کو شہنشاہ عالمگیر کے ہاں اعتماد کا خاص درجہ حاصل تھا' ایک موقع پر انہوں نے اپنے دونوں پیر بھائیوں کے گزارے کی تنگی کے بارے عالمگیر کو رقعہ لکھا' بادشاہ نے فوراً شیخ سلطان رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کیلئے روزینہ مقرر کر دیا لیکن اسے معلوم تھا کہ شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ روزینہ قبول نہیں کریں گے اس لئے حکم دے دیا کہ جس مال سے خود میرے لئے کھانے کا انتظام ہوتا ہے

Marfat.com

اس میں سے دوسو روپے بطور نذرانہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پہنچا دیئے جائیں۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اگرچہ معلوم تھا کہ نذرانہ حلال مال میں سے آیا ہے اور نذرانہ پیش کرنے والا وہ سلطان ہے جس سے بڑھ کر صاحبِ تقویٰ سلطان ہندوستان کے تخت پر نہیں بیٹھا' پھر بھی وہ نذرانہ لوٹا دیا' یہ ان کی شان استغنا تھی۔

(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص: 77-76)

مشائخ کی ریاضتیں

نتائج الحرمین میں لکھا ہے کہ زیادہ تر مشائخ کا طریقہ یہی رہا ہے کہ ابتداء میں سخت ریاضتیں کیں' آخر میں فراغت شعار بن گئے لیکن شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت تھی کہ ابتداء سے آخری دور تک فقر کی سختی و تنگی کو راحت جان کر قبول کیا' یہ سب کچھ سنت کی پیروی میں اختیار فرمایا اور لذاتِ دنیوی کو اپنے پاس تک نہ آنے دیا۔ صاحبِ ''بحر ذخار'' فرماتے ہیں کہ طریق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں دنیا سے نفرت کے متعلق جو ریاضتیں اور مجاہدے شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کئے' ان کی مثالیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم میں بھی بہت کم ملیں گی۔

عالمگیر کے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنازہ

آخری عمر میں کمال حب اتباع میں برابر دعا فرماتے رہے کہ عمر بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جتنی ہو لہٰذا باسٹھ برس آٹھ مہینے اور چھبیس دن کی عمر میں وفات پائی۔ عالمگیر کو شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت تھی' انہی دنوں اس نے خواب دیکھا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی اور ملائکہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنازہ

کیا ہم نے کلمہ بزرگوں کا پڑھا ہے

طریقت اور حقیقت حاصل کرنے کا اصل مقصد شریعت کے سوا کوئی دوسری بات نہیں بلکہ شریعت ہی کی تکمیل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شریعت اور حقیقت بالکل ایک ہی ہیں' ایک دوسرے سے جدا نہیں۔ (حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

مبارک کو آسمان پر لے گئے ہیں' اس خواب پر بادشاہ عالمگیر سخت پریشان ہوا۔ ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ سے تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا کہ غالباً شاہ علم اللہ فوت ہو گئے ہیں۔ چنانچہ خواب کی تاریخ لکھ لی گئی' پھر وقائع نویس کی رپورٹ سے تصدیق ہوگئی کہ واقعی سید علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ اسی دن فوت ہوئے۔ بادشاہ نے ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ نے تعبیر کس دلیل کی بناء پر کی تھی۔ فرمایا: صرف اس بناء پر کہ کمال اتباع سنت کا جیسا نمونہ شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ تھے' اس کی مثال نہیں ملتی۔ ان کی وفات کا مطلب یہ تھا کہ سنت کا ایک نہایت پاکیزہ نمونہ دنیا سے اٹھ گیا۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:78)

سید محمد آیت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی عجیب وفات

شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اکبر سید محمد آیت اللہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بعض خاندانی جھگڑوں کے فیصلے کیلئے عالمگیر کے دربار میں دکن گئے۔ ایک بھائی' دو صاحبزادے اور خادم ساتھ تھے' تمام امور کا فیصلہ کر کے واپس ہوئے تو راستے میں بیمار پڑ گئے۔ یکا یک حالت غیر ہوگئی' استحضار کا وقت آیا تو سورہ زلزال پڑھی اور چادر اوڑھ کر سو گئے۔ سمجھا گیا کہ آپ آرام فرما رہے ہیں' ایک امیر جو شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارادت تھا' مزاج پرسی کیلئے آیا' کیفیت سنی تو بولا کہ وہ ابدی نیند سو گئے ہیں۔ کپڑا منہ سے ہٹا کر دیکھا تو واقعی فوت ہو چکے تھے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:81)

خواجہ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کے مرید

حضرت سید محمد صابر رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند خواجہ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہ کر سلوک کی منزلیں طے کی تھیں' 1192ھ میں فوت ہوئے۔ جو دوستی کا بہتا دریا تھے' ایک مرتبہ ایک سائل آیا تو بالکل خالی ہاتھ تھے' اپنی نئی دستار اتار کر اسے دے دی اور کہا کہ اسے بازار میں بیچ کر جو کچھ ملے' اسے اپنے مصرف میں لاؤ۔

Marfat.com

بیس برس تک تصوف وطریقت کی خدمت

سید محمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی سید محمد ضیاء بیس برس تک اصلاح وتزکیہ میں مشغول رہے' 12 رمضان المبارک 1166 ھ کوفوت ہوئے۔
(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:83)

وقت کے تین بزرگان کاملین سے اصلاحی تعلق

سید ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ نے عالم شباب میں اپنے چچا مکرم سے بیعت کی تھی' پھر اپنے والد کے خلیفہ محمد یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے آبائے کرام کی نسبت حاصل کی۔ بعدازاں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق پیدا کرلیا اور تکمیل سلوک کے بعد خلافت کا منصب پایا' پھر تمام عمر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ' شاہ اہل اللہ (برادر شاہ ولی اللہ) شیخ محمد عاشق پھلتی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ خط وکتابت کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:84)

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا کشف وتوجہات

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ 30 محرم 1176 ھ کوفوت ہوئے اس وقت خاندان ولی اللہی میں سے سید نعمان آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھے۔ انہوں نے سید ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کو یہ رنج افزاء خبر درج ذیل الفاظ میں پہنچائی ''حضرت صاحب قدس سرہ آپ (شیخ ابوسعید) سے بہت خوشنود تھے' اور آپ کے حال پر ان کی توجہات عالیات بیان میں نہیں آسکتیں۔ اکثر اوقات آپ کے حالات دریافت فرماتے تھے' شاید آپ سے آخری ملاقات کی آرزو تھی' ایک مرتبہ فرمایا: سید ابوسعید آنے کا ارادہ کئے بیٹھے تھے' جلد پہنچ جائیں تو بہت اچھا ہو۔

صوفی سید ابوسعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت

سید ابوسعید بڑے سخی' مہمان نواز اور غریب پرور تھے' ایک مرتبہ ایک لاکھ روپے

Marfat.com

کہیں سے آئے، جب تک پورا مال مستحقوں میں نہ بانٹ لیا گھر میں قدم نہ رکھا۔

سید ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے کرام رحمۃ اللہ علیہم

اطرافِ مدراس میں ان کے ارادت مندوں کا وسیع حلقہ موجود تھا، ان کے خلفائے خاص میں سے مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں: (1) میر عبدالسلام بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ محمد مراد رحمۃ اللہ علیہ مولانا جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبداللہ آفندی رحمۃ اللہ علیہ، حاجی امین الدین کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبدالقادر خالص پوری رحمۃ اللہ علیہ۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، ص:85-84)

روحانیت وتصوف کی دولتِ سرمدی

سید محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کو ذکر وفکر اور سلوک سے گہری دلچسپی تھی پہلے خیال ہوا کہ والد (سید محمد نور صاحب رحمۃ اللہ علیہ) سے جدی نسبت حاصل کریں۔ وہ بیمار ہو گئے تو اس فیض کو صحت پر موقوف رکھا لیکن اسی مرض میں والد صاحب فوت ہو گئے، سید محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کو اس دولتِ سرمدی سے محروم رہنے کا قلق مدت العمر رہا، پھر گھر سے نکل پڑے اور دہلی پہنچ کر شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ سے کسب فیض کیا۔ بعد ازاں حرمین شریفین پہنچ گئے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، ص:87)

متوکل بزرگ

سید محمد عرفان رحمۃ اللہ علیہ، سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد تھے، ان کے بارے اس سے زیادہ کچھ معلوم نہیں کہ وہ ایک متوکل اور پرہیزگار بزرگ تھے۔

(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، ص:88)

سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اجداد کرام

سید شہید رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ بخارا کے نام جو مکتوب بھیجا اس میں اپنے خاندان کے متعلق تحریر فرمایا تھا "یہ خاکسار ساداتِ عظام کے خاندان سے ہے، اس مسکین کے اسلافِ کرام صدیوں سے بلادِ ہند میں ارشاد وتلقین کی مسندوں پر متمکن رہے ہیں۔ انہوں

Marfat.com

نے اپنی عمریں رب العالمین کے احکام کی اطاعت اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوامر کی پیروی میں بسر کر دیں، جو لوگ ان سے استفادے کی غرض لے کر آئے، ان کے دامن فیض کی دولت سے بھرے۔ چنانچہ اس ضعیف کے ممتاز بزرگوں میں سے بارگاہ الٰہی کے مقرب سید علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے کبار میں سے تھے۔ وہ سنت محمد یہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احیاء اور طریقہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اشاعت میں اپنے عہد کے تمام بزرگوں سے آگے تھے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، ص:90)

سید المجاہدین، صوفی باصفا کی ولادتِ باسعادت

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب والدہ کے پیٹ میں تھے تو اس محترمہ نے ایک روز خواب دیکھا کہ میرے خون سے ایک کاغذ لکھا گیا ہے جو تمام عالم میں اڑتا پھرتا ہے۔ اس پر مشوش ہوئیں، یہ خواب سید عبدالسبحان رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو کہا کہ تشویش کی ضرورت نہیں، اس کی تعبیر یہ ہے کہ جو بچہ آپ کے پیٹ میں ہے وہ دنیا میں بہت نامور ہوگا۔ 6 صفر کو سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔

خاندانی سرمایہ تعلیم وتصوف

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کا سب سے بڑا سرمایہ یا علم دین تھا یا ذکر وسلوک، اس لئے یقین ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم کے اہتمام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہوا ہوگا۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، ص:93-92)

علم لدنی کی ابتدائی کیفیات

مولوی عبدالقیوم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اثناء تحصیل علم میں سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت ہوئی کہ جب کتاب کو دیکھتے تو حروف ان کی نظروں سے غائب ہو جا۔ خیال ہوا کہ شاید کوئی بیماری ہوگئی ہے۔ طبیبوں سے رجوع کیا مگر یہ کیفیت زائل ہوئی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ جالی وغ

Marfat.com

باریک چیزوں پر نظر جماؤ اور دیکھو کہ وہ چیزیں بھی غائب ہوتی ہیں یا نہیں؟ کوئی باریک سے باریک چیز بھی غائب نہ ہوئی۔ تو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پڑھنا چھوڑ دو۔ جب کسی نیاز مند نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا اگر اور باریک چیزیں غائب نہیں ہوتیں تو معلوم ہوا کہ یہ مرض نہیں، ظاہراً یہ معلوم ہوتا کہ علوم ظاہری ان کی قسمت میں نہیں۔ ان کو تعلّم سے پڑھنا نہ آئے گا بلکہ علم لدنی حاصل ہوگا۔

(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، ص:95-94)

خاندان کے مریدین کی خدمت

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب سن تمیز کو پہنچے تو خدمت خلق کو اپنا شعار خاص بنالیا۔ ضعیفوں، بچوں اور یتیموں کے حال پر بے حد شفقت فرماتے، اس میں اونچ نیچ یا امیر غریب کی کوئی قید نہیں تھی۔ اہل محلہ اور ہمسائے سب کے سب شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے مرید تھے، اس وجہ سے سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا داعیہ خدمت دیکھ کر بہت پریشان ہوتے، بار بار عرض کرتے کہ حضرت! ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آبائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اور خاندان عالی شان کے خادم ہیں، ہمارا کام خدمت کرنا ہے نہ کہ خدمت لینا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ضعیفوں، مسکینوں اور محتاجوں کی خدمت گزاری کے فضائل اتنے پرتاثیر انداز میں بیان فرماتے کہ جو سنتا، اس پر گریہ طاری ہوجاتا۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، ص:99)

مادرزاد ولی کا بے داغ بچپن اور جوانی

مختلف ارادت مندوں نے لکھا ہے کہ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسلام پر مجبول تھے مطلب یہ ہے کہ انہیں فطرت اتنی سعید، پاکیزہ اور مزکی ملی تھی کہ مرضیات الٰہی سے خفیف سا اختلاف بھی گوارا نہ تھا، اور اتباع سنت کا ذوق طبیعت پر اس قدر غالب تھا کہ گویا ان کی تمام حرکات وسکنات کی عنان شریعت حقہ کے قبضے میں تھی۔ زمانہ طفلی کا کوئی ایک بھی واقع ایسا پیش نہیں کیا جاسکتا کہ ان کا قدم کبھی جادہ حق سے ادھر اُدھر پڑا

Marfat.com

ہو یا انہوں نے عزیمت عمل کے مقابلے میں رخصت کو ترجیح دی ہو' یہ فطری سعادت بہت کم خوش نصیبوں کے حصے میں آتی ہے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:101)

ہمراہیوں کو کسبِ فیض کا شوق دلانا

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابتدائے سفر ہی سے اپنے عزیزوں کو بار بار نصیحتیں فرماتے کہ بھائیو! ملازمت کا خیال چھوڑ دو' اور چلو دہلی جا کر سید المحدثین شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کسبِ فیض کریں' وہ آج (کے دور میں) اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا نشان ہیں۔

(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:106)

مرشد رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی ملاقات

دہلی پہنچتے ہی سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ' شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' پہلے سے شناسائی نہ تھی' شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے معمول کے مطابق مصافحہ اور معانقہ کرنے کے بعد پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ عرض کیا: رائے بریلی سے۔ فرمایا: وہاں کس قوم سے تعلق ہے؟ عرض کیا: وہاں کے سادات میں محسور ہوں۔ فرمایا: سید ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ اور سید نعمان رحمۃ اللہ علیہ کو جانتے ہو؟ عرض کیا: سید ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ میرے حقیقی نانا تھے اور سید نعمان رحمۃ اللہ علیہ میرے حقیقی چچا۔

یہ سنتے ہی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ گرمجوشی سے معانقہ فرمایا اور پوچھا: کس غرض سے اتنے لمبے سفر کی صعوبت برداشت کی؟ عرض کیا: آپ کی ذات مقدس کو غنیمت سمجھ کر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طلب میں پہنچا ہوں۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خدا کا فضل شامل حال ہوا تو اپنی پدری اور مادری وراثت حاصل کر لو گے۔ پدری اور مادری وراثت سے اشارہ دماغی اور روحانی تربیت کے ان مدارج عالیہ کی طرف تھا جو سید ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ اور سید نعمان رحمۃ اللہ علیہ پہلے حاصل کر چکے تھے۔

(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:111)

Marfat.com

باطنی انوارات کا شوق

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہتے ہوئے صرف ونحو بھی کسی قدر پڑھی تھی مگر علم باطن حاصل کرنے کا شوق بہت زیادہ تھا۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، ص:115)

مرشدِ کامل کیلئے شرائط

سرحد میں ایک مرتبہ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عقیدت مند ملا نے عرض کیا کہ اخوند درویزہ نے اپنی کتاب ''مخزن'' میں مرشد کیلئے عالم ہونا شرط قرار دیا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: (ترجمہ) عالم سے مراد یہ نہیں کہ وہ صدرا اور شمس بازغہ پڑھ چکا ہو بلکہ یہاں علم سے یہ مراد ہے کہ وہ جانتا ہو کہ اونچی شان والا پروردگار کن باتوں سے راضی ہوتا ہے اور کن باتوں سے ناراض۔ یعنی اوامر ونواہی کا اسے پورا علم ہو۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہدایہ یا شرح وقایہ نہیں پڑھی تھی لیکن وہ ہدایہ اور شرح وقایہ کے مصنفوں کے پیشوا تھے۔ نہ صرف یہ لوگ بلکہ ان کے پیشوا اور مجتہدین بھی انہیں ہادیان دین کے کلام پاک سے سندیں لاتے ہیں اور اسے کسوٹی قرار دے کر کھرے کو کھوٹے سے الگ کرتے ہیں۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، ص:116-117)

زہد وتقویٰ کی بلند چوٹیاں

قاری نسیم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے چھوٹے بھائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ زہد وتقویٰ میں اتنے بلند پایہ تھے کہ عام لوگ مولوی مظفر حسین کاندھلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تقویٰ کو ان دونوں بھائیوں کے تقویٰ سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔

ذکر کیلئے جگہ کی قید

شاہ عبدالقادر دہلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہہ دیا تھا کہ شغل و

Marfat.com

ذکر کے وقت میری سہہ دری کے پاس بیٹھا کرو' چنانچہ مینہ آتا یا آندھی یا دھوپ' سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ مقررہ جگہ پر بیٹھے رہتے اور جب تک شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا حکم نہ ہوتا' نہ اٹھتے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص: 118-117)

سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی بیعتِ تصوف

1222ھ میں سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔ اس وقت ہندوستان میں تصوف کے تین سلسلے زیادہ رائج تھے یعنی نقشبندیہ' قادریہ اور چشتیہ' طالب جس سلسلے میں بیعت کرنا چاہتا تھا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی سلسلے کا طریقہ ذکر و شغل سکھاتے تھے' لیکن سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تینوں سلاسل میں بیعت کی۔
(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص: 119)

تعلیماتِ لطائف

پہلے دن لطیفہ اول یعنی ذکر قلب کی تعلیم ہوئی' دوسرے دن باقی لطائف یعنی لطیفہ روح' لطیفہ سر' لطیفہ خفی' لطیفہ اخفیٰ اور لطیفہ نفس کا ذکر سکھایا گیا۔ تیسرے دن سلطان الاذکار اور چوتھے دن ذکر نفی و اثبات بتایا گیا۔

سلطان الاذکار کا مطلب یہ ہے کہ انسان ہر وقت سراپا ذکر بن جائے۔
(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص: 119)

ولایتِ اولیاء اور ولایتِ انبیاء علیہم السلام

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سینے سے لگالیا اور فرمایا: اے فرزند ارجمند! خدائے برتر نے اپنے فضل و رحمت سے تجھے ولایتِ انبیاء علیہم السلام عطا فرمائی ہے۔ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ولایتِ اولیاء اور ولایت انبیاء علیہم السلام کی تشریح پوچھی تو

تصوف زندگی کا حصہ
زندگی میں تصوف کو لانا اور اس پر عمل کرنا زندگی کا حصہ ہے۔
(حضرۃ الامام عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس شخص کو ولایت اولیاء عطا ہوتی ہے وہ رات دن ریاضت ومجاہدات، صوم وصلوٰۃ اور کثرتِ نوافل میں مشغول رہتا ہے، لوگوں کی صحبت پسند نہیں کرتا اور چاہتا ہے کہ گوشۂ تنہائی میں خدا کی یاد سے لذت اندوز ہوتا رہے، اسے فاسقوں اور فاجروں کو وعظ ونصیحت سے کچھ سروکار نہیں ہوتا۔ صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کی اصطلاح میں اسے ''قرب بالنوافل'' کہتے ہیں۔

ولایتِ انبیاء علیہم السلام کی خاص الخاص نعمت

ولایتِ انبیاء علیہم السلام کا درجہ جس خوش نصیب کو مرحمت ہو جائے، اس کے دل میں محبتِ الٰہی اس طرح سما جاتی ہے کہ اسکے سوا کسی چیز کیلئے گنجائش باقی نہیں رہتی۔ وہ ہر وقت بندگانِ خدا کو نیکی کی راہ پر لگانے کیلئے کوشاں رہتا ہے۔ مرضیاتِ باری تعالیٰ کے کسی کام میں دنیاداروں کی طعن وملامت کی پرواہ نہیں کرتا۔ توحید کی اشاعت میں بے خوف اور سننِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احیاء میں بے باک ہوتا ہے۔ ضرورت پیش آئے تو مخالفوں کے ساتھ مجاہدات میں مال وجان قربان کرتے وقت بھی متامل نہیں ہوتا۔ وہ للہ فی اللہ تمام محفلوں اور مجلسوں میں جاتا ہے، سب کو وعظ ونصیحت سناتا ہے، اس کارِ خیر میں جو تکلیفیں اور اذیتیں پیش آئیں ان پر صبر کرتا ہے، اسے اصطلاح صوفیاء میں قرب بالفرائض کہتے ہیں۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، ص:121-120)

منازلِ سلوک میں مہارت

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سیر وسلوک کی منزلیں بڑی تیزی سے طے کر لیں۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے خود ایک مرتبہ فرمایا: یہ سید عالی تبار، علم باطن میں اتنے ذکی ہیں کہ معمولی سے اشارے کی بناء پر مقاماتِ عالیہ کو سمجھ جاتے ہیں اور انہیں طے کر لیتے ہیں۔

ابتدائی ریاضتیں اور مجاہدے

اس زمانے میں سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی کٹھن ریاضتیں اور مجاہدے شروع کر دیے

Marfat.com

تھے نواب وزیر الدولہ مرحوم نے لکھا ہے کہ آغازِ سلوک میں سالہا سال تک سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ عشاء اور فجر کی نمازیں ایک ہی وضو سے ادا کرتے تھے یعنی دونوں نمازوں کا درمیانی وقت کاملاً عبادت میں بسر فرماتے تھے۔ بعض روایتوں میں بتایا گیا ہے کہ قیام لیل کے باعث آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے تھے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ ص: 121)

شب بیداری کے بعد فکرِ قبولیت

رمضان المبارک کی اکیسویں تاریخ کو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا کہ لیلۃ القدر کون سی رات ہو گی؟ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا فرزند عزیز! شب بیداری کا معمول جاری رکھو یہ بھی واضح رہے کہ محض جاگتے رہنے سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ پاسبان ساری رات آنکھوں میں گزار دیتے ہیں مگر انہیں فیض آسمانی کی دولت سے حصہ کب ملتا ہے؟ خدائے برتر کا فیض شامل حال ہونا چاہئے نصیبہ یاور ہو تو انسان کو سوتے سے جگا کر دامن طلب برکات کے موتیوں سے بھر دیا جاتا ہے۔

شبِ قدر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کئی راتیں بیداری میں گزاریں' 27 رمضان المبارک کو عشاء کے بعد بے اختیار نیند آ گئی' رات کا ایک حصہ باقی تھا کہ اچانک کسی نے جگا اٹھایا' اٹھے تو دیکھا کہ دائیں بائیں حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں اور زبان مبارک پر یہ کلمات جاری ہیں: احمد! اٹھ اور غسل کر آج شبِ قدر ہے' خدا کی یاد میں مشغول ہو اور قاضی الحاجات کی بارگاہ میں دعا و مناجات کر''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور کپڑوں سمیت حوض میں غسل کیا' پھر کپڑے بدل کر عبادت میں لگ گئے' اس کے ساتھ ہی حضوری کی سعادت ختم ہو گئی۔

شجر و حجر کو سجدے میں دیکھنا

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کئی مرتبہ فرمایا کہ اس رات مجھ پر فضل الٰہی کی عجیب بارش

Marfat.com

ہوئی اور حیرت انگیز روحانی واردات حاصل ہوئیں' بصیرتِ باطنی اس طرح روشن ہوگئی کہ اشجار و احجار بھی بارگاہِ ایزدی میں سربسجود نظر آتے تھے اور اس طریقے پر تسبیح و تہلیل کررہے تھے کہ اسے معرضِ بیان میں لانا مشکل ہے۔ صبح کی اذان تک یہی کیفیت رہی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ عالم غیب کا معاملہ تھا یا عالم شہادت کا۔

(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:122)

بارگاہِ الٰہی سے الہام

خود سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ غیبی اشاروں کی بناء پر وہ نواب صاحب کے لشکر میں گئے تھے۔ وقائع میں ہے کہ جب وہ لشکر میں تھے تو ایک روز فرمایا کہ قصبہ رائے بریلی میں مجھ کو جنابِ الٰہی سے الہام ہوا کہ یہاں سے نواب نامدار امیر الدولہ بہادر کے لشکر میں جا اور وہاں کی خدمت ہم نے تجھ کو دی۔ وہاں ہم کو تجھ سے کچھ اور کام بھی لینے ہیں' یہ مژدہ غیبی سن کر میں وہاں سے روانہ ہوا' چند روز میں آکر نواب صاحب کی ملازمت حاصل کی۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:129)

مرشد کی اجازت سے کام کی ابتداء کرنا

کوئی نیک کام شروع کرتے وقت کسی مقدس و تجربہ کار بزرگ سے مشورہ کرلینا یا اس کے ایما و اشارہ کے مطابق قدم اٹھانا موجبِ عیب نہیں بلکہ سرچشمۂ برکت ہوتا ہے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:138)

بزرگ کی دعا پر بیٹے کی بشارت

شیخا واٹی سے مراد جے پور کا شمال مغربی حصہ ہے جہاں بارش کم ہوتی ہے۔ جے پور کے پرانے راجاؤں میں سے ایک اودے کرن تھا اس کے پوتے موکل جی کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی۔ اس زمانے میں حضرت شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ ایک خدا رسیدہ بزرگ تھے' ان سے دعا کرائی۔ خدا نے

Marfat.com

بچہ دیا تو اس کا نام شیخا یا شیخ جی رکھا اس کی اولاد کا علاقہ شیخاواٹی کہلایا۔
(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، ص: 141)

جنگ کی حالت میں نماز کی ادائیگی

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ باغبان کی جھونپڑی کے پاس سائے میں جا بیٹھے، اس وقت بائیس آدمی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھے، وہاں توپ کے گولے اولوں کی طرح برس رہے تھے، اسی جگہ مغرب کا وقت آیا تو سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کر کے برج پر نماز ادا کی۔
(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، ص:144)

پورے لشکر میں ایک مستجاب شخصیت

عام لشکریوں کی یقین ہو گیا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جو دعا فرماتے ہیں وہ منظور ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اکثر ضرورت مند مشکل کے وقت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ کر دعا کے خواستگار ہوتے تھے۔

دعا کی بدولت دریا میں کمی

ایک مرتبہ شیر گڑھ سے آتے ہوئے دریائے چنبل پر پہنچے۔ پایاب گھاٹ سے لشکریوں نے گزرنا شروع کیا تو ایک دم سیل رواں آ گیا اور لشکریوں کا سامان بہنے لگا جو لوگ دریا کے درمیان پہنچ چکے تھے وہ بڑی مشکل سے بیچ کی چٹانوں پر چڑھ کر بچے۔ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقع پر دعا کی، بہتا ہوا سامان خود نکالا، تھوڑی ہی دیر میں دریا اتر گیا تو سب لوگ دریا کے دوسرے کنارے پہنچے۔

کنویں سے میٹھا پانی نکلنا

دوران سفر صحرائی علاقے میں بعض مقامات پر پانی نہیں ملتا تھا۔ سید صاحب رحمۃ اللہ پہلے بارگاہِ ایزدی میں دعا کرتے، پھر خود کنویں کھودنے کیلئے جگہ تجویز فرماتے، کنوؤں سے میٹھا پانی نکلتا۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، ص:146-145)

Marfat.com

تنگی میں دستِ غیب سے کفالت

چونکہ تنگی و عسرت کے اوقات میں بھی سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ یا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں کو کھانے پینے کی تکلیف کبھی نہ ہوئی' اس لئے بعض لوگوں کو گمان تھا کہ یا تو نواب آپ کو پوشیدہ طور پر روپے دیتا رہتا ہے یا آپ کے پاس کیمیا کا نسخہ ہے یا دستِ غیب ہے۔

ساتھی مجاہدین کی روحانی تربیت

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اصل وظیفہ یہ تھا کہ خلقِ خدا کو راہِ حق کی دعوت دی جائے اور ان کے عقائد' اخلاق اور اعمال کو اسلامیت کے سانچے میں ڈھالا جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے لشکر کی عام حالت میں زبردست تبدیلی پیدا ہوگئی۔ فسق و فجور مٹ گیا' کتاب وسنت کی پیروی عام ہوگئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اصلاح کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ جو لوگ مختلف ضرورتوں کیلئے دعا کی غرض سے آپ کے پاس آتے تھے' ان سے دینی اور اخلاقی اصلاح کا اقرار لے کر دعا فرماتے تھے۔

معاملات کی درستگی کی تلقین' صوفی کامل کی پہچان

خانزادے بادل خان کے ڈیرے میں ایک سپاہی کو ناڑو کی بیماری نے سخت پریشان کر رکھا تھا آخر وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا۔ فرمایا پہلے برے کاموں سے توبہ کرو اور عہد کرلو کہ نماز باقاعدہ پڑھو گے پھر دعا کروں گا۔ سپاہی نے اقرار کرلیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی' اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی تکلیف تھوڑے ہی دنوں میں جاتی رہی۔

2) مدار بخش پنساری لشکر میں گھوڑوں کا مسالہ بیچا کرتا تھا ایک مرتبہ اس نے عرض

> **پہلے تصوف کو پڑھو تو سہی !!!**
>
> تصوف وسلوک سے مراد مرتبہ احسان میں استقامت ہے' اگر سچا تصوف ملاحظہ کرنا ہو تو "مدارج السالکین اور ریاض المرتاض" کا مطالعہ کرو۔
>
> (علامہ سید محمد صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

کیا کہ خرچ سے بہت تنگ رہتا ہوں' میرے لئے دعا فرمائیں۔ فرمایا: پہلے اپنا نام بدل کر اللہ بخش رکھو' پانچوں وقت کی نماز پڑھا کرو' جھوٹ کبھی نہ بولو' جان بوجھ کر کسی سے دغا فریب نہ کرو اور جنس ہمیشہ پوری تولا کرو۔ اس نے یہ ساری باتیں مان لیں تو دعا فرمائی' اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو برس میں ہی اس کا کاروبار اتنا بڑھ گیا کہ سات آدمی نوکر رکھ لئے۔

3) نواب کے فیل بانوں میں سے شیخ عبدالسمیع اور رمضان خاں نے تنگی روزگار کی شکایت کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہاتھیوں کیلئے جو راتب مقرر ہے اس میں رائی کے برابر بھی خیانت نہ ہونے پائے۔ یہ عہد کرو تو اللہ تعالیٰ فضل کرے گا' دونوں نے عہد کر لیا اور پورے اہتمام سے اسے نبھایا۔ تھوڑے ہی دنوں میں اللہ تعالیٰ نے انہیں خوش حال بنا دیا۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:148-147)

سفر جہاد کے دوران مراقبہ

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس زمانے میں بھی شاقہ ریاضتیں کیا کرتے تھے' مولوی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جہاں لشکر چار پانچ روز کیلئے ٹھہر جاتا' آپ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ لوٹا' مصلیٰ' ایک چادر یا کھیس اور چمڑے کی پٹی لے کر دور نکل جاتے۔ وضو کرتے اور سب سے الگ تھلگ ہو کر کسی درخت کے نیچے مصلیٰ بچھاتے' پہلے نفل پڑھتے' پھر چمڑے کی پٹی سے زانو باندھ کر اور چادر یا کھیس اوڑھ کر متواتر چار گھڑی مراقب رہتے' آخر میں دعا فرماتے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:151)

سبزی کھا کر کھیت کی کیفیت معلوم کرنا

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میرا خیمہ پنڈاروں کے قریب نصب ہوا' لوٹ مار کرنا پنڈاروں کا عام مشغلہ تھا' ان میں ایک بہت بوڑھا آدمی تھا جس کی کمر کمان کی طرح جھک گئی تھی' بوڑھے کے سامنے دوپہر کا کھانا رکھا گیا جس

Marfat.com

میں سبزیاں تھیں۔ سبزیاں کھاتے ہی اس نے بیٹوں سے پوچھا کیا تمہیں یاد ہے کہ یہ سبزیاں کہاں سے آئیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ دس بارہ کوس پر ایک گاؤں ہے' وہاں سے لائے ہیں۔ بوڑھا بولا کھانا کھا کر کمریں باندھ لو' گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ' دو تین بیل بھی ساتھ لے جانا' جس زمین کی سبزیاں ہیں اسے دو تین جگہ سے کھود و وہاں خزانہ دبا ہوا ہے۔ وہ لوگ گئے اور دوسرے دن یہ منظر دیکھا گیا کہ پنڈاروں کے خیمے کے اردگرد نفیس چیزوں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں اور عورتیں خوشی سے گا رہی ہیں' سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بوڑھے سے پوچھا کہ آپ کو دولت کا پتا کیسے چلا؟ وہ بولا کہ ہم لوگ سبزیاں یا میوے چکھ کر زمین کے اندرونی حالات کا پتا لگا لیتے ہیں' یہ علم ہمیں استادوں نے سکھایا ہے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:153)

مریدِ صادق کے متعلق مرشدِ کامل کا خواب

ایک روایت ہے کہ حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پہنچنے سے ایک ہفتہ پہلے حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خواب دیکھا جس کا مفاد یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دہلی کی جامع مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ بے شمار خلقت ہر گوشے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدارِ فرحت آثار کیلئے امڈی چلی آ رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دست بوسی کی سعادت سے شرف بخشا۔ پھر ایک عصا مرحمت کیا اور فرمایا تو مسجد کے دروازے پر بیٹھ جا ہر کسی کا حال ہمیں آ کر سنا۔ جس کیلئے ہمارے ہاں سے حاضری کی اجازت ملے' اسے اندر آنے دے۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بیدار ہوئے تو اس خواب کی تعبیر پوچھنے کیلئے شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں پہنچے۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ! یوسف وقت مجھ سے تعبیر پوچھتا ہے' شاہ صاحب بولے' میں اس خواب کی تعبیر آپ کی زبان سے سننا چاہتا ہوں' شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سخت اصرار پر شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض و ہدایت کا سلسلہ آپ سے یا آپ کے کسی مرید سے جاری ہوگا۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

بولے میرے خیال میں بھی یہی تعبیر تھی۔ جب سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلی پہنچے تو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یقین ہو گیا کہ جس سلسلہ ہدایت کے اجرا کی بشارت خواب میں دی گئی تھی وہ ان شاء اللہ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی کے ذریعے سے جاری ہو گا۔
(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص: 167-166)

آغازِ بیعت

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دہلی پہنچے ہوئے زیادہ مدت نہیں گزری تھی کہ بیعت و طریقت کا سلسلہ شروع ہو گیا' جہاں تک میں تحقیق کر سکا ہوں' اکابر میں سب سے پہلے مولوی محمد یوسف پھلتی رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کی' جو شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے برادر اکبر شاہ اہل رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے۔ بیعت کے وقت سے آخری سانس تک مولوی محمد یوسف پھلتی رحمۃ اللہ علیہ' سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاص رفیق' معتمد علیہ مشیر' خزینہ دار اور داروغہ کل بنے رہے' جس وقت اس بزرگ ہستی نے انتقال کیا اور لشکر اسلام کے ''قطب'' کا لقب پایا اس وقت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سوات کا دورہ کر رہے تھے۔

بیعت سے پہلے مرشد کو پرکھنا

مولانا احمد اللہ ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ مولانا عبدالحئی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے کہا تھا پہلے آپ بیعت کریں' مراقبہ و توجہ میں جو انوار و برکات حاصل ہوں ان کی تفصیل ہمیں بتائیں' پھر ہم بیعت کریں گے۔ مولوی یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کے بعد عقیدت و ارادت کو اس بلندی پر پہنچا دیا کہ ان کا مرتبہ عبدالحئی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے مسلسل فائق اور برتر رہا۔
(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص: 169)

مرشد کے بغیر حضورِ قلب لاحاصل

ایک روز مولانا عبدالحئی رحمۃ اللہ علیہ نے اسرار نماز اور حضورِ قلب کے متعلق

Marfat.com

عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے گفتگو کی۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تصوف و اخلاق کی کتابوں میں ان امور کی تشریح موجود ہے' مثال کے طور پر احیاء العلوم کو دیکھ لینا چاہئے لیکن مرشدِ کامل کے بغیر حصول مرام مشکل ہے۔ ساتھ ہی سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع کا مشورہ دیا۔ مولانا عبدالحئی رحمۃ اللہ علیہ نے سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ کر وہی سوال کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں پوری کیفیت بتاتے ہوئے فرمایا: مولانا صاحب! یہ مقصد گفتگو سے حاصل نہیں ہوسکتا' یہی نماز ہے جو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رب العالمین کے حکم سے خود امام بن کر حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آغاز نبوت میں پڑھائی تھی۔ اٹھیے اور دو رکعت میرے پیچھے پڑھ لیجئے' مولانا نے حسب ارشاد سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اقتداء میں دو رکعت نماز کی نیت باندھ لی۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ان درکعتوں میں جو نعمتیں حاصل ہوئیں وہ عمر بھر مجھ کو نہ مل سکیں۔

(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:170)

مرشد کی توجہات سے نماز میں کیفیتِ احسان

چند روز بعد سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ' مولانا عبدالحئی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ مدرسے میں سوئے' آدھی رات سے کچھ قبل سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پکارا تو مولانا عبدالحئی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ فرمایا: جایئے اس وقت اللہ کیلئے وضو کیجئے' پھر اللہ کیلئے نماز پڑھیے۔ مولانا کہتے ہیں کہ اس نماز کے دوران مشاہدہ جلال میں اس طرح غرق ہوا کہ کچھ ہوش باقی نہ رہا' ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی' دو رکعت پڑھ چکا تو خیال آیا کہ فاتحہ نہیں پڑھی' پھر نیت باندھ لی۔ غرض اس طرح بار بار کسی واجب کے ترک کا خیال آتا تو میں نیت باندھ لیتا' کم و بیش سو رکعتیں اسی طرح پڑھیں پھر استغفار کرنے لگا۔ صبح کی نماز کے بعد مولانا اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا تو انہوں نے بھی بیعت کرلی' دونوں نے سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دامن اس مضبوطی سے تھام لیا کہ پھر جیتے جی الگ نہ ہوئے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:171)

Marfat.com

دوسرے علاقوں سے مریدین کی آمد

ان اکابرِ علم نے بیعت کی تو وقت کے اکثر اصحاب کی توجہ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف پھر گئی' دہلی' پھلت' بڑھانہ اور آس پاس کے تمام اقطاع و بلاد کی فضا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سے معمور ہوگئی' لوگ دور دور سے بیعت کیلئے دہلی پہنچنے لگے۔ جہاں جہاں یہ صدا پہنچی کہ شاہ اسماعیل' مولوی عبدالحئی اور شاہ اسحاق رحمۃ اللہ علیہم نے سید احمد رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کر لی ہے' وہاں کے لوگوں میں طلب و شوق کی بے تابی پیدا ہوگئی' یہی زمانہ ہے جب مختلف مقامات سے دعوت نامے سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچنے لگے کہ سب لوگ حاضر خدمت نہیں ہو سکتے' براہِ مہربانی خود تشریف لایئے اور فیض توجہ سے مشرف فرمایئے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:173)

مقامِ محبوبیت پر فائز سید شہید رحمۃ اللہ علیہ

شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے بیعت کئے ہوئے تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ ایک روز شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ والا درجات میں حاضر ہوا تو انہوں نے پوچھا: میاں! سید کے فیض صحبت سے جو نعمتیں حاصل ہوئیں ان کی کیفیت بیان کرو۔ میں نے عرض کیا کہ سید عالی تبار کے رتبے کا اندازہ میرے مشکل ہے البتہ اتنا کہہ سکتا ہوں کہ خدا نے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر خاص احسان فرمایا' جس کا شکر واجب ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دو علم عطا ہوئے تھے۔ علم ظاہر کے حامل شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ تھے' علم باطن کی وراثت سنبھالنے کیلئے خدا نے سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کھڑا کر دیا۔ یہ سن کر شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلمات عجز کہے پھر فرمایا: میاں یہ بات سمجھنے کے لائق ہے۔ بارگاہِ احدیث کے محب بہت ہیں' محبوب

> **کیا ہم نے کلمہ بزرگوں کا پڑھا ہے؟**
>
> غیر اللہ کی محبت دور کرنے میں سب سے اچھا آلہ اور تجویز صرف اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔
>
> (حضرت سید احمد شہید بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

کمیاب ہیں۔ میں نے عرض کیا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حبیب رب العالمین تھے۔ فرمایا: مرتبہ محبوبیت مرتبہ رسالت کی طرح نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو گیا ہو۔ میں نے عرض کیا: مثلاً محبوبِ سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ فرمایا: محبوبیت کا مرتبہ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی ختم نہیں ہوا۔ محب ہمیشہ بلا و محنت اور رنج و کلفت میں مبتلا رہتے ہیں' اس کے برعکس محبوبوں کو کوئی تکلیف نہیں دیتا' بلکہ ان کی راحت و آرام کو دل و جان سے پسند کیا جاتا ہے۔ رب العالمین کے محبوں کو اکثر سرگردانی و پریشانی لاحق رہتی ہے لیکن محبوبانِ بارگاہِ اقدس دنیا میں البتہ فاخرہ' اطعمہ لذیذہ اور خدم وحشم سے ممتاز رہتے ہیں اور آخرت میں اس سے بھی زیادہ انعام پاتے ہیں۔ شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام تو نہ لیا لیکن تمام اشارے ہدایۃً آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف تھے۔ (تحریک سید رحمۃ اللہ علیہ' ص: 174-173)

روحانی توجہ کی مختلف کیفیات

شاہ اسحاق اور شاہ یعقوب رحمۃ اللہ علیہم کا بیان ہے کہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب توجہ دیا کرتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا مہین بوندوں کی پھوار پڑ رہی ہے۔ لیکن سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ کا انداز لوہاروں کی دھونکنی جیسا تھا۔ مولانا خواجہ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ یعقوب رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب توجہ دیا کرتے تھے تو صاف معلوم ہوتا تھا کہ میرا دل سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قلب صافی سے مغامین معرفت سن رہا ہے۔ (تحریک سید رحمۃ اللہ علیہ' ص: 174)

جاہل صوفی کی کامل صوفی سے بیعت

دہلی کے ایک شخص نے جو "صوفی" کے لقب سے مشہور تھا سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت میں نمایاں درجہ حاصل کر لیا۔ بعض اصحاب نے اسے بہت سمجھایا لیکن کچھ اثر نہ ہوا۔ ایک روز عام رواج کے مطابق خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ کے دیوان سے فال نکالی تو یہ شعر نکلا۔

Marfat.com

کجاست صوفی دجال چشم و ملحد شکل
بگو بسوز که مہدی دیں پناہ اسید

یہ شعر دیکھتے ہی ''صوفی'' اپنی روش پر سخت نادم ہوا اور اسی وقت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کر لی۔

جہاد بمع تصوف

انہی دنوں میں بخارا سے ایک شخص تحصیل فیض باطنی کی غرض سے شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا' اسے ''ملا بخاری'' کہتے تھے۔ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اگرچہ ذکر و شغل اور دعوتِ اصلاح وارشاد کیلئے وقف تھے لیکن ظاہری وضع سپاہیوں کی سی تھی' یعنی کٹارا اور پستول وغیرہ کمر کے ساتھ لگے رہتے تھے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ملائے بخارا کو سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کیا۔ ملا بخاری بولے' حضرت! یہ مرد سپاہی صورت مجھے کیا تعلیم دے گا؟ ساتھ ہی سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا: آپ نے کون کون سی کتاب پڑھی ہوئی ہے؟ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو چپ رہے' شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بولے' بھائی ملا! آپ کو اس بات سے کیا مطلب؟ یہ جان لیجئے کہ میرے پاس رہ کر بارہ برس میں جو حاصل کرو گے' وہ سید کے پاس رہ کر بارہ دن میں مل جائے گا۔ ملا صاحب چپ چاپ اٹھے اور سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قریب اکبر آبادی مسجد کے ایک حجرے میں جا ٹھہرے' جو مراد لے کر آئے تھے' چند ہی دن میں حاصل ہو گئی۔ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بعد میں کئی مرتبہ فرمایا کہ ہم نے ملا جیسا شائق طالب خدا نہیں دیکھا۔ ملا صاحب بھی کہا کرتے تھے کہ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسا مرشد شفیق کہیں نہیں پایا۔ (تحریک سید رحمۃ اللہ علیہ' ص:175-176)

علم باطنی کے متعلق علمائے ظاہری کی شہادت

سید اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ (برادر سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ) جب سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے کے بعد دہلی سے لکھنؤ پہنچے تو وہاں خاندان کے کئی لوگوں نے سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حال

Marfat.com

پوچھا۔ سید اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آج سید احمد کو وہ رتبہ حاصل ہے کہ میں اسے لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔ اپنی عمر میں نہ ہی میں نے اس رتبے کا آدمی دیکھا ہے اور نہ سنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی عنایت بے غایت سے ایسا علم باطنی عطا فرمایا ہے کہ تمام علماء وفضلاء دہلی ان کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان کی تقریر کے آگے دم نہیں مار سکتے، ہم جیسے مولویوں کا تو کیا شمار کہ ان کے آگے بولیں اور لب چون و چرا کھولیں۔

یہ اس بزرگوار کی شہادت تھی جو اپنے عہد میں بلحاظ علم و فضل خاندان شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ممتاز ترین فرد تھا۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، ص: 177)

سفر تبلیغ و جہاد سے قبل مرشد کی اجازت

جو لوگ بیعت کر چکے تھے وہ جہاں جہاں گئے، سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیلئے عقیدت و محبت کی حرارت عام پیدا ہوگئی، میں عرض کر چکا ہوں کہ سب طالبان حق دہلی نہ پہنچ سکتے تھے، اس لئے طلبی کے خطوط آنے لگے، سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے یہ خطوط شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچائے اور پوچھا کہ کیا حکم ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ضرور جائیے۔ رخصت کے وقت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خاص لباس عنایت فرمایا جو سفید رنگ کا تھا اور سیاہ رنگ کی دستار تھی۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، ص:179)

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ بیعت

نانوتہ میں جامع مسجد میں ٹھہرے، ایک ارادت مند کا بیان ہے، میری آنکھوں میں اب تک وہ منظر پھر رہا ہے کہ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ جامع مسجد کے وسطی دروازے میں کھڑے ہیں، اپنی دستار اتار کر اس کا ایک سرا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور باقی دستار کو دونوں جانب سے طالبان فیض نے تھام لیا۔ انبیٹھ میں میاں صابر بخش رحمۃ اللہ علیہ (سجادہ نشین شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ) کے ہاں دعوت ہوئی۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ ص:184)

Marfat.com

علاقے کے پیر کی سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت

سہارنپور میں سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد بونی میں ٹھہرے' یہاں شاہ عبدالرحیم ولایتی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی' وہ بڑے پیر مانے جاتے تھے' سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو خود بھی بیعت کی اور مریدوں کو بھی بیعت کا حکم دیا۔فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں نہ نماز پڑھنا آتی تھی' نہ روزہ رکھنا آتا تھا۔سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے ہم دونوں کام سیکھ گئے۔(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:184)

سلاسل تصوف میں سلسلہ محمدیہ

ہندوستان میں اس وقت تصوف کے تین ہی طریقے عام طور پر رائج تھے۔''قادری' چشتی اور نقشبندی''۔نقشبندی طریقے کا ایک سلسلہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے انتساب کے باعث طریقہ مجددیہ کہلاتا تھا۔سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان طریقوں کے علاوہ طریقہ محمدیہ میں بھی بیعت لیتے تھے۔رام پور میں اس طریقے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: طریقہ محمدیہ یہ ہے کہ زندگی کا ہر کام صرف رضائے رب العالمین کیلئے کیا جائے' مثلاً محنت کا مقصد یہ ہو کہ انسان حلال روزی کما کر خود بھی کھائے اور اہل وعیال کو بھی کھلائے۔استراحتِ شب کا مدعا یہ ہو کہ انسان جوفِ لیل میں اٹھ کر نمازِ تہجد ادا کرے اور نمازِ فجر اول وقت میں پڑھے۔کھانا اس لئے کھائے کہ جسم میں بقدر ضرورت طاقت بحال رہے تاکہ انسان خدا کے احکام مستعدی سے بجالائے۔نماز پڑھے' روزے رکھے' حج کیلئے جائے اور ضرورت پڑے تو جہاد کیلئے تیار ہو' غرض چلنے پھرنے' اٹھنے بیٹھنے' سونے جاگنے' کھانے پینے میں مقصود احکام خداوندی کی بجا آوری اور مرضیاتِ باری تعالیٰ کی پابندی کے سوا کچھ نہ ہو۔بالفاظ دیگر ہر فرد اس آیت مبارکہ کا عملی نمونہ بن جائے کہ: ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین''۔

Marfat.com

رام پور میں اس دفعہ جن اکابر نے بیعت کی' ان میں نواب احمد علی والئی رام پور بھی تھے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ ص:189)

دعا کی بدولت تیز بارش کا رکنا

سید محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''مخزن احمدی'' میں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ دو دن تک ایک دانہ بھی حلق سے نہ اترا اور بارش کے تواتر کا یہ عالم تھا کہ گویا آسمان کے تمام دریچے کھل گئے تھے' دور و نزدیک پانی ہی پانی نظر آتا تھا' رات ہوئی تو میں بستر پر جا پڑا' بھوک کی حالت میں نیند کب آ سکتی تھی؟ کروٹیں لیتے لیتے رات کا ایک حصہ گزر گیا' آخر میں بے قرار ہو کر اٹھا اور مسجد میں چلا گیا' جہاں سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفیق ذکر و شغل میں مصروف تھے۔ میں نے پوچھا: دوستو! کیا حال ہے؟ شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ بولے' آئیے آپ بھی تجلی بے رنگ کا تماشا دیکھ لیجیے۔ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر پہلو میں بٹھا لیا' مجلس کا حال دیکھا تو سب پر سرور و شادمانی طاری تھی' ہر فرد زمانے کے غم و اندوہ سے بالکل فارغ البال تھا' میں بے اختیار رو پڑا' سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دامن پکڑ کر عرض کیا کہ گھر میں سب لوگ بھوک سے اس طرح بدحال ہیں کہ بیان نہیں کر سکتا۔ آپ تو صبر و تحمل کا پہاڑ ہیں اور ایسی مشقتیں بے تکلف برداشت کرتے ہیں لیکن ہم لوگوں کی ہمت و طاقت جواب دے رہی ہے۔ خدا کیلئے حق قرابتِ کو پیش نظر رکھتے ہوئے دعا فرمائیے کہ بارش تھمے اور ہم سیہ نصیبوں کو قوتِ لایموت کا کچھ سر و سامان بنے۔

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: بھائیو! اس آشفتہ حال کیلئے دعا کرو' چنانچہ سب دعا میں مشغول ہو گئے' ایک گھڑی نہ گزری تھی کہ بادل چھٹ گئے اور چاند نکل آیا۔ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام رفیق روتے ہوئے سجدہ شکر میں گر گئے۔

Marfat.com

خزانہ غیب سے رزق کی آمد

تھوڑی دیر بعد سئی ندی کے پار سے دو آدمیوں کی آواز آئی کہ کشتی بھیجو' سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود مسجد سے باہر نکلے اور پوچھا آپ کون لوگ ہیں؟ معلوم ہوا کہ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید سید یاسین نے کچھ روپیہ بطورِ نذرانہ بھیجا ہے' کشتی بھیجی گئی' وہ آدمی آئے اور روپیہ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام روپیہ سید محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کو دے کر فرمایا کہ کھانے کا انتظام فرمایئے۔ چنانچہ دال اور چاول منگوا کر کھچڑی پکائی گئی اور سب نے کھالی۔

صوفی مجاہد کے توکل کی انتہا

اسی وقت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمیں اپنے رازق مطلق کی رزق رسانی پر اس درجہ اعتماد و اعتقاد ہے کہ اگر سندھ کے ریگستانوں یا عرب کے بیابانوں میں بھی ہوں جہاں آب دانہ کا ملنا پید ہے اور ساتوں ولایتوں کے باشندے ہمارے ساتھ ہوں تو ان ویرانوں میں آبادیوں سے بڑھ کر رزق موجود و مہیا ہو جائے گا۔

(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:195-194)

حضرتِ سید رحمۃ اللہ علیہ کی شب بیداری

سید عبدالرحمان بیان کرتے ہیں کہ میں اس زمانے میں قرآن حفظ کر رہا تھا۔ حضرت تہجد کیلئے اٹھتے تو میں بھی اٹھ کر حفظ میں مشغول ہو جاتا۔ آپ نماز تہجد کے بعد دعا میں مشغول ہو جاتے اور اکثر شوق انگیز شعر پڑھتے' زیادہ تر خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ کے شعر ہوتے۔ مرزا بیدل کا یہ شعر بھی بار ہا سنا ؎

تو کریم مطلق و من گدا' چہ کنی جزایں کہ بخوانیم
درِ دیگرے بنما کہ من بہ کجا روم چو برانیم

صبح کی اذان ہوتی تو مسجد میں تشریف لے جاتے' بعد نماز فجر' دن چڑھے تک

Marfat.com

آیات واحادیث کے بارے میں مذاکرات ہوتے رہتے۔

مراقبہ لوجہ اللہ کا قرآنی ثبوت

ایک روز میں سورہ روم کا رکوع یاد کر رہا تھا' (ترجمہ) اور اسی کے نشانات میں سے ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا' پھر اب تم انسان ہو کر جا بجا پھیل رہے ہو' اور اسی کے نشانات میں سے ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے عورتیں پیدا کیں تا کہ ان کی طرف مائل ہو کر آرام حاصل کرو اور تمہارے درمیان مہربانی اور محبت پیدا کر دی جو لوگ غور کرتے ہیں ان کیلئے ان باتوں میں بہت سی نشانیاں ہیں' اور اسی کے نشانات میں سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا جدا جدا ہونا' اہل دانش کیلئے ان باتوں میں بہت سی نشانیاں ہیں اور اسی کے نشانات میں سے ہے تمہارا رات اور دن میں سونا اور اس کے فضل کی تلاش کرنا۔ جو لوگ سنتے ہیں ان کیلئے اس باتوں میں بہت سی نشانیاں ہیں اور اسی کے نشانات میں سے ہے کہ تم کو خوف اور امید دلانے کیلئے بجلی دکھاتا ہے اور آسمان سے مینہ برساتا ہے پھر زمین کو اس کے مرجانے کے بعد زندہ شاد و آباد کر دیتا ہے' عقل والوں کیلئے ان باتوں میں بہت سی نشانیاں ہیں اور اسی کے نشانات میں سے ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں اور آسمانوں اور زمینوں میں سب اسی کے مملوک اور فرمانبردار ہیں اور وہی ہے جو خلقت کو پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے پھر اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس کیلئے بہت آسان ہے۔ آسمانوں اور زمینوں میں اس کی شان نہایت بلند ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ (سورۃ روم' رکوع 3:)

صبح کی نماز کے بعد سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے پوچھا کہ رات کیا پڑھ رہے تھے؟ میں نے یہی رکوع سنایا تو مولانا

نئے مجددین کی نت نئی تحقیق

مولانا محمد یحییٰ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب سے نئے نئے مجدد اور محقق اٹھ پڑے ہیں انہوں نے آ کے سارا دین ہی ضعیف کر دیا ہے۔

(مولانا قاری محمد طارق محمود حفظہ اللہ)

Marfat.com

عبدالحئی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: مراقبہ لوجہ اللہ کا مضمون یہی ہے"۔
(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ ص: 198-197)

ذکر و مراقبہ کے بعد جہاد کی تیاری

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ رائے بریلی پہنچے تو آپ کی اور ارادت مندوں کی عام مشغولیت ذکر و فکر اور مراقبے کے سوا کچھ نہ تھی۔ اگرچہ وقتاً فوقتاً جہاد کا ذکر بھی آتا رہتا تھا' رائے بریلی پہنچنے کے کچھ مدت بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دے دیا کہ تمام رفیق اور ارادت مند زیادہ وقت جنگی فنون کی مشق میں صرف کیا کریں۔

عام لوگوں نے سلوک کا مقصد یہ سمجھ رکھا تھا کہ رات دن مراقبے میں بیٹھے بیٹھے انوارِ باطنی کے تماشے دیکھتے رہیں حالانکہ دین کا نصب العین اعلائے کلمۃ الحق تھا' طبیب حاذق پہلے تنقیہ کرتا ہے پھر اصل نسخہ دیتا ہے۔ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی پہلے ارادت مندوں کے دل ذکر و مراقبہ کے ذریعے سے پاک کئے' جب اس طرف سے اطمینان ہو گیا تو اصل کام کے سرانجام میں انہیں لگایا اور اسے سیر و سلوک اور مراقبہ و توجہ سے بدرجہا افضل قرار دے دیا۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ ص: 202)

باطنی ترقی کا بلند ترین مقام

ایک مرتبہ مولانا شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے پرانے زمانے کے مشاغل کا ذکر کرتے ہوئے کہا: ہم پر بھی ایک زمانہ گزرا ہے کہ ہر ایک اللہ جل شانہ کے ذکر میں مدہوش تھا' یہاں تک کہ کھانے اور لباس کا بھی کسی کو خیال نہ تھا اور نہ کسی اور شغل میں لذت محسوس ہوتی تھی۔ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر فرمایا: وہ منزل پیچھے رہ گئی' اس وقت لطف الٰہی نے ہمیں اس جانب متوجہ کر رکھا تھا' حالت یہ تھی کہ جو شخص سامنے آ کر بیٹھتا' مراتبِ باطنی میں آناً فاناً ترقی کر جاتا اور جو کیفیت دوسرے مقامات پر برسوں میں پیدا ہوتی ہے ہمارے حلقے میں گھڑیوں میں پیدا ہو جاتی تھی' اس کے بعد بالاتر مرتبے کیلئے ہم پر

Marfat.com

وعظ ونصیحت کے دروازے کھل گئے۔ سلسلہ تبلیغ بھی اعلیٰ مراتب پر پہنچا' اب ہمیں کفار کے ساتھ جہاد کا حکم ہے' جو باطنی ترقی کا سب سے اونچا پایہ ہے' یہ انبیائے کرام علیہم السلام اولوالعزم کا طریقہ اور اسوہ ہے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص: 205)

غیبی اشارے کی بناء پر نکاح ثانی

مسلمانوں نے ہندوؤں کے ساتھ میل جول میں جو معیوب اور سراسر غیر شرعی رسمیں اختیار کر لی تھیں ان میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ کسی خاتون کا شوہر فوت ہو جاتا تو ضرورت کے باوجود دوسرا نکاح نہ کرتی اور ایسے نکاح کو نجابت وشرافت کے منافی سمجھا جاتا' اسی زمانے میں سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خواب دیکھا کہ لکڑیوں کا ایک بھاری گٹھا پڑا ہے اکثر لوگ اسے اٹھانے کا ارادہ کرتے ہیں لیکن گٹھا اتنا وزنی ہے کہ اسے اٹھا نہیں سکتے۔ وہیں آپ کی بھاوج بھی موجود تھیں (جن کے شوہر سید اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو چکے تھے) آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے بہ کمال الحاح وتملق کہا کہ آؤ ہم تم اس پشتارکو اٹھا کر گھر لے چلیں' جلانے کے کام آئے گا۔ انہوں نے بھی اسے وزنی سمجھ کر انکار کر دیا' جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت خوشامد سے کئی بار تکرار کر کے کہا تو وہ راضی ہوئیں اور آپ اور وہ مل کر اٹھا لے گئے۔

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ نماز فجر کے بعد مراقبہ کیا کرتے تھے' اس صبح بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالحئی کو خواب سنایا اور کہا کہ اس کی تعبیر پر غور کیجئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ ہی بیان فرمائیں' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ دیر سکوت فرمایا' پھر کہا: خداوند تعالیٰ کے بعض حکم ایسے ہیں کہ لوگ انہیں بجالانا عار وننگ جانتے ہیں' چنانچہ ان میں سے ایک امر بیوہ عورت کا نکاح ثانی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں اور میری بھاوج اپنی زندگی کے سلسلے میں بیوہ کے نکاح ثانی کو از سر نو جاری کریں گے اور رواج عام دیں گے' میں پہلے اپنے گھر میں سنت کو جاری کروں گا پھر اوروں کو حکم دوں گا۔ چنانچہ اپنی خالہ صاحبہ کو فرمایا کہ ہماری بھاوج صاحبہ کو ہم سے

Marfat.com

نکاح کیلئے راضی کیجئے۔ یہ امر حظ نفس کے واسطے نہیں چاہتا بلکہ محض ترویج سنت حضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطلوب ہے اور فرمایا میرے گھر میں حسین وجمیل اور باعفت خاتون موجود ہے' میری خواہش صرف یہ ہے کہ اس سنت کا احیاء میرے گھر سے ہو۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:210)

الٰہ آباد کے مریدین

الٰہ آباد کے زمانہ قیام میں بے شمار لوگوں نے بیعت کی' ان میں سے خاص طور پر قابل ذکر شیخ غلام علی صاحب ہیں۔ شیخ صاحب اس وقت کے ممتاز امراء میں شمار ہوتے تھے' اور ان تمام اخلاقی امراض میں مبتلا تھے جو اس زمانے کے امراء میں عام طور پر پھیلی ہوئی تھیں۔ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت مندی کا رشتہ استوار ہو گیا تو تمام غیر شرعی اعمال سے بہ اخلاص نیت توبہ کی' پھر ان کی پوری زندگی اسلامیت کے سانچے میں ڈھل گئی۔ ان کے پاس بیسیوں سنہری حقے تھے جو سب تڑوا کر دریا میں بہا دیئے سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے انفاق فی سبیل اللہ میں غالباً کوئی بھی شخص شیخ غلام علی کے درجے کو نہ پہنچ سکا' ایک راوی کا بیان ہے کہ شیخ غلام علی حضرت سید رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے مخلص' بے ریا اور محب باصفا تھے کہ میں نے آج تک ان جیسا نہیں دیکھا۔

صاحبِ کشف بزرگ

شیخ ابوالفضل ناصر الدین محمد اجمل رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے اکابر اہل علم اور بزرگ اولیاء میں سے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالحیٔ رحمۃ اللہ علیہ ان سے ملاقات کیلئے گئے تو دل میں طے کر لیا کہ اگر شاہ محمد اجمل ہم میں سے ایک کو گڑ کا اور دوسرے کو شکر کا شربت پلائیں گے تو سمجھ لیں گے کہ وہ اہل کشف میں سے ہیں۔ چنانچہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں مہمانوں کو گلے سے لگایا' پھر ملازم سے کہا کہ دو گلاس شربت لاؤ' ایک قند کا دوسرا شکر کا' کیا کروں ان کی خواہش یہی ہے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:223)

Marfat.com

جعلی پیروں سے نجات

بنارس میں سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ تقریباً ایک مہینہ قیام فرما رہے۔ اس اثناء میں جن مردوں اور عورتوں نے بیعت کی ان کی تعداد دس پندرہ ہزار سے کم نہ ہوئی۔ مولانا عبدالحئی رحمۃ اللہ علیہ وعظ فرماتا کرتے تھے جن کا ان لوگوں پر بہت اثر ہوا' ان کے پیروں نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا تھا کہ ہر گھر سے چھ مہینے بعد مقررہ فتوح مل جاتی۔ پیر صاحب نماز اور روزے وغیرہ کی معافی کے پروانے لکھ دیتے' سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے یہ تمام بدعملیاں ختم ہو گئیں اور لوگوں میں دینداری کا عام ذوق پیدا ہو گیا' بیعت کرنے والے اکابر میں شاہ عبداللہ شنگرفی اور مرزا عبدالکریم بیگ بھی تھے۔ ''مخزن احمدی'' میں بنارس کے انگریز حاکم آگسٹس بروک کی مسلمان بیگم حیات النساء کی بیعت کا بھی ذکر ہے۔

اندھروں سے نجات کا نسخہ

قیام بنارس کے دوران سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں کو برابر تاکید فرماتے رہے کہ خوب ذکر کرو' یہ شہر کفر و شرک کے ظلمات سے لبریز ہے' اسے ذکر الٰہی کے انوار سے منور کر دو۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:225)

دنیاوی آسائشوں پر فقیری کو ترجیح

مولانا ولایت علی تعلیم چھوڑ کر لکھنؤ سے سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رائے بریلی پہنچ گئے اور عام ارادت مندوں کے ساتھ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کی تعمیر میں برابر حصہ لیتے رہے' انہی دنوں میں ان کے والد صاحب نے ایک آدمی کو ان کی تلاش میں رائے بریلی بھیجا وہ اپنے ساتھ روپے اور کپڑے بھی لایا۔ مولانا ایک موٹا سیاہ تہہ بند پہنے ہوئے گارے میں لت پت تھے' آدمی انہیں پہچان نہ سکا' جب لوگوں کے بتانے سے اس نے پہچانا تو مولانا کی حالت دیکھ کر زار زار رونے لگا' روپے اور ملبوسات دیکر بولا کہ انہیں اپنے استعمال میں لائیے۔ مولانا سیدھے سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس

Marfat.com

پہنچے اور تمام چیزیں آپ کے سامنے رکھ کر چپ چاپ واپس چلے آئے' اس آدمی نے عظیم آباد واپس جا کر ساری کیفیت مولانا کے والد مولوی فتح علی صاحب کو سنائی تو وہ اپنے چھوٹے بیٹے کو لے کر خود رائے بریلی آئے اور سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:247)

الہامی حکم پر حج کی تیاری

ایک روز نماز کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ مسجد کی چھت پر چلے گئے وہاں سے آواز دی کہ جتنے بھائی موجود ہوں سب چھت پر آ جائیں۔ ارادت مندوں نے حکم کی تعمیل کی' سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان سب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ہم سب حج کو چلیں گے' اس پر سب کو تعجب ہوا' بعض نے عرض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تو ہجرت کا ارادہ کر رکھا تھا؟ فرمایا: اب مرضی الٰہی یہی ہے کہ پہلے حج کیا جائے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:250)

قلندرِ زماں کی بارگاہ الٰہی میں التجاء

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حج پر روانگی سے قبل ننگے سر کھڑے ہو کر یوں دعا کی: اے کریم کارساز! اتنی مخلوق اس ناچیز کے ہمراہ ہوگئی ہے تو مجھ ناچیز پر اپنا لطف فرما' اپنے الطاف و اکرام کی برکت سے ان سب کو بہ طریق احسن منزل مقصود پر پہنچا۔

(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:261)

رب العالمین کا اپنے محبوب ولی سے وعدہ

ایک روز دوران سفر سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا عبدالحئی کا وعظ آپ لوگوں نے سنا' اب کچھ ہماری باتیں بھی سن لو' پھر جو کچھ زبان مبارک پر جاری ہوا' یہ تھا "بھائیو! اللہ تعالیٰ کے فضل پر کامل بھروسہ رکھیں' کسی مخلوق سے کسی چیز کی آرزو نہ رکھیں' رزاق مطلق اور حاجت روائے برحق وہی پروردگار عالم ہے' اس کے حکم کے بغیر کوئی کسی کو کچھ نہیں دے سکتا۔ اگر ایک معمولی آدمی ہمیں کھانے کی دعوت دے

Marfat.com

جائے' اگرچہ وہ جھوٹ کہہ جائے لیکن اس پر اعتماد کر کے ہم اپنے گھر کھانا پکانے کی ممانعت کر دیتے ہیں۔ اگر والئی لکھنؤ غازی حیدر وعدہ کرے کہ میرا فلاں امیر بیت اللہ شریف کو جانے لگا ہے اس کے ہمراہ جو شخص جائے گا اس کے زادِ راہ کا انتظام میرے ذمہ ہوگا تو ہزاروں لوگ خوشی خوشی جانے پر مستعد ہو جائیں گے' وعدہ خلافی کا شک و شبہ بھی دل میں نہ لائیں گے' مجھ سے تو شہنشاہ عالم' قادر برحق' رزاق مطلق نے وعدہ کیا ہے کہ جو لوگ اس سفر میں تیرے ساتھ ہوں گے' ان کے کھانے اور کپڑے کے متعلق تو کچھ اندیشہ نہ کر' وہ سب میرے مہمان ہیں اور وہ شہنشاہ وعدے کا سچا ہے' وعدہ خلافی کا خفیف سا بھی احتمال نہیں' پھر میں کیوں کر سچ نہ جانوں اور کس بات کا اندیشہ کروں' وہ آپ سب بھائیوں کی پرورش کرے گا' مجھے عنایاتِ الٰہی سے قوی امید ہے کہ اس سفر باظفر میں اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے لاکھوں آدمیوں کو ہدایت نصیب کرے گا' ہزاروں لوگ جو شرک و بدعت اور فسق و فجور کے دریا میں ڈوبے ہوئے ہیں اور شعار اسلام سے مطلق ناواقف ہیں' وہ پکے موحد اور متقی بن جائیں گے۔

(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:266-265)

جنگلی مجذوب سے ملاقات

زمانیہ کے لوگوں نے بتایا کہ قریب کے جنگل میں ایک مجذوب رہتا ہے اگر کوئی شخص اس کے پاس جانا چاہے تو پتھر مارتا ہے۔ حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے بھانجے سید عبدالرحمان رحمۃ اللہ علیہ کو ساتھ لے کر اس سے ملنے کیلئے تشریف لے گئے۔ قیام گاہ کے قریب پہنچے تو سید عبدالرحمان کو ٹھہرا دیا اور تنہا مجذوب کے پاس چلے گئے۔ سید عبدالرحمان رحمۃ اللہ علیہ کا

کیا ہم نے کلمہ بزرگوں کا پڑھا ہے؟

صوفی بننے کی تاکید تو خود اللہ تعالیٰ نے کی ہے: يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً۝ یعنی اے مسلمانو! پورے اسلام پر عمل کرو' یعنی ظاہر و باطن شریعت کے دونوں حصوں کی تکمیل کرو' ورنہ ظاہری ارکان کسی کام نہ آئیں گے۔

(حضرت مولانا عبدالواحد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

بیان ہے کہ مجذوب خوش الحانی سے یہ شعر پڑھ رہا تھا:

که آمد ناگہاں دلدارم امشب
تعالی اللہ چہ دولت دارم امشب

پوری غزل اس نے کیف و مستی کے عالم میں پڑھی۔ پھر خواجہ حافظ کی اور غزلیں سنائیں' آخر میں سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ حرمین شریفین' مجذوب بولا: کیا بیت المقدس' بغداد' نجف اور کربلا بھی جائیں گے؟ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک ضروری کام درپیش ہے' بعد ادائے حج اس کی تدبیر کرنی ہے' اس لئے اور کہیں جانے کا ارادہ نہیں۔ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ پانچ گھڑی اس کے پاس رہے اور واپسی پر فرمایا کہ مجذوب بہت اچھا شخص ہے۔
(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:281)

بدعات سے پاک خانقاہِ پھلواری شریف

شاہ محمد وارث امام قادری پھلواری رحمۃ اللہ علیہ سے معلوم ہوا کہ ان کے خاندانی کاغذات میں یہ بات مذکور ہے کہ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ پھلواری شریف کی خانقاہ مجیبیہ میں تشریف لائے۔ اس زمانے میں شاہ ابوالحسن فرد سجادہ نشین تھے' شاہ ابوالحسن فرد کے والد ماجد شاہ نعمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی حیات تھے' ان سے دیر تک تخلیہ میں ملاقات رہی۔ آخر میں سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے سمجھا تھا کہ یہاں کے بزرگ بھی عام مشائخ جیسے ہوں گے لیکن انہیں اپنے خیال و گمان سے بالکل الگ پایا۔ الحمد للہ! کہ یہ خانقاہ بدعات سے بالکل پاک ہے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:284)

تاجر مرید کو نصیحت

ایک تاجر عبدالرحمان نے بیعت کی' سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شریعت کے حکموں پر چلو' مال میں سے باقاعدہ زکوٰۃ دیا کرو' اقربا کے حقوق کا خیال رکھو' محتاج ہمسائیوں کی دستگیری کرو' مسکینوں اور مسافروں کی خدمت کو ضرورت جانو' خدا تعالیٰ تمہارے مال میں برکت دے گا۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:289)

Marfat.com

ہزاروں لوگوں کی بیعت تصوف

میرے اندازے کے مطابق سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو رائے بریلی سے کلکتہ پہنچنے میں پونے چار ماہ لگے۔ پھر تقریباً تین ماہ کلکتہ میں ٹھہرے رہے' اس پوری مدت کا ایک ایک لمحہ ہدایت وارشاد میں بسر ہوا' کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ کتنے ہزار آدمی بیعت سے مشرف ہوئے اور شریعت کے پابند بنے۔ سینکڑوں گھروں میں بے نکاح بیبیاں تھیں' ان کے نکاح کردیئے' سینکڑوں مرد غیر ختنون تھے' سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قیام گاہ میں ایک الگ جگہ مقرر کر کے ان کیلئے مختون کا انتظام کیا۔ سید محمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ہر خطے سے ہزاروں بلکہ بے شمار مسلمان آپ کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ اہل شرک و بدعت اور سرکش گنہگار اپنے برے اعمال سے توبہ کر کے مخلص مومنوں کے زمرے میں شامل ہوگئے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:295)

شہر میں داخلے کے وقت کشفی پیش گوئی

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کلکتہ پہنچ کر مولانا عبدالحئی سے فرمایا کہ اگرچہ ہم حج کی نیت سے آئے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ اس شہر میں باب ہدایت اس طرح مفتوح ہوگا کہ دیکھنے والے حیران رہ جائیں گے۔ یہ پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ شاہ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کلکتہ پہنچے تو بہت سے مسلمانوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت سے فائدہ اٹھایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کی برکت سے اس سرزمین پر خاص دینی رونق پیدا ہوگئی۔ بیعت کا سلسلہ دن چڑھے سے شروع ہوجاتا اور رات تک جاری رہتا۔ عورتیں بھی بکثرت آتیں اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد کمرہ بھر جاتا۔ بہت سے غیر مسلم سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے' سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے پردے کا رواج ہوا اور شراب کی دکانیں بے رونق ہوگئیں۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:29)

Marfat.com

دوسرے علاقوں سے آنے والے شائقین تصوف وہدایت

برما سے سید حمزہ سونا فروخت کرنے کیلئے کلکتہ آئے ہوئے تھے ان کی غیر معمولی طور پر لمبی چوڑی ڈاڑھی تھی' انہوں نے سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی' اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اصلاحی تحریک کی صدا برما تک پہنچی' پورنیا کے ایک برہمن کا لڑکا خواب دیکھ کر سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا اور مسلمان ہوا۔ حج میں ساتھ رہا' جہاد میں بھی ہم رکابی کا آرزومند تھا لیکن اس سے پہلے ہی فوت ہو گیا۔ سلہٹ' چاٹگام اور دوسرے دور افتادہ علاقوں سے بھی لوگ آئے اور سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت سے شرف پا کر صراطِ مستقیم پر گامزن ہوئے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:299)

بگڑے ہوئے پیرزادے کی بیعتِ اصلاح

ایک پیرزادے نے سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مکان پر بلایا۔ معلوم ہوا کہ وہ شریعت حقہ کا پابند نہیں پھر بھی سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے مکان پر گئے' باہر کے دروازے سے مکان کے اندر تک اس نے پگڑیاں بچھائی ہوئی تھیں اور عرض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان پر چلیں۔ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پگڑیاں سر پر باندھنے کیلئے ہوتی ہیں ہم ان پر نہیں چلیں گے۔ اس نے خود بیعت کی اور اپنے مریدوں سے کہا کہ جو سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت نہ کرے گا وہ میری مریدی سے بھی خارج ہوگا۔ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اپنے مریدوں سے آپ خود بیعت لیں' اس طرح جو بیعت ہوگی وہ ہماری بیعت سمجھی جائے گی۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:300)

دوران سفر اللہ ھو کا ذکر

بادل خاں پٹے باز طاقتور جوان تھا' اس نے جہاز پر پہنچتے ہی اعلان کر دیا کہ وضو کیلئے سمندر سے پانی نکالنے کی خدمت میرے حوالے کر دی جائے' چنانچہ نماز کا وقت قریب آتا تو بادل خاں جہاز کے ایک کنارے پر ڈول لے کر کھڑا ہو جاتا اور جو لوگ

Marfat.com

لے کر آتا اسے بھرتا جاتا۔ ساتھ ساتھ اللہ ھو اللہ ھو کا ذکر بھی جاری رکھتا۔
(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، ص:308)

سید عیدروس رحمۃ اللہ علیہ کی سرزمین

عدن، عرب کی پاک سرزمین کا پہلا خطہ تھا جہاں سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قدم رکھا، اس لئے اترتے ہی دوگانہ شکر ادا کیا، پھر شہر میں گئے، دنبہ لے کر ذبح کرایا، سید عیدروس رحمۃ اللہ علیہ ان اطراف کے مشہور بزرگ گزرے ہیں، ان کا مقبرہ عدن میں ہے، سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس مقبرے میں بھی گئے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، ص:310)

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جذبی کیفیات

بحیرہ قلزم کے سفر کا حال بیان کرتے ہوئے سید زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت جہاز کے اگلے حصے پر جنگلا پکڑے کھڑے تھے بار بار "سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم" پڑھ رہے تھے۔ پھر خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ کے دیوان سے بعض شوق انگیز اشعار پڑھنے لگے۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے، اسی حالت میں خدائے پاک کی عظمت کا بیان شروع کر دیا اور کئی گھڑیاں اسی کیفیت و ذوق میں بسر فرما دیں۔

داخلہ حرم سے پہلے لمبی دعا

یلملم کے محاذ پر پہنچے تو پورے قافلے نے غسل کر کے عمرے کا احرام باندھا۔ دو رکعت نماز ادا کر کے سب سے پہلے سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لبیک کی صدا بلند کی، پھر پورے قافلے کی صدائے لبیک سے جہاز گونج اٹھا۔ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ دو گھڑی دعا میں مشغول رہے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، ص:312)

شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کی بیعت

مولانا شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ حج کیلئے آئی تھیں، وہ مکہ معظمہ پہنچ کر سخت بیمار

Marfat.com

ہو گئیں اور زندگی کی امید باقی نہ رہی۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دلی آرزو تھی کہ والدہ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کر لیں، لیکن وہ فرماتیں کہ سید صاحب ہمارے خاندان کے مرید ہیں، میں ان کی بیعت نہیں کر سکتی، شاہ صاحب دعائیں کرتے رہتے تھے، ایک رات مرحومہ نے خواب دیکھا کہ آفتاب سوا نیزے پر آیا ہوا ہے قیامت کی گرمی ہے، خلق خدا پیاس سے بے تاب ہے اور دور دور تک نہ سایہ ہے نہ پانی، ایک جگہ سایہ نظر آیا، بے شمار خلقت اس سائے میں شاداں و فرحاں تھی، پوچھا یہ کون سا گروہ ہے؟ آواز آئی کہ یہ سید احمد صاحب کا گروہ ہے۔ مرحومہ جاگیں تو بے تکلیف سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کر لی، اسی بیماری میں فوت ہوئیں اور جنت المعلی میں انہیں دفن کیا گیا۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، ص:316)

کتابِ تصوف وسلوک کا ترجمہ

مولانا عبدالحئی رحمۃ اللہ علیہ نے حرم پاک میں مشکوٰۃ کا اور شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ کا درس شروع کر دیا تھا۔ مولانا نے سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''صراط مستقیم'' کا عربی میں ترجمہ کر دیا، جس کی نقلیں بعض اصحاب نے لے لیں۔

(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، ص:317)

''حزب البحر'' کے ذریعے دعا

''مخزن احمدی'' میں ایک اور واقعہ بھی مرقوم ہے کہ جحفہ میں شتربانوں اور اصل قافلہ کے درمیان اتفاقیہ جھگڑا ہو گیا، یہاں تک کہ بعض آدمیوں نے ایک دوسرے کو مکے بھی مارے اور باہم گتھم گتھا بھی ہوئے، شتربانوں نے قافلے سے الگ ہو کر سنگ باری شروع کر دی، عورتیں اور بچے رونے لگے، سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ حالات معلوم ہوئے تو حزب البحر کا کچھ حصہ پڑھ کر دعا کی اور شتربانوں کے سردار کو بلا کر ہیبت انگیز انداز میں فرمایا کہ سنگ باری بند کراؤ، پھر سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور سردار نے دونوں فریقوں کے زخمیوں سے معانقہ کرا کے انہیں ٹھنڈا کیا۔

Marfat.com

روضہ انور کی زیارت سے پہلے معمولات کی پابندی

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ راستے میں سخت بیمار ہو گئے' بعض اوقات بے ہوش ہو جاتے تھے' مدینہ منورہ میں پہنچنے سے پہلے تندرست ہو گئے' ذوالحلیفہ سے چل کر آدھی رات کو مدینہ منورہ میں پہنچے' پھر غسل کیا اور لباس بدلا۔ شہر کا دروازہ کھولا گیا تو باب السلام سے حرم پاک میں داخل ہوئے۔ شافعی امام کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی اور اشراق تک اوراد و وظائف میں مشغول رہے' بعد اشراق روضہ منورہ کی زیارت کی۔

(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:321)

حرم پاک میں الہام

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ طواف میں خیال آیا کہ اہل و عیال ساتھ ہیں' اب ہندوستان واپس کیوں جاؤں؟ جو دار الحرب ہے' بہتر ہے کہ حرم پاک ہی میں بیٹھا رہوں لیکن غیب سے اشارہ ہوا کہ تم یہاں بیٹھے رہو گے تو ہم اپنا کام کسی دوسرے سے لیں گے۔ اس پر واپسی کا ارادہ پختہ ہوا۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:323)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روحانی ملاقات

نواب وزیر الدولہ نے ''وصایا'' میں لکھا ہے کہ سید صاحب مدینہ پہنچے تو حرم کے پاس روضہ مقدسہ کے سامنے قیام کیا تھا' جس روز پہنچے تھے اسی روز رات کو سخت بخار آیا' بیدار ہو گئے' اپنے مسکن کی کھڑکی میں روضہ مقدسہ کے سامنے بیٹھ گئے۔ اسی حالت میں زیارت سے مشرف ہوئے اور عرض کیا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتیوں سے شیخ غلام علی نے ایک قرآن مجید بھیجا تھا کہ روضے پر تلاوت قرأت میں رہے' یہاں میں نے دیکھا ہے کہ بہت سے قرآن موجود ہیں اور کوئی نہیں پڑھتا' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجازت مرحمت فرمائیں تو یہ نسخہ حرم پاک کے خدام میں سے الماس کو دے دوں؟ جو اسے باقاعدہ پڑھتا رہے گا' یہ اجازت مل گئی۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:323)

Marfat.com

باطنی توجہات کی شہرت

مہاراجہ دولت راؤ بیماری کے باعث خود حاضر خدمت نہیں ہوسکتا تھا' اس وجہ سے سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو محل میں بلالیا' بڑی دیر تک باتیں ہوتی رہیں' مہاراجہ نے عرض کیا: حضرت سنا ہے کہ آپ کی توجہ میں بڑی تاثیر ہے؟ لطفاً مجھے بھی اس سے سرفراز فرمایئے۔ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بے توقف فرمایا کہ توجہ ''تقرب الی اللہ'' کی بناء پر موثر ہوتی ہے' کفر اور تقرب یکجا نہیں ہوسکتے' یوں سمجھیے کہ ایک قوت بخش غذا ہے' اگر تندرست آدمی کھائے گا تو اس کی قوت بڑھے گی لیکن اگر وہ ایک بیمار آدمی کھائے گا تو اسے سازگار نہ ہوگی۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:384)

لاکھوں مریدین کے اہل حدیث مرشد

پیر سید صبغۃ اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اجداد اسلام کے ابتدائی دور ہی میں حجاز سے نکل کر بغداد پھر سندھ پہنچ گئے تھے' ان میں پیر محمد مکی رحمۃ اللہ علیہ بہت مشہور ہوئے' علم و فضل اور زہد وتقویٰ ابتداء سے اس خاندان کا نشان امتیاز تھا' اس وجہ سے ہر دور میں مرجع خلائق رہا' سید صبغۃ اللہ شاہ کے والد پیر محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں مریدوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی' ان کے متعدد فرزند تھے' سید صبغۃ اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ چونکہ سب میں ممتاز تھے' اس لئے وہی پیر بنے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:403)

پیر پگاڑا اور پیر جھنڈا

پیر صبغۃ اللہ شاہ اول پیر محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سجادہ نشین ہوئے اور وراثت روحانی کی دستار ان کے سر پر باندھی گئی' اس وجہ سے وہ پیر پگاڑا یعنی صاحبِ دستار کے لقب سے مشہور ہوئے' ان کے بھائی پیر محمد یاسین جھنڈا

اللہ والوں کے جوٹھے کا کمال

کسی اللہ والے کا جوٹھا عقیدت و محبت سے پینے سے انسان کا اندر جگ مگ جگمگ ہوجاتا ہے۔

(علامہ حبیب الرحمٰن یزدانی شہید رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

یا علم لے کر دوسری جگہ چلے گئے' اس لئے پیر جھنڈا کے لقب سے مشہور ہوئے' ان کے جانشینوں میں سے پیر رشید الدین' پیر مرشد اللہ پیر ضیاء الدین شاہ قابل ذکر ہیں۔
(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص: 412)

بی بی نانی کی قبر

درہ بولان کی ایک منزل بی بی نانی کے نام سے معروف ہے' یہاں کوئی آبادی نہیں' بلند ٹیلے کے دامن میں ایک سیدہ کی قبر ہے' کہتے ہیں کہ یہ بی بی صاحبہ اپنے بھائی کے ساتھ درے میں سے گزر رہی تھیں' آس پاس کے بلوچوں نے حملہ کر دیا' بھائی حملہ آوروں کے ساتھ لڑتا ہوا دور نکل گیا' پیچھے سے بلوچوں کے دوسرے دستے نے بی بی صاحبہ پر یورش کر دی' وہ تنہا کیا کر سکتی تھیں' خدا سے دعا کی کہ میری عفت کو بچا' اچانک پہاڑ میں شگاف پیدا ہوا' سیدہ اس میں سما گئیں' پہاڑ پھر مل گیا' بلوچوں نے پاس ہی قبر بنائی' سیدہ کا نام معلوم نہیں' مقام کا نام بی بی نانی اس وجہ سے پڑا کہ بلوچ یہاں عام طور پر نان تقسیم کرتے ہیں۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص: 420)

صوفیاء مجاہدین کی زیارت اور تبرک کے شوقین

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قافلے کا قدم کوئٹہ سے آگے بڑھا تو عوام کے جوش پذیرائی کا رنگ بالکل دوسرا ہو گیا' دور دور سے لوگ خربوزے وغیرہ لے کر راستے پر آ بیٹھے تا کہ اس قدسی لشکر کی زیارت کر سکیں۔ ان میں مرد اور عورتیں بھی تھیں' عورتیں تبرکاً اپنے بچوں کے سروں پر ہاتھ پھراتیں' ہر طرف "سلام علیک' مرحبا اور سترِ ے موشے" کی صدا بلند ہوتی۔ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سب کیلئے دعا فرماتے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص: 427)

قدم قدم پر دعا و مناجات کا سلسلہ

(مجاہدین) کا پورا لشکر تہجد خواں تھا' سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ تہجد کیلئے اٹھتے تو سب اٹھ جاتے' چارسدہ میں پہلی رات تہجد سے فارغ ہوئے تو سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

Marfat.com

قبول دعا کا وقت ہے' میں دعا کرتا ہوں' سب بھائی مل کر آمین کہیں' پھر ننگے سر ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کی: اے پروردگار! تو بڑا قادر و بے نیاز ہے' ہم سب تیرے بندے محتاج و ناچار ہیں' تیرے سوا کوئی ہمارا حامی و مددگار نہیں۔ ہم سب تیری ہی رضا مندی کیلئے اپنے شہر و دیار چھوڑ کر یہاں آئے ہیں' تو ہم سب پر اپنی رحمت کی نظر کر"۔ سلسلہ دعا دیر تک جاری رہا' ہمراہیوں کے حلقے سے محویت کے عالم میں برابر آمین کی صدا بلند ہوتی رہی۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:452)

جہاد سے قبل سورۃ قریش کا ورد

سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نمازِ مغرب کے بعد اللہ بخش خاں سے فرمایا کہ آج (بدھ سنگھ کی فوج پر) جو شب خون مارا جا رہا ہے اس کے قائد آپ ہوں گے' روانگی سے پیشتر ہر شخص گیارہ گیارہ مرتبہ سورۃ قریش پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لے' پھر قدم اٹھایا جائے' چنانچہ اس ہدایت پر پورا عمل ہوا۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:463)

علومِ ظاہری و باطنی میں باکمال صوفیائے عظام

دنیا جب سے بنی ہے' علومِ ظاہر و باطن میں استادی و شاگردی کا سلسلہ برابر چلا آتا ہے' شاہ عبدالعزیز محدیث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ' مولانا عبدالحئی رحمۃ اللہ علیہ' شاہ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ یعقوب رحمۃ اللہ علیہ ہی نہیں بلکہ سینکڑوں اصحاب کی تربیت فرمائی' جو خاص صلاحیتوں کے مالک تھے وہ بلند منزلت بن گئے' خود شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یقیناً شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے حسن تربیت سے فیض اٹھایا' لیکن خدا نے انہیں روحانی صلاحیت اور عزیمت کے جو جوہر عطا کئے تھے وہ ہر شخص کو نہ مل سکے' اس وجہ سے ہر شخص سید احمد رحمۃ اللہ علیہ نہ بن سکا۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:492)

Marfat.com

گودڑی شہزادے کی بیعت

اس زمانے میں جو لوگ بیعت کیلئے آئے ان میں ایک صاحب ایک گدڑی شہزادہ کے لقب سے مشہور تھے۔ ''وقائع'' میں انہیں ایک جلیل القدر پیرزادہ بتایا گیا ہے شہزادہ صاحب نے خلوص سے بیعت کی اور کہا: میں خالصتاً لوجہ اللہ حاضر ہوا ہوں۔ آج کے بعد آپ کا ساتھ چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا' ان شاء اللہ تعالیٰ۔ یہ شہزادہ سرحد کے ان مردانِ حق میں سے ہے جنہوں نے اپنا عہد جان کیساتھ نبھایا۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:498)

صوفیاء مجاہدین کا مقامِ اخلاص و رضا

شیدو کی جنگ کے بعد بھی ابتلا و آزمائش کا دور جاری رہا۔ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو (دورانِ جنگ زہر دیے جانے کے بعد) تندرست ہو گئے مگر غازی آب و ہوا کی ناسازگاری کے باعث بیمار پڑ گئے' مولوی فتح علی فرماتے ہیں کہ سینکڑوں میں سے چھ سات تندرست رہے ہوں گے۔ عسرت کا یہ حال تھا کہ ہر شخص کو روزانہ مٹھی بھر جوار ملتی تھی' تندرست غازی اسے پیس کر روٹیاں پکا لیتے اور بیماروں کیلئے اسے پانی میں ابال کر آش بنا دیتے' جب مٹھی بھر جوار نہ ملتی تو یہ لوگ باہر جنگل میں نکل جاتے اور درختوں کے پتے یا جڑی بوٹیاں لا کر ہانڈیوں میں ابالتے اور نمک ملا کر خود بھی کھاتے اور مریضوں کو بھی کھلا دیتے' یہ تو غذا کی کیفیت تھی اور دوا؟ سرحد کے جنگلوں میں ایک بوٹی سہ برگہ ہوتی ہے جو ذائقہ میں ذرا ترش ہوتی ہے' اسے پیس کر پانی میں پکاتے اور نمک ڈال کر مریضوں کو پلا دیتے' یہ ان خاصانِ بارگاہِ الٰہی کا کونین مکسچر تھا جو اپنی جانیں اسلام کی سربلندی کیلئے قربان کر دینے کا حلف اٹھا چکے تھے' لیکن سب اپنے مولا کی رضا پر دل سے صابر و شاکر تھے' سب کی آرزو یہ تھی کہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ والے مقامِ بلند سے نیچے نہ گریں' خدا تعالیٰ ان سے یقیناً

Marfat.com

راضی تھا کیونکہ ان کے تمام اعمال مسلکِ رضا کے عین مطابق تھے۔
(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:527)

عبداللہ' بسم اللہ کی بیعت توبہ

عبداللہ بسم اللہ مخنثوں کے طائفہ میں شامل تھے' سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی تو فطری سعادت کی برکت سے بیعت توبہ کرلی' پھر مرشد کا دامن ایسا تھاما کہ تادم زیست الگ نہ ہوئے' شیدو کی جنگ میں شریک تھے۔
(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:529)

بستی کے مجذوب کا اکرام سید رحمۃ اللہ علیہ

بستی ناواگئی سے سید حسن رسول ایک بڑی جماعت کے ساتھ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے کگا پہنچ گئے اور بیعت کا شرف حاصل کیا' رات وہیں ٹھہرے اور بیان کیا کہ ہماری بستی میں محب اللہ خاں نام ایک مجذوب رہتا ہے جس نے کبھی لباس نہیں پہنا۔ آج صبح لوگوں نے دیکھا کہ اس نے مسجد کا بوریا لے کر تہمد کے طور پر لپیٹ لیا' لوگوں نے سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ آج اس ضلع میں ایک ''آدمی'' آرہا ہے' مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا وہ اچانک پہنچ جائے' مجھے برہنہ دیکھ لے تو بڑی ندامت ہوگی' لوگوں نے کہا کیا ہم آدمی نہیں؟ جواب ملا تم میں ویسا آدمی کوئی نہیں۔
(تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:537)

لشکر اسلام کے قطب

مولانا محمد یوسف پھلتی رحمۃ اللہ علیہ حقیقتاً بڑے بلند پایہ بزرگ تھے' انہوں نے مولانا عبدالحیٔ رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ سے پیشتر بیعت کی تھی' ان کا مقام ان دونوں بزرگوں سے اس قدر بلند تھا کہ دونوں صاحبوں کی آرزو تھی کہ ہمیں بھی مولوی محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا مقام نصیب ہو' رمضان میں ہر روز ایک مرتبہ قرآن شریف ضرور مکمل

Marfat.com

کر لیتے' کچھ حصہ تراویح میں سناتے اور باقی تہجد میں پڑھتے۔ ویسے بھی قضائے حوائج بشریہ کے سوا ہر وقت قرآن ان کی زبان پر رہتا۔ ان کی وفات پر سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جنازے کی نماز پڑھائی پھر مولانا شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر فرمایا یوسف جی اس لشکر اسلام کا قطب تھے' آج لشکر قطب سے خالی ہو گیا' وہ بڑے قانع' زاہد' متوکل' مستقیم الحال اور مستقل مزاج تھے۔ یہ الفاظ زبان مبارک پر جاری تھے اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:543)

لشکرِ اسلام کی درویشانہ عادات

حضرت سید رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم کے مطابق کسی شخص کو کسی کام میں عار نہ تھی' سب اپنے ہاتھ سے کپڑے دھوتے' اپنے ہاتھ سے کھانا پکاتے' جنگل سے لکڑی لاتے' چکی پیستے' بیماروں اور معذوروں کی قے اور نجاست اپنے ہاتھ سے اٹھا کر باہر پھینکتے' جو لوگ بعد میں آئے' انہوں نے پہلے والوں کو دیکھ کر سبق حاصل کیا' لشکر بھر کی زبان فحش و دشنام سے بالکل محفوظ تھی۔ (تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' ص:558)

درویش کی علماء کو نصیحت

علماء کیلئے ضروری ہے کہ وہ کم کھائیں' کم سوئیں اور شب کو کثرت سے مطالعہ کریں کیونکہ رات کا مطالعہ قوتِ حافظہ کو بڑھاتا ہے۔ (مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

الفرقان (اردو)

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام ابن تیمیہ

المكتبة السلفية
شیش محل روڈ، لاہور ۲

Marfat.com

حضرت شیخ الاسلام، امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت کے موضوع پر مستند تالیف ''الفرقان''

وضاحت:

حضرت شیخ الاسلام والمسلمین، عظیم مفکر و مجاہد، قاطع شرک و بدعت، خادم کتاب و سنت امام احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جماعت اہل حدیث کا ہر فرد واقف ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق و تخریج اور استنباطِ مسائل کا انداز اتنا مدلل اور قطعی ہوتا ہے کہ کسی بھی مسئلے کے متعلق آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر ایک سند کا درجہ رکھتی ہے۔ موصوف نے دین کے جس موضوع پر بھی قلم اٹھایا، معلومات کے انبار لگ گئے۔ ایک خاص بات جو شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ میں پائی گئی وہ یہ تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ افراط و تفریط سے پاک مزاج کے حامل تھے۔ جو لوگ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تصوف کے خلاف ہونا ثابت کرتے ہیں وہ شاید اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ صرف ان صوفیاء کے مخالف تھے جو شریعت کے برعکس خواہشات پرستی میں مگن تھے۔ جبکہ تصوف تو سراسر اتباعِ سنت کا دوسرا نام ہے۔ اسی تصوف کے متعلق امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''درست بات یہ ہے کہ صوفیاء اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے مسئلہ میں مجتہد ہیں، جیسے دوسرے اہل اطاعت اجتہاد کرنے والے ہوتے ہیں اور ان میں مقتصدین کا طبقہ بھی ہے جو اہل یمین میں سے ہیں۔ اسی طرح طبقہ صوفیاء میں سے بعض ظالم اور اپنے رب کے نافرمان بھی ہیں۔ (بحوالہ: فتاویٰ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، ج:18، ص:11)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس فتویٰ کی روشنی میں ان کی ایسی تمام تصانیف کی

Marfat.com

وضاحت خود بخود مل جاتی ہے جو انہوں نے تصوف اور صوفیاء کے رد میں لکھیں۔ اللہ والو! اگر کوئی شخص موضوع اور من گھڑت احادیث کا ایک مجموعہ اکٹھا کر کے کہے کہ میں ان احادیث کو نہیں مانتا بلکہ ان پر عمل کرنے والوں کو بھی گنہگار تصور کرتا ہوں تو کیا ہم ایسے شخص کو احادیث کا منکر کہہ دیں گے؟ نہیں تو۔۔۔ وہ تو صرف من گھڑت احادیث کا انکار کر رہا ہے اور اس کا یہ انکار صحیح احادیث سے محبت ہی کی وجہ سے ہے' ایسی بے شمار مثالیں بیان کی جا سکتی ہیں مگر طوالت کا اندیشہ ہے' لہٰذا اب ہم اصل بات کی طرف آتے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب ''الفرقان بین اولیاء الرحمان و اولیاء الشیطان'' امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایسی تصنیف ہے جس میں انہوں نے ایسے ہی متبع سنت صوفیاء اور خواہش پرست جہلاء کے مابین فرق واضح کیا ہے تاکہ لوگ ہر ملنگ کو صوفی نہ سمجھ بیٹھیں اور نہ ہی جاہل ملنگوں کی آڑ میں اصل صوفیائے کرام ہی کو ماننے سے انکار کر دیں۔ یہ کتاب مکتبہ السلفیہ نے 1978ء میں شائع کی لیکن کچھ عرصہ بعد انتشار و انکار کی ایسی زوردار آندھی چلی کہ یہ کتاب منظر عام سے غائب ہو گئی۔

مقدمہ:

سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے' ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے ہدایت اور مغفرت مانگتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ جنہیں اس نے ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب رکھے۔ اسی دین کے ذریعے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حق اور باطل کو جدا کر کے دکھا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں اور اس کے دشمنوں کے درمیان فرق بتا دیا چنانچہ جس کیلئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ گواہی دے دیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں سے ہے تو بے شک وہ رحمٰن کے دوستوں میں سے ہے اور جس کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گواہی دے دیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں میں سے ہے تو وہ شیطان کا دوست ہے۔ (صفحہ:5،6)

Marfat.com

سچے اور جھوٹے اولیاء میں فرق

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت میں بیان فرمادیا ہے کہ لوگوں میں سے خدا کے دوست بھی ہیں اور شیطان کے دوست بھی۔

اولیاء رحمٰن اور اولیاء شیطان کے مابین جوفرق ہے وہ بھی واضح کردیا۔ فرمایا:

"اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۚ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ؕ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ؕ"۔

ترجمہ: یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر قیامت کے دن نہ تو خوف طاری ہوگا اور نہ ہی وہ آزردہ خاطر ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور خدا سے ڈرتے رہے۔ ان کیلئے دنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی، خدا کی باتوں میں فرق نہیں آتا، یہی بڑی کامیابی ہے۔

اور فرمایا: اللہ ایمان والوں کا دوست ہے، انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے اور جو لوگ کافر ہیں ان کے حامی شیطان ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر تاریکیوں میں دھکیلتے ہیں۔ وہی دوزخی ہیں اور دوزخ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

(پارہ 3، ع 2) (الفرقان: ص 6)

پھر فرمایا: مسلمانو! بس تمہارے تو یہی دوست ہیں اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ مسلمان جو نماز پڑھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہر وقت خدا کے آگے جھکے رہتے ہیں اور جو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کا دوست بنا رہے گا تو وہ اللہ والا ہے اور اللہ والوں ہی کا بول بالا ہے۔ (پ 6، ع 12)

احادیث میں اولیاء اللہ کے اوصاف

اور صحیح حدیث میں آیا ہے جیسے بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اولیاء اللہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

Marfat.com

جس نے میرے دوست سے دشمنی کی' اس نے مجھ سے جنگ ٹھان لی (یا فرمایا کہ میں نے اس سے جنگ کا اعلان کر دیا) اور جو کچھ میں اپنے بندے پر فرض کر دوں اور وہ اسے ادا کر کے میرا قرب حاصل کر لے اور پھر نفلوں کے ذریعے سے قرب حاصل کرتا چلا جائے تو ایک وقت آجاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں' جس سے کہ وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ چنانچہ وہ مجھی سے سنتا' مجھی سے دیکھتا' مجھی سے پکڑتا اور مجھی سے چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں ضرور دیتا ہوں اور اگر مجھ سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دیتا ہوں۔ میں کبھی کسی فعل کو کرنے میں اتنا تردد نہیں کرتا جتنا اپنے اس بندے کی روح قبض کرنے سے تردد کرتا ہوں جسے موت ناپسند ہو اور مجھے اس کو تکلیف دینا ناپسند ہو حالانکہ موت سے اسے چھٹکارا بھی نہیں۔

یہ حدیث ان سب حدیثوں میں سب سے زیادہ صحیح ہے جو اولیاء کے بارے آئی ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے ''میں اپنے دوستوں کا بدلہ اس طرح لیتا ہوں جس طرح ایک غضب ناک شیر بدلہ لیتا ہے' یعنی جو شخص ان سے دشمنی کرتا ہے اس سے میں ان کا بدلہ اس طرح لیتا ہوں جس طرح شیر خشمگیں اپنا بدلہ لیتا ہے۔ (الفرقان ص:13-14)

ولی کا لغوی معنیٰ

ولایت عداوت کی ضد (الٹ) ہے ولایت اصل میں محبت اور قرب کو کہتے ہیں۔ عداوت غصے اور دوری کو کہتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ ولی کو اس لئے ولی کہتے ہیں کہ وہ اطاعت سے موالات کرتا ہے یعنی پے در پے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے لیکن پہلا معنی زیادہ درست ہے۔ ولی وہ ہوتا ہے جو قریب ہو' جب ولی اللہ تعالیٰ کی محبت و رضا اور غصہ و ناراضگی میں اسی کا تابع رہے جو بات اللہ کو پسند ہو اس کا حکم کرے اور جو بات ناپسند ہو اس سے منع کرے تو اس ولی کا دشمن اللہ تعالیٰ کا دشمن ہوتا ہے۔ (الفرقان ص:15)

Marfat.com

ولایت کے درجات

اولیاءاللہ میں سے سب سے زیادہ فضیلت انبیاءکرام علیہم السلام کو حاصل ہے اور انبیاءکرام علیہم السلام میں سب سے زیادہ فضیلت انہیں حاصل ہے جو مرسل ہوں اور مرسل نبیوں میں سب سے زیادہ فضیلت والے اولوالعزم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حضرت نوح علیہ السلام' حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت موسیٰ علیہ السلام' حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور اولوالعزم رسولوں میں سب سے افضل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو اولاد آدم کے سردار' تمام انبیاءعلیہم السلام کے امام وخطیب' مقام محمود والے' الحمد کے جھنڈے والے' حوض کوثر کے ساقی' لوگوں کی شفاعت کرنے والے اور صاحبِ وسیلہ وفضیلت ہیں۔ (الفرقان' ص:16)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے دعویٰ کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ان کے امتحان کیلئے نازل فرمائی اور اس میں یہ بیان کر دیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرا اتباع کرو' اللہ تم سے محبت کرے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا مدعی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع نہ کرے تو وہ اولیاءاللہ سے نہیں ہے۔ (الفرقان' ص:18)

اسی طرح ایک حدیث میں اشاد ہے:

''ان اولیائ المتقون این کانوا وحیث کانوا''۔

ترجمہ: میرے دوست متقی لوگ ہیں چاہے وہ کوئی بھی ہو اور کہیں بھی ہو۔

جب اولیاءاللہ مومنین متقین ہی ٹھہرے تو ظاہر ہے کہ بندے کا ایمان اور تقویٰ جس قدر قوی ہوگا اتنی ہی اللہ تعالیٰ سے اس کی ولایت بڑھے گی' اتنی ہی اس کی دوستی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کامل تر ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی دوستی میں بھی بعض لوگ دوسرے

Marfat.com

لوگوں پر اتنی ہی فضیلت رکھتے ہیں جتنی فضیلت انہیں ایمان وتقویٰ میں حاصل ہو۔
(الفرقان' ص:33)

اولیاء اللہ کی 2 اقسام

اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں سابقین مقربین اور اصحاب یمین مقتصدین۔

اصحاب یمین: ابرار یا اصحاب یمین نیکوکاروں میں سے وہ لوگ ہوتے ہیں جو فرائض ادا کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام قرار دیا ہے اسے چھوڑ دیتے ہیں لیکن اپنے آپ کو نوافل کی تکلیف نہیں دیتے اور نہ ہی غیر ضروری حاجات سے باز رہتے ہیں۔

مقربین: سابقین مقربین وہ لوگ ہیں جو فرائض ادا کرنے کے بعد نوافل کے ذریعے سے قرب حاصل کرتے ہیں واجب اور مستحب کام کرتے ہیں حرام اور مکروہ کاموں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ جب وہ ان تمام وسائل کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتے ہیں تو پروردگار ان سے پوری پوری محبت کرتا ہے۔ ان مقربین کے حق میں مباحات وہ اطاعت بن جاتی ہیں جن کے ذریعے سے وہ اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرتے ہیں اور ان کے تمام اعمال اللہ کیلئے عبادت ہوتے ہیں۔ پس یہ لوگ چشمہ تسنیم سے خالص شراب پئیں گے کیونکہ ان کے عمل بھی خالص ہیں۔
(الفرقان' ص:60)

عارف لوگ مخلوق کے اندر ہی چھپے رہتے ہیں

اولیاء اللہ ظاہری مباح امور میں لوگوں سے کسی طرح ممتاز نہیں ہوتے' نہ ان کی کوئی خاص وردی ہوتی ہے۔ چنانچہ کہاوت ہے کہ

کم من صدیق فی قباء   و کم من زندیق فی عباء

بسا اوقات صدیق فاخرہ قباء میں ملبوس ہوتے ہیں اور بسا اوقات زندیق بے دین لوگ گودڑی پہنے ہوتے ہیں' بلکہ اولیاء اللہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام گروہوں میں

Marfat.com

موجود ہیں بشرطیکہ وہ ظاہری بدعات اور فسق و فجور میں مبتلا نہ ہوں۔ یہ لوگ اہل تمیز، اہل علم، اہل جہاد، اہلِ شمشیر، اہل تجارت وصنعت اور اہلِ زراعت سب لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔ (الفرقان، ص:56)

صوفی کی وجہ تسمیہ

سلف صالحین، اہل دین واہلِ علم کو قاری کہا کرتے تھے چنانچہ علماء اور عبادت گزار لوگ اسی میں داخل ہیں۔ بعد میں فقراء اور صوفیاء کا نام پیدا ہو گیا اور صوفیاء کا نام صوف کے لباس کی طرف سے منسوب ہے اور یہی صحیح بات ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے فقہاء کی برگزیدگی کی طرف اشارہ ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ نام عرب قبیلے کی ایک باورچن ''صوفہ بنت ادبن'' کی طرف منسوب ہے جس کا قبیلہ عبادت گزاری میں مشہور تھا۔ نیز کہا گیا ہے کہ صوفی کا نام اصحاب صفہ کی طرف منسوب ہے۔ (الفرقان، ص:57)

اولیاء اللہ کو الہام ہوا کرتا ہے

کسی ولی اللہ کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ ان تمام چیزوں پر اعتماد کرے جو کہ اس کے دل پر القاء ہوتی ہیں سوائے ایسی باتوں کے جو شریعت کے موافق ہوں اپنے الہام، مکالمہ اور مخاطبہ پر جسے وہ خدا کی طرف سے سمجھتا ہے، بھروسا نہ کرے بلکہ اسے چاہئے کہ ان سب کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی کسوٹی پر پرکھ لے اگر وہ شریعت کے موافق نکلے تو منظور کرلے، اور اگر مخالف ہو تو قبول نہ کرے اور اگر موافق یا مخالف ہونے کا پتا نہ چلے تو اس پر تامل کرے۔ (ص:69)

غلط اجتہاد یا غلط الہام ولایت کے منافی نہیں

صحیحین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب حاکم اجتہاد کرے اور اجتہاد درست نکلے تو اس کے دو اجر ہیں اور اگر غلط

Marfat.com

نکلے تو اس کیلئے ایک اجر ہے"۔ خطا کرنے والے مجتہد کو گنہگار نہیں ٹھہرایا بلکہ اس کیلئے ایک اجر رکھا جو کہ اجتہاد کرنے کا صلہ ہے اور اس کی خطا معاف کر دی لیکن وہ مجتہد جس کا اجتہاد ٹھیک نکلے وہ دو اجر حاصل کرتا ہے اور پہلے سے زیادہ افضل ہے۔

اب ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو کسی شخص پر ولی اللہ ہونے کا عقیدہ جما لیتے ہیں پھر جو بات بھی اس کے خیال میں خدا تعالیٰ کی القاء کی ہوئی بات ہو اس سے موافقت کر لیتے ہیں اور جو کچھ بھی وہ کرتا ہے اسے تسلیم کر لیتے ہیں۔ دوسری قسم اس شخص (ولی اللہ) کی ہے جو کسی شخص کے قول یا فعل کو موافق شرع نہ سمجھے تو اس شخص کو ولایت ہی سے خارج کر دیتے ہیں اگرچہ وہ مجتہد خطا وار ہی کیوں نہ ہو لیکن بمصداق الاخیار الامور اوساطہا صحیح طریقہ یہ ہے کہ نہ تو ولی اللہ کو معصوم سمجھا جائے اور نہ گنہگار۔ جب اجتہاد میں خطا کرے تو اس کی ہر بات کا اتباع نہ کیا جائے اور نہ ہی اس کے اجتہاد کے ساتھ کفر و فسوق کا حکم لگایا جائے۔ لوگوں پر واجب وہی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے بھیجی لیکن جب بعض فقہاء کے قول کا خلاف کرے اور بعض کی موافقت کرے تو کسی کیلئے جائز نہیں کہ اسے قول مخالف سے الزام دے اور کہے کہ یہ خلاف شرع ہے اور صحیحین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تم سے پہلی امتوں میں محدث ہو گزرے ہیں اور اگر میری امت میں بھی محدث ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان میں سے ہیں"۔

ترمذی و دیگر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ اگر میں تم میں مبعوث نہ ہوتا تو عمر مبعوث ہوتے"۔ ایک اور حدیث میں ہے "اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان، دل اور منہ کو حق سے معمور کر دیا ہے اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا"۔ (الفرقان، ص: 69-70)

صوفی صافی کی تربیت کا اثر

حضرت مولانا محمد یحییٰ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت اور مرتبہ کمال کے پیچھے ان کے مرشد و مربی حضرت صوفی میاں محمد باقر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ تھا۔

(مولانا اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

اولیاء اللہ کا کشف ثابت ہے

حضرت شعبی رضی اللہ عنہ کی روایت سے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب کبھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میری رائے یہ ہے تو ایسا ہی ہوتا تھا جیسا آپ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ ابن طارق سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کہا کرتے تھے کہ عمر کی زبان سے فرشتہ باتیں کر رہا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ "فرمانبردار لوگوں کے منہ سے قریب ہو کر باتیں سنا کرو کیونکہ ان پر سچی باتیں کھلتی ہیں اور وہی سچی باتیں جن کے متعلق حضر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے یہ خبر دی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے منکشف ہوتی ہیں، پس ثابت ہو گیا کہ اولیاء اللہ سے مخاطبہ اور مکاشفہ ہوتا ہے۔

(الفرقان، ص:70)

مشائخ کے اقوال اور پابندی کتاب وسنت

مشائخ کے کلام میں اس طرح کی بہت مثالیں موجود ہیں، شیخ ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے "میرے دل میں قوم کے نکتوں میں سے نکتہ وارد ہوتا ہے تو میں کتاب وسنت کی شہادت کے بغیر اسے قبول نہیں کرتا"۔ ابوالقاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ہمارا یہ علم (علم ولایت) کتاب وسنت کا پابند ہے جو شخص قرآن نہ جانے اور حدیث نقل نہ کرے وہ اس کی صلاحیت نہیں رکھتا کہ ہمارے علم کے بارے میں بات تک بھی کرے۔

ابوعثمان نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جو شخص قولاً و فعلاً اپنے نفس پر سنت کو حاکم بنائے، وہ حکمت کی بات کرتا ہے اور جو قولاً و فعلاً اپنے نفس پر خواہش کو حاکم بناتا ہے وہ بدعت کی بات کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قدیم میں فرمایا ہے "وان تطیعوہ تھتدوا" اگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کہے پر چلو گے تو ہدایت پا جاؤ گے۔

Marfat.com

ابوعمرو بن عبد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر وہ وجد جس کی شہادت کتاب وسنت سے نہ ہو' باطل ہے۔(الفرقان'ص:77)

اہل حق مشائخ

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ' حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ' حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت جنید بن محمد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سہیل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مشائخ اہل حق میں سے ہیں۔(الفرقان'ص:100)

مومنین کیلئے استغفار کی اہمیت

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا اور نہ وہ اس میں راضی ہے کہ کفر اس کے بندوں سے لپٹ جائے۔ بندے کو حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمیشہ توبہ کرتا رہے چنانچہ فرمایا: اے مومنو! سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو تاکہ تم کو نجات ملے۔(سورۃ مومنون)

صحیح بخاری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! اپنے پروردگار کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں"۔

صحیح مسلم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے دل پر پردہ سا آجاتا ہے اور میں دن میں سو بار خدا سے استغفار کرتا ہوں"۔ سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم گنا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مجلس میں سو مرتبہ (یا یہ کہا کہ سو مرتبہ سے زیادہ) کہا کرتے تھے "رب اغفرلی وتب علی انک انت التواب الرحیم"۔

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اعمال صالحہ کو استغفار پر ختم کیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

جب نماز سے سلام پھیرتے تو تین مرتبہ استغفار پڑھا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ''والمستغفرین بالاسحار'' میں رات کو نماز پڑھنے اور سحری کے وقت استغفار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ سورۃ مزمل جو کہ حقیقت میں قیام شب کی صورت ہے، حکم استغفار پر ہی ختم ہوتی ہے۔ ان آیات واحادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی شخص کیلئے یہ خیال کرنا جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنے اور گناہوں کی معافی مانگنے سے مستغنی ہے بلکہ ہر شخص ہمیشہ کیلئے توبہ واستغفار کا محتاج ہے۔ (الفرقان، ص:127-128)

استغفار کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب

ایک قول یہ ہے کہ ''اذا احب اللہ عبدالم تضرہ الذنوب'' جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو گناہ اسے نقصان نہیں پہنچا سکتے یعنی جب اللہ تعالیٰ بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کے دل میں توبہ واستغفار کا خیال پیدا کر دیتا ہے۔

(الفرقان، ص:129)

اللہ جل شانہٗ کی طرف رجوع کروانے والی حدیث قدسی

صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندو میں نے اپنے آپ پر ظلم حرام کر دیا ہے اور تمہارے مابین بھی ظلم کی تحریم کر دی ہے اس لئے ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! دن رات تم سے خطائیں سرزد ہوتی ہیں اور میں سارے گناہ معاف کر دیتا ہوں اور پرواہ نہیں کرتا، سو مجھ سے مغفرت طلب کرو اور میں تمہیں معاف کر دوں۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو مگر وہ بھوکا نہیں جسے میں کھانا کھلا دوں اس لئے مجھ سے کھانا مانگو تا کہ میں تمہیں کھانا دوں۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو مگر وہ ننگا نہیں ہے جسے میں کپڑا پہنا دوں اس لئے مجھ سے ہی کپڑا مانگو کہ

Marfat.com

میں تم کو کپڑا پہنادوں۔ اے میرے بندو! تم سب راستہ بھول جانے والے ہو مگر وہ گمراہ نہیں جسے میں راستہ بتادوں۔ مجھ سے راستہ معلوم کرنے کیلئے دعا کرو تا کہ میں تمہیں راستہ بتادوں۔ اے میرے بندو! تم مجھے نفع یا نقصان پہنچانے کیلئے ہرگز توانا نہیں ہو سکے گے۔ اے میرے بندو! اگر تمہارا پہلا اور آخری فرد اور تمہارا انسان اور تمہارا جن یعنی ساری کی ساری مخلوقات بدرجہ اتم متقی اور پاکیزہ دل ہو جائے تو اس سے میری بادشاہی میں کوئی زیادتی نہیں ہو سکتی۔ اے میرے بندو! اگر تم سب کے سب انتہائی بدکردار ہو اور سیاہ کار بن جاؤ تو بھی میری بادشاہت میں کوئی کمی واقعہ نہیں ہو سکتی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور تمہارے آخری اور تمہارے انسان اور تمہارے جن سب کے سب کسی ایک میدان میں جمع ہو کر مجھ سے مانگنا شروع کریں اور میں ہر ایک کو اس کی منہ مانگی مرادیں دے ڈالوں تو میرے خزانوں میں اسی طرح کوئی کمی نہیں آسکتی جس طرح ایک سوئی کو سمندر میں ڈبو کر نکال لینے سے سمندر کی حیثیت آبی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اے میرے بندو! بجز ایں نیست کہ یہ تمہارے ہی اعمال ہیں جن کو میں نے گن رکھا ہے اور پھر پورے طور پر تمہیں ان کی جزا دوں گا۔ سو جو شخص نامہ اعمال میں نیکی دیکھے وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے اور جو شخص اس کے سوا کچھ دیکھے تو وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔ پس اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اگر بندہ اپنے آپ میں بھلائی دیکھے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کہے اور اگر برائی دیکھے تو اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔ (ص:136)

ائمہ کی تقلید کرنا واجب ہے نہ حرام ہے

کبھی شریعت سے مراد ''ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ' ثوری رحمۃ اللہ علیہ' مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ' اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ' شافعی رحمۃ اللہ علیہ' احمد رحمۃ اللہ علیہ' اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور داؤد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ و دیگر ائمہ فقہ کا قول ہوتا ہے۔ سو یہ لوگ اپنے اقوال کیلئے کتاب و سنت سے دلیل لیتے ہیں۔ جب کوئی مقلد ان میں سے کسی کی تقلید حسب گنجائش کرے تو جائز ہے اور اگر اس کی

Marfat.com

تقلید نہ کرے، کسی اور کی تقلید بشرط گنجائش کرلے تو بھی جائز ہے۔ ان میں سے کسی ایک کا اتباع تمام امت پر اس طرح واجب نہیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی واجب ہے اور نہ ان میں سے کسی کی تقلید اس شخص کی تقلید کی طرح حرام ہے جو بغیر علم کے بحث کرتا ہے۔ (الفرقان، ص:139)

اللہ کے دوستوں سے کرامات صادر ہو سکتی ہیں

اللہ تعالیٰ کے متقی دوست وہی ہیں جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے ہیں، جس کام کا وہ حکم فرمائیں اسے کرتے ہیں اور جس سے منع فرمادیں اس سے رک جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی تائید اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے سے کرتا ہے اور ان کے دلوں میں اپنے انوار ڈالتا ہے۔ جن کرامات سے اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء متقین کو سرفراز فرماتا ہے وہ انہی لوگوں کا حصہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اولیاء کی کرامات کا ظہور یا تو دین کی حجت کیلئے ہوتا ہے، یا مسلمانوں کی کسی ضرورت کیلئے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزے تھے۔ (الفرقان، ص:157)

معجزاتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اولیاء اللہ کو کرامات اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے حاصل ہوتی ہیں اور یہ حقیقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزوں میں داخل ہیں۔ مثلاً چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں سنگریزوں کا تسبیحیں کہنا، درختوں کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آنا، خشک لکڑی کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے گریہ وزاری کرنا، معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیت المقدس کا حلیہ بتانا، جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ ہوگا اس کی خبریں

کیا ہم نے کلمہ بزرگوں کا پڑھا ہے؟

تصوف کے فن کو بیان کرنا ایسا مشکل کام ہے کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ جیسے فاضل اجل اور باریک بین بھی اس میں حیران و سرگرداں ہیں، پھر مجھ جیسے کم علم شخص سے اس کا مطلب کیونکر ادا ہو سکتا ہے۔

(حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

دینا' کتاب عزیز کالانا' کئی مرتبہ کھانے پینے کی چیزوں کا زیادہ کر دینا۔ چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث کے مطابق غزوہ خندق میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانے کی ایک دیگ سے سارے لشکر کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اور دیگ میں کھانا ویسے کا ویسا پڑا رہا۔ غزوہ خیبر میں پانی کے ایک مشکیزے سے سارے لشکر کی پیاس بجھ گئی اور مشکیزے کا پانی کم نہ ہوا۔ جنگ تبوک میں اسلامی لشکر کی تعداد قریباً تیس ہزار تھی' تھوڑا سا کھانا تھا جس میں سے ان سب لشکریوں کے شلیتے بھر دیئے اور کھانے میں کوئی کمی نہ آئی۔ کئی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے اس قدر پانی نکلا کہ جتنے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے سب نے سیر ہو کر پانی پیا۔ چنانچہ جنگ حدیبیہ میں چودہ یا پندرہ سو آدمیوں نے اس طرح پانی پیا۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں ان کے رخساروں پر بہہ نکلی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھوں کو لوٹا دیا اور وہ از سر نو بہترین حالت میں ہو گئیں۔

جب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف کے قتل کیلئے بھیجے گئے اور گر کر ان کا پاؤں ٹوٹ گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پاؤں پر ہاتھ مبارک پھیرا اور وہ اچھا ہو گیا۔ ایک بکری کے احشا سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سو تیس آدمیوں کو گوشت کھلایا۔ ان میں سے ہر ایک کیلئے ایک ٹکڑا کاٹا گیا اور اس کے دو دو ٹکڑے کئے گئے۔ الغرض سب آدمیوں نے گوشت کھایا پھر بھی گوشت بچ رہا۔

حضرت ابو جابر رضی اللہ عنہ کے ذمہ ایک یہودی کا قرض تھا جس کی مقدار تیس خروار تھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ یہودی اپنے قرض کے عوض وہ تمام کھجوریں لے لے جو اس کی ملکیت میں ہیں۔ یہودی نے منظور نہ کیا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کھجوروں میں چلے اور پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کیلئے کھجوریں کاٹو۔ چنانچہ یہودی کو تیس خروار پورے کر دیے گئے اور سترہ خروار بچے بچ بھی گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور

Marfat.com

بھی بہت سے معجزات ہیں۔ میں (امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ) نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک ہزار کے قریب معجزات جمع کئے ہیں۔ (الفرقان' ص: 157-158)

کراماتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وتابعین رحمۃ اللہ علیہم

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دیگر صالحین رحمہم اللہ کی کرامات تو بہت زیادہ ملتی ہیں۔ مثلاً اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سورۃ کہف پڑھا کرتے تھے تو آسمان سے ایسی چیز اترتی تھی جو بادل کا سیاہ سائبان معلوم ہوتا تھا اور جس میں گویا چراغ روشن ہوتے تھے' یہ فرشتے ہوتے تھے جو آپ رضی اللہ عنہ کی قرات سننے کیلئے آتے تھے' حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو فرشتے سلام کیا کرتے تھے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ جس طشتری میں کھانا کھایا کرتے تھے وہ طشتری یا وہ چیزیں جو اس میں ہوتی تھیں' تسبیحیں پڑھا کرتی تھیں۔ حضرت عباد بن بشیر رضی اللہ عنہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور سے کالی رات میں نکلتے تھے تو تازیانہ کی شکل کا ایک نور ان کیلئے روشنی کرتا تھا اور جب وہ ایک دوسرے سے جدا ہوتے تو وہ روشنی بھی دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی تھی۔ ایک حصہ حضرت عباد بن بشیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور ایک حصہ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جاتا تھا۔ یہ بخاری شریف کی روایت ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کرامت

صحیحین میں صدیق رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ تین مہمانوں کے ہمراہ اپنے گھر کی طرف گئے جو لقمہ کھاتے تھے اس کے نیچے کھانا بڑھ کر اس سے زیادہ ہو جاتا تھا۔ چنانچہ سب نے پیٹ بھر کر کھانا کھا بھی لیا اور کھانا پہلے کی نسبت زیادہ بھی ہو گیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کھانے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں لے گئے۔ وہاں بہت سے لوگ آئے' سب نے کھانا کھایا اور سب سیر ہو گئے۔

Marfat.com

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی کرامت

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں مشرکین کے پاس قیدی تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے پاس انگور لائے جاتے تھے جنہیں آپ رضی اللہ عنہ کھایا کرتے تھے حالانکہ مکہ میں انگور نہیں ہوتے تھے۔

حضرت عامر رضی اللہ عنہ کی کرامت

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے جسم کو ڈھونڈا لیکن نہ ملا۔ بات یوں ہوئی کہ جسم شہید ہوتے ہی اٹھا لیا گیا تھا۔ حضرت عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ نے جسم کو ہوا میں اٹھتے ہوئے دیکھا۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ فرشتوں کو دیکھ رہے تھے کہ جسم کو اٹھا کر لئے جا رہے ہیں۔

حضرام ایمن رضی اللہ عنہا کی کرامت

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا ہجرت کر کے نکلیں تو آپ رضی اللہ عنہا کے پاس نہ راستے کا خرچ تھا اور نہ پانی' قریب تھا کہ پیاس سے مر جائیں۔ روزہ دار بھی تھیں' جب افطار کا وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہا کو اپنے سر پر کوئی آہٹ سنائی دی' سر اٹھایا تو کیا دیکھتی ہیں کہ ایک لوٹا لٹک رہا ہے' چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا نے اس لوٹے سے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور رہتی زندگی تک آپ رضی اللہ عنہا کو کبھی پیاس نہیں لگی۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا کی کرامت

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے ایک شیر کو خبر دی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہوں تو شیر آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ چل پڑا' حتیٰ کہ آپ رضی اللہ عنہ کو منزل مقصود تک پہنچا دیا۔

حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہا کی کرامت

حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ جب اللہ کی قسم کھایا کرتے تھے تو آپ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

قسم سچی کر دی جاتی تھی' جب جہاد میں جنگ کا زور مسلمانوں پر آ پڑتا تھا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرمایا کرتے تھے اے براء! اپنے پروردگار کی قسم کھاؤ۔ آپ رضی اللہ عنہ کہا کرتے اے میرے پروردگار! مجھے تیری قسم ہے کہ تو ان لوگوں کے کندھے ہمیں بخش دے اور مجھے پہلا شہید بنا تو پھر دشمن کو شکست ہو جاتی تھی۔ چنانچہ جب یوم قادسیہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے میرے پروردگار! مجھے تیری قسم ہے کہ تو نے ان لوگوں کے کندھے ہمیں بخش دیے ہیں اور تو نے مجھے پہلا شہید بنا دیا ہے تو کفار کو شکست ہو گئی اور حضرت براء رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کرامت

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب ایک مستحکم قلعہ کا محاصرہ کر لیا تو کفار سے کہا کہ اسلام قبول کرو' انہوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک اسلام نہیں لائیں گے جب تک آپ زہر نہ پی لیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے زہر پی لیا لیکن آپ رضی اللہ عنہ کو کچھ نقصان نہ ہوا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی کرامت

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اس درجہ مستجاب الدعوات تھے کہ جو دعا بھی کرتے منظور ہو جاتی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ ہی نے کسریٰ کی فوجوں کو ہزیمت دی اور عراق فتح کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کشف و کرامت

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب ایک لشکر بھیجا تو ساریہ رحمۃ اللہ علیہ نام کے ایک شخص کو اس کا امیر بنایا۔ اس لشکر کی روانگی کے بعد ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ بڑے زور سے پکارنے لگے ''یا ساریۃ الجبل یا ساریۃ الجبل'' ترجمہ: اے ساریہ! پہاڑ کی طرف' اے ساریہ پہاڑ کی طرف''۔ اس کے

Marfat.com

بعد لشکر کا قاصد آیا' اس سے حال پوچھا تو اس نے عرض کیا اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! دشمن سے جب ہمارا مقابلہ ہوا تو اس نے ہمیں شکست دے دی۔ اتنے میں ہمیں ایسی آواز آئی گویا کوئی چلانے والا یوں کہہ رہا ہے ''اے ساریہ پہاڑ کی طرف' اے ساریہ پہاڑ کی طرف'' اس پر ہم نے پہاڑ کی طرف پیٹھیں کر لیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دے دی۔

حضرت زبیرہ رضی اللہ عنہا کی کرامت

حضرت زبیرہ رضی اللہ عنہ کو اسلام کی وجہ سے عذاب دیا گیا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام نہ چھوڑا اور آپ رضی اللہ عنہا کی بینائی ختم ہوگئی۔ مشرکوں نے کہا آپ کی آنکھ کو لات وعزیٰ نے تکلیف پہنچائی ہے۔ حضرت زبیرہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''واللہ ہرگز نہیں'' اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہا کی آنکھ اچھی کر دی۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی کرامت

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے اروی بنت حکم کے خلاف بد دعا کی اور وہ اندھی ہوگئی۔ یہ واقعہ ہے جب اروی نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ پر کوئی جھوٹا الزام لگایا تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ اگر وہ جھوٹی ہے تو اسے آنکھ سے اندھی کر دے یا اسے اسی کی زمین میں ہلا کر دے۔ چنانچہ وہ اندھی ہوگئی اور اپنی زمین کے ایک گڑھے میں گر کر مر گئی۔

حضرت علاء حضرمی رضی اللہ عنہ کی کرامت

حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بحرین کے حاکم تھے اور اپنی دعا میں کہا کرتے تھے ''یا علیم یا حلیم یا علی یا عظیم'' تو آپ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول ہو جایا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کے کچھ آدمیوں کو پینے اور وضو کرنے کیلئے پانی نہ ملا تو آپ رضی اللہ عنہ نے دعا کی اور قبول ہوگئی

Marfat.com

ایک دفعہ سمندر آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے آ گیا اور آپ رضی اللہ عنہ گھوڑوں کے ذریعے اسے عبور کرنے پر قادر نہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دعا کی تو ساری جماعت پانی میں سے گزر گئی اور آپ رضی اللہ عنہ کے گھوڑوں کی زینیں بھی تر نہ ہوئیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ میں مرجاؤں تو یہ لوگ میری نعش نہ دیکھنے پائیں' چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کی نعش لحد میں نہ پائی گئی۔

حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ کی کرامت

حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسی قسم کا واقعہ ہوا (جو آگ میں ڈالے گئے تھے) آپ رضی اللہ عنہ اپنے رفقاء کے ساتھ دریائے دجلہ پر گزرے اور وہ بوجہ طغیانی لکڑیاں پھینک رہا تھا۔ حضرت ابو مسلم رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''تمہارے سامان میں سے کوئی چیز گم ہو تو بتاؤ' تاکہ میں اللہ عزوجل سے اس کے بارے میں دعا کروں''۔ ایک صاحب نے کہا کہ ایک ہار گم ہو گیا ہے۔ فرمایا: میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ' چنانچہ وہ پیچھے پیچھے چلتے گئے' کیا دیکھتے ہیں کہ ہار کسی چیز کے ساتھ لٹک رہا ہے' پس انہوں نے لے لیا۔

آگ میں نماز

اسود عنسی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا ''کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں خدا کا رسول ہوں؟ فرمایا: مجھے سنائی نہیں دیتا' کیا کہا؟ اس نے پھر پوچھا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کا رسول ہے؟ فرمایا: ہاں! اس پر وہ آگ میں پھینکے گئے۔ لوگوں نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ آگ میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ آگ ان کیلئے ٹھنڈی اور موجب عافیت ہوگئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد آپ رضی اللہ عنہ مدینہ میں آئے تو

> **اسلاف سے بے خبری**
>
> کیا اہل حدیثوں کے اسلاف میں کوئی صاحب کرامت ولی ہوا ہے؟
>
> (مولانا حافظ محمد حنیف حفظہ اللہ الہ آبادی)

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان بٹھا کر فرمایا کہ الحمد للہ میں نے جیتے جی امتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ایسے شخص کو دیکھ لیا جس کے ساتھ وہ سلوک کیا گیا جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیا گیا تھا۔ ایک اور واقعہ ہے کہ آپ کی لونڈی نے آپ رضی اللہ عنہ کے کھانے میں زہر ملا دیا لیکن آپ رضی اللہ عنہ کو اس سے کوئی نقصان نہ ہوا' ایک عورت نے آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی کو آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف بہکایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو بد دعا دی تو وہ اندھی ہوگئی۔ پھر وہ آپ کی خدمت میں آئی' تائب ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس کیلئے دعا کی تو اس کی آنکھیں اچھی ہوگئیں۔ (الفرقان' ص: 158۔161)

حضرت عامر بن عبد قیس رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات

حضرت عامر بن عبد قیس رحمۃ اللہ علیہ دو ہزار درہم بطور مال خیرات اپنی آستین میں لے کر نکلتے تھے اور جو بھی سائل ملتا' اسے گنے بغیر خیرات دیتے جاتے تھے۔ پھر جب گھر واپس آتے تو نہ اس مال کی تعداد کم ہوتی تھی نہ وزن' آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے قافلے کے پاس سے گزرے جسے شیر نے گھیر رکھا تھا' آپ رحمۃ اللہ علیہ آئے اور شیر کو اپنے کپڑوں سے چھوا' پھر اپنا پاؤں اس کی گردن پر رکھا اور فرمایا تو رحمٰن کے کتوں میں سے ایک کتا ہے اور مجھے اس سے حیا آتی ہے کہ اس کے سوا کسی اور چیز سے ڈروں۔ اس اثناء میں قافلہ صحیح سلامت گزر گیا' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ جاڑے کے موسم میں میرے لئے وضو آسان کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایسا پانی ملنے لگا جس سے دھواں نکلتا تھا۔ اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کی کہ جب میں نماز میں ہوں تو شیطان میرے دل میں داخل نہ ہو سکے' چنانچہ شیطان آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر قابو نہ چلتا تھا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حجاج سے روپوش ہوئے اور دعا کی کہ انہیں کوئی نہ د

Marfat.com

سکے۔ چنانچہ لوگ کئی مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نہ دیکھ سکے۔ ایک خارجی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایذاء پہنچایا کرتا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے خلاف بددعا کی اور وہ گر کر ہلاک ہو گیا۔

حضرت صلہ بن اشیم رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات

حضرت صلہ ابن اشیم رحمۃ اللہ علیہ جہاد کر رہے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا گھوڑا ہلاک ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا "اے اللہ! مجھے کسی مخلوق کا زیر بار احسان نہ کر"۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے اللہ عزوجل نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھوڑے کو زندہ کر دیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ گھر پہنچے تو اپنے بیٹے سے کہا "گھوڑے کی زین اتار لاؤ کیونکہ میں یہ گھوڑا مانگ کر لایا ہوں"۔ چنانچہ زین اتار لی گئی اور گھوڑا مر گیا۔

اہواز میں ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بھوک لگی، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ عزوجل سے دعا کی اور کھانا مانگا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے تازہ کھجوروں کی ایک گٹھڑی ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی آ گری۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کھجوریں کھالیں اور کپڑا ایک مدت تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی کے پاس رہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ رات کو ایک جنگل میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شیر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا، جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلام پھیرا تو اس سے فرمایا "کسی اور جگہ سے اپنا رزق ڈھونڈو"۔ یہ سنتے ہی شیر چنگھاڑتا ہوا واپس چلا گیا۔

(الفرقان، ص: 161-162)

روضۂ انور سے اذان کی آواز

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ ایام حرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اطہر سے نماز کے وقتوں میں اذان کی آواز سنا کرتے تھے اور یہ ایسے وقت میں ہوتا تھا کہ باقی آدمی چلے جاتے تھے اور مسجد آپ رضی اللہ عنہ کے سوا باقی تمام آدمیوں سے خالی ہو جاتی تھی۔

Marfat.com

گدھا دوبارہ زندہ ہو گیا

قبیلہ نخع کے ایک آدمی کے پاس ایک گدھا تھا جو کہ راستے میں مر گیا' اس کے دوستوں نے کہا کہ لاؤ ہم تمہارا سامان تقسیم کر کے اپنی سواریوں پر رکھ لیتے ہیں۔ اس نے کہا مجھے تھوڑی سی مہلت دے دو' پھر وضو کیا اور نہایت اچھی طرح کیا' دو رکعت نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کا گدھا زندہ کر دیا اور اس نے اپنا سامان اس پر لاد دیا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی کرامت

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ جب دنیا سے رخصت ہوئے تو لوگوں نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے کپڑوں میں کفن پڑا ہوا ہے جو پہلے آپ رضی اللہ عنہ کے پاس نہیں تھا اور ایک سنگلاخ زمین میں آپ رضی اللہ عنہ کی قبر کھدی ہوئی پائی گئی جس میں لحد تھی۔ چنانچہ اسی کفن میں آپ رضی اللہ عنہ کو ملبوس کیا گیا اور اسی لحد میں اتار کر دفن کیا گیا۔

درندے کی حفاظت

حضرت عمرو بن عقبہ بن فرقد رحمۃ اللہ علیہ ایک دن سخت گرمی میں نماز ادا کر رہے تھے کہ بادلوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر سایہ کر دیا۔ اپنے دوستوں کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عہد تھا کہ جہاد کے دن آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کی خدمت کیا کریں گے۔ اس بناء پر آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دوستوں کی سواریوں کا پہرہ دیا کرتے تھے اور ایک درندہ ان کی حفاظت کرتا تھا۔

برتنوں کی تسبیح

مطرف بن عبداللہ بن شخیر رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تھے تو ان کے برتن ان کے ساتھ تسبیحیں کہا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک دوست کے ساتھ

دونوں جہانوں کی کامیابی کا راز

صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کی مجلس میں کامل ادب اور سچی طلب کیساتھ بیٹھنے والا' دنیا و آخرت میں کبھی ناکام نہیں ہوگا۔

(حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

اندھیرے میں چلا کرتے تھے تو تازیانے کا کنارہ ان کیلئے روشنی کرتا تھا۔

حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ دنیا سے رخصت ہوئے تو ایک شخص کی ٹوپی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر میں گر پڑی' جب وہ ٹوپی لینے کیلئے جھکا تو کیا دیکھتا ہے کہ قبر تا حد نگاہ وسیع ہو گئی ہے۔

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ مہینہ دو مہینہ تک کچھ نہیں کھاتے تھے' جب وہ اپنے اہل و عیال کیلئے کھانا لانے کیلئے جاتے تھے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اور کچھ نہ ملتا تو سرخ ریت کی ایک گٹھڑی باندھ کر لے آتے اور جب اپنی بیوی کے پاس پہنچ کر اسے کھولتے تو وہ سرخ گیہوں ہوتے تھے۔ جب انہیں کھیت میں بوتے تو ایسے پودے اگتے جو جڑ سے شاخ تک گھنے دانوں والے خوشوں سے لدے ہوتے تھے۔ (الفرقان' ص:163)

منہ مانگی تین نعمتیں

عتبہ نام کے ایک لڑکے نے اپنے رب سے یہ تین باتیں مانگیں: اچھی آواز' کھلے آنسو اور بغیر تکلیف کے کھانا۔ چنانچہ جب وہ پڑھتا تھا تو خود بھی روتا اور لوگوں کو بھی رلاتا تھا۔ اس کے آنسو عمر بھر جاری رہے اور جب وہ اپنے ڈیرے پر واپس آتا تو اسے اس میں اپنی خوراک مل جاتی تھی اور یہ بھی معلوم نہ ہوتا کہ یہ کہاں سے آئی ہے۔

وضو کیلئے فالج ختم ہو جانا

عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کو فالج کی بیماری لاحق ہو گئی' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ وضو کے وقت میرے اعضاء کھل جایا کریں۔ چنانچہ وضو کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اعضاء کھل جاتے تھے اور اس کے بعد موقع پر کرامات اولیاء کے متعلق تفصیل کے ساتھ بحث ہو چکی ہے۔ رہیں وہ باتیں (کرامات) جو ہم آج کل اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور اس زمانے میں وقوع میں آ رہی ہیں' سو وہ بہت ہیں۔

Marfat.com

کرامات کی ضرورت کب پڑتی ہے

جس بات کا جاننا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ کرامات آدمی کی ضرورت کے مطابق ظہور میں آتی ہیں۔ جب ضعیف الایمان اور محتاج آدمی کو کرامات کی ضرورت پڑتی ہے تو اس کیلئے ان کا ظہور اس درجہ ہوتا ہے کہ اس کا ایمان قوی اور اس کی حاجت پوری ہو جائے اور جو شخص اس کی نسبت ولایت میں کامل ہو وہ اس سے مستغنی ہوتا ہے' اس لئے اس سے کرامات ظاہر نہیں ہوتیں کیونکہ اس کا درجہ ان باتوں سے بالاتر ہوتا ہے اور وہ ان سے مستغنی ہوتا ہے اور اگر کرامات کا ظہور ہو تو اس کی نقص ولایت کی دلیل ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اس طرح کی کرامات تابعین میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نسبت زیادہ پائی جاتی ہیں البتہ اگر کسی شخص سے خوارق عادات کا ظہور لوگوں کی ہدایت اور ان کی ضرورت کیلئے ہو تو ایسے شخص کا درجہ سب سے بڑا ہے۔ (الفرقان' ص: 163-164)

درود شریف کا جواب

سنن میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری قبر پر میلے نہ لگانا' جہاں کہیں تم ہو مجھ پر درود بھیجتے رہنا' تمہارا درود مجھے ضرور پہنچے گا اور فرمایا: جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ روح کو میری طرف لوٹاتا ہے' میں اس شخص کو سلام کا جواب دیتا ہوں اور فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر فرشتے تعینات کر دیے ہیں جو میری امت کی طرف سے مجھے سلام پہنچایا کریں گے اور فرمایا کہ جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کو مجھ پر کثرت کے ساتھ درود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جائے گا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارا درود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کس طرح پیش ہوگا؟ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم چور چور ہو جائے گا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام علیہم السلام کا گوشت کھانا حرام کر دیا ہے۔ (الفرقان' ص: 172-173)

Marfat.com

قرآن کریم

وَذَكِّرْهُم بِأَيَّامِ اللَّهِ (سورۃ ابراہیم)

تذکرہ علمائے خانپور (ضلع ہزارہ)

بنام

فتح الغفور فی تذکرہ علمائے خانپور

از

مولانا قاضی محمد عبداللہ خانپوریؒ

ایم اے، ایل ایل بی، ایڈووکیٹ، مانسہرہ (ہزارہ)

وتکملہ تذکرہ علمائے خانپور

تحریر کردہ

مولانا حکیم محمد یحییٰ خان شفا تلمیذ مولانا حکیم قاضی عبدالاحد خانپوریؒ

www.KitaboSunnat.com

ناشر

المکتبۃ السلفیۃ

شیش محل روڈ ○ لاہور ○ پاکستان

Marfat.com

تذکرہ علمائے خان پور (ضلع ہزارہ)

مولف: مولانا قاضی محمد عبداللہ خانپوری رحمۃ اللہ علیہ

وضاحت:

علمائے خانپور کا تذکرہ پڑھ کے پتا چلتا ہے کہ یہ سارے علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم حضرت سید محمد عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یافتہ تھے۔ کون عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ؟ وہ جن کو افغانستان سے صرف اس جرم کی پاداش میں نکال دیا گیا تھا کہ یہ وہابی ہیں اور لوگوں کو صرف ایک رب کے در کا منگتا بنانے کی فکر میں ہیں۔ وہ عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ جن کے متعلق حضرت شیخ الکل سید میاں نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرما دیا تھا کہ انہوں نے مجھ سے حدیث پڑھی اور میں نے ان سے نماز پڑھنا سیکھی۔ وہی عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ جن کے بارے میں مولانا شمس الحق ڈیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ان کا ہر ہر بال' ان کا سارا گوشت' ان کی تمام ہڈیاں' ان کا دل' ان کی روح غرض یہ کہ پورا جسم اللہ کے ذکر میں فنا ہو چکا تھا۔ وہی عارف باللہ حضرت عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ جن کے بارے ان کے مرشد حضرت علامہ حبیب اللہ قندھاری رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃ کے تاثرات تھے کہ تم پتھریلے راستوں کا اتنا لمبا سفر پیدل کر کے اب میرے پاس نہ آیا کرو' مجھے اللہ کی ذات عالی سے امید ہے کہ جب بھی تمہیں کوئی مشکل مہم درپیش ہو گی تو اس کے متعلق رہنمائی کیلئے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے دیواروں اور پتھروں کو گویائی عطا کر دے گا۔ وہی عظیم ہستی جن کے بیٹے حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب ذکر کرتے تھے تو چھت کے شہتیر اور مکان کی

Marfat.com

دیواریں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتیں، وہ متوکل شخصیت جنہوں نے اپنے تمام فرزندان کو اپنے آخری وقت میں اپنے پاس بلا کر فرمایا تھا کہ میں تمہارے لئے کوئی مالی ورثہ چھوڑ کر نہیں جا رہا۔ تمہیں جب بھی کسی چیز کی ضرورت پڑے تو میرے رب کو کہنا کہ یا اللہ! ہم تیرے عبداللہ کے بیٹے ہیں، انہوں نے ساری عمر تیری خاطر گزاری اور وہ ہمیں بھی تیرے ہی سپرد کر کے اس دنیا سے چلے گئے ہیں۔

قارئین! آیئے اب دیکھتے ہیں کہ اس فنا فی اللہ ہستی کا علمی اور روحانی فیض ضلع ہزارہ میں کس طرح پھیلا اور ان کے فیض یافتگان سے مزید کون کون حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے مقصد حقیقی کو پا گیا کیونکہ جب تک "ویزکیھم" والے مشن (تزکیہ وتصوف اور طریقت وحقیقت) کو قرآن وسنت کی تعلیم کے ساتھ شامل نہ کریں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے اصل مقصد کو ہم نہیں پا سکتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے متعین کردہ عقائد واعمال سے مکمل طور پر مستفید نہیں ہو سکتے۔

(از: مرتب عفی اللہ عنہ)

قاضی خاندان کی علمی خدمات

جماعت اہل حدیث کی مسلکی فضا اور بعض دیگر ناگزیر وجوہات کی بنا پر قاضی خاندان کی علمی خدمات سے اہل حدیث کی نئی نسل ناواقف ہے اس وجہ سے علمی ذوق رکھنے والوں کو مدت سے اس کا احساس تھا کہ تلامذہ حضرت شیخ الکل رحمۃ اللہ علیہ کی شاخ ہزارہ کے اِس خاندان کی خدماتِ دین کو قلم بند ہونا چاہئے۔ میرے بزرگ دوست مولانا ابو یحییٰ امام خان نوشہروی رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی خاندان کے بقیۃ السلف بزرگ قاضی محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ وہ اس خلا کو پر کریں۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سعی ومحنت سے یہ اہم کام سرانجام پا گیا۔ انہوں نے "فتح الغفور فی

Marfat.com

ذکر علمائے خانفور'' کے نام سے یہ کتاب ترتیب دے کر اس خاکسار کے سپرد کر دی۔ خاکسار خاک پائے بزرگاں محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ (مدیر ہفتہ روزہ الاعتصام' لاہور)۔ (تذکرہ علمائے خانپور' ص:6)

قاضی عبدالصمد خانپوری رحمۃ اللہ علیہ

قاضی یوسف حسین مرحوم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ''امام الخشوع'' کتاب میں 1238ھ لکھا ہے اور اسی کتاب میں قاضی عبدالصمد مرحوم کے متعلق لکھا ہے کہ قاضی عبدالصمد صاحب نے سید شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات بھی کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی برکات بھی حاصل کیں۔ (تذکرہ علمائے خانپور' ص:10)

خانپور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد پیرانوالی میں سلسلہ درس و تدریس جاری کیا جو اس قدر مشہور ہوا کہ نہ صرف ضلع ہزارہ بلکہ کشمیر اور سرحد پار کے لشکرِ مجاہدین سے بھی طالب علم یہاں آکر مستفیض ہوئے۔ (تذکرہ علمائے خانپور' ص:11)

مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا درس

آپ رحمۃ اللہ علیہ صوفی مشرب تھے' مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ بھی پڑھایا کرتے تھے چنانچہ خان پور کے ایک بڑے راجہ' راجہ فیروز خان نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے مثنوی مذکور پڑھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس پر بڑی سختی کیا کرتے تھے لیکن شرافتِ خاندانی کی وجہ سے وہ برداشت کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ استاد صاحب جتنی سختی مجھ پر کرتے ہیں اگر اپنے بیٹوں پر کریں تو وہ ملک چھوڑ کر بھاگ جائیں۔ ایک دفعہ راجہ صاحب کو چند روز کیلئے ہری پور جانا پڑا' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا کہ سبق کا ناغہ نہ کرنا' ہری پور میں فلاں مولوی صاحب سے پڑھ لینا۔ راجہ صاحب وہاں ان مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلے گئے اور مثنوی کھول کر سبق پڑھنا شروع کر دیا لیکن تسلی نہ ہوئی' واپسی پر انہوں نے کہا کہ ہمارے استاد صاحب تو مثنوی کی تشریح اس خوبی سے کرتے ہیں کہ سننے والا

Marfat.com

محسوس کرتا ہے کہ خود مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب کی شرح کر رہے ہیں۔
(تذکرہ علمائے خانپور، ص:16)

ذکرِ قلبی کی پیاس

آپ رحمۃ اللہ علیہ قلب کا ذکر جاری کرنے کے خواہاں تھے، چنانچہ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی غرض سے حضرت صاحب کوٹھہ والے رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے تھے جو صاحبزادہ عبدالقیوم مرحوم (بانی اسلامیہ یونیورسٹی پشاور) کے نانا تھے اور اندھیرے میں مسجد جاتے ہوئے راستہ میں ایک مشرک بدعتی کے ہاتھوں شہید ہوئے تھے۔

اسی اثناء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خبر ملی کہ حضرت عارف باللہ سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ہری پور میں تشریف فرما ہیں اور بڑے ولی اللہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں جا کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی غرض اجرائے ذکر قلب کی بیان کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کیا پہلے بھی آپ اس غرض کیلئے کسی کے پاس گئے ہیں؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کوٹھہ جانے کا ذکر کیا اور کہا وہاں سے اجازت ہی اجازت ہے، اس پر عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے توجہ کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر قلب جاری ہو گیا۔ عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اس سے پیشتر میں نے کسی شخص کا دل اس قدر صاف نہیں پایا جتنا قاضی محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا محسوس کیا۔ (تذکرہ علمائے خانپور، ص:17-16)

بیواؤں کے ساتھ حسن سلوک

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹوں اور طالب علموں کے ساتھ جنگل سے لکڑیاں لانے کیلئے جایا کرتے تھے اور خود لکڑیوں کا اتنا بڑا گٹھا سر پر اٹھا کر لاتے جتنا بڑا اور کسی کا نہ ہوتا اور گھر پہنچ کر اپنی سالیوں کے کمروں میں پہلے لکڑیاں رکھواتے کیونکہ وہ دونوں بیوہ ہو چکی تھیں تا کہ وہ یہ محسوس نہ کریں کہ وہ بے آسرا ہیں۔ سحری کے وقت دریائے ہرو سے ایک بڑا گھڑا پانی کا بھر کر خود لاتے اور گھر کا کام کاج بھی اپنے ہاتھ سے کرتے اور کہتے کہ یہ سنت ہے۔ (تذکرہ علمائے خانپور، ص:19)

Marfat.com

وفات کے بعد شاگرد سے ملاقات

آپ رحمۃ اللہ علیہ عصر کے بعد شہر سے باہر پہاڑ کی جانب تفریح کیلئے جایا کرتے تھے بعض طالب علم بھی آپ کے ساتھ ہوتے۔ وہاں ایک جگہ جا کر بیٹھ جاتے، ہمراہی کہتے کہ اب واپس جانا چاہئے مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے جب میں اس جگہ آکر بیٹھتا ہوں تو مجھے ایسا سکون قلبی محسوس ہوتا ہے جو کسی اور جگہ نہیں ہوتا اور یہاں سے اٹھنا مجھے بڑا دوبھر معلوم ہوتا ہے۔ خدا کی قدرت کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر اسی جگہ بنی جہاں زندگی میں انہیں سکون قلبی حاصل ہوا کرتا تھا، وفات کے چند روز بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک شاگرد کے خواب میں آئے، اس نے پوچھا جناب! آپ کس حال میں ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا الحمد للہ! بڑے آرام میں ہوں، بس شام سے پیشتر ساتھ والی پہاڑی پر دو شیطان آتے ہیں اور تکلیف دیتے ہیں۔ وہ طالب علم اس خواب کی بنا پر شام سے پیشتر قبرستان میں پہنچا، کیا دیکھتا ہے کہ زمینداروں کے دو لڑکے قریب کی پہاڑی پر بانسری بجا رہے ہیں، اس نے دل میں کہا کہ یہی وہ دو شیطان ہیں جن کا ذکر قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں کیا ہے۔ اس نے انہیں ڈانٹا اور کہا کہ پھر کبھی یہاں آکر یہ شیطانی نہ کرنا۔ (تذکرہ علمائے خانپور، ص:20)

شہیدین کے فیوض

خانپور کا علاقہ اپنی خوش نصیبی کے باعث مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دھلوی رحمۃ اللہ علیہ اور سید احمد شہید بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے انوار سے بھی مستفید ہوا، راجہ نجف خاں مرحوم جو موجودہ راجگان کے جد امجد تھے، امیر المومنین سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص الخاص مریدوں

ہم تو اس تصوف کے مبلغ ہیں

اللہ تعالیٰ سے پیار ہو جانے کا نام تصوف ہے، اور پھر اس کی رضا حاصل کرنے کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اتباع کرنے کا نام طریقت ہے، اسی کو معرفت کہتے ہیں۔

(حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

میں سے تھے۔ چنانچہ ''سوانح احمدی'' مولف مولانا محمد جعفر تھا تیسری کے صفحہ 305 پر مکتوب نمبر 43 از امیر المومنین سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے موصوف کو ''قدوۃ المخلصین وزبدۃ الصادقین'' جیسے الفاظ سے خطاب کیا ہے۔

غزنوی مرشد کے مرید باصفا

زمانہ ماضی قریب میں راجہ جہاں دادخاں مرحوم چیف آف گکھڑز کی علم دوستی اور تقویٰ کے ثبوت میں یہ امر کافی ہے کہ آپ حضرت عارف باللہ سید عبداللہ صاحب غزنوی ثم امرتسری مرحوم کے مریدان باصفات میں شامل ہوئے اور مدت العمر اسی عقیدے پر فائز رہے جس کی تلقین آپ کو عبداللہ صاحب موصوف نے فرمائی تھی۔

(تذکرہ علمائے خانپور' ص:24)

سکھوں کے شر سے غیبی حفاظت

سکھ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی اور علوشان کے قائل تھے۔ ان دنوں سکھ جس بستی کو لوٹنا چاہتے پہلے نوٹس دے دیا کرتے تھے کہ فلاں روز اس بستی پر دھاوا بولا جائے گا۔ لوگ اپنی چند قیمتی اشیاء جس قدر لے جاسکتے' لے کر کسی دوسری بستی میں بھاگ جاتے اور جب علم ہوتا کہ سکھ چلے گئے ہیں پھر واپس آجاتے۔ ایک دفعہ خان پور میں بھی اس قسم کا نوٹس آگیا' اب راجہ پر جاسب نے سکھوں کی آمد سے پہلے بستی کو چھوڑنا تھا' چونکہ راجگان آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص شاگرد اور مرید تھے' انہوں نے آکر کہا کہ میاں جی! سکھ آرہے ہیں آیئے ہم آپ کو بھی ساتھ لے چلیں۔ فرمایا: کہاں لے جاؤ گے؟ انہوں نے ایک موضع راجدھانی (جو بلند مقام پر واقع ہے) کا نام بتایا۔ پوچھا اگر وہاں بھی سکھ آگئے تو؟ انہوں نے ایک دوسرا اور پھر تیسرا مقام بتایا۔ کہا اگر وہاں بھی سکھ آگئے تو؟ انہوں نے کہا پھر ہمارا بھی خدا حافظ ہے اور آپ کا بھی خدا حافظ ہوگا۔

فرمایا: جو خدا تم مجھے پہاڑوں پر لے جا کر بتاؤ گے' وہ خدا تو یہاں بھی ہے' اس لئے

Marfat.com

ہم تو شہر نہیں چھوڑتے، تم جو مناسب سمجھو کرو۔ ان سب کے چلے جانے کے بعد سکھ وہاں آن پہنچے، ایک سکھ نے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عزیز کو بطور بیگار ایک گٹھڑی اٹھا کر کسی دوسری جگہ لے جانے کو کہا، انہوں نے وہ گٹھڑی اٹھا لی اور اس سکھ کے ساتھ ہو لئے۔ سکھ آگے آگے جا رہا تھا اور وہ اس کے پیچھے پیچھے، اتنے میں اس سکھ نے پیچھے مڑ کر جو دیکھا تو کیا دیکھتا ہے کہ گٹھڑی ان کے سر کے اوپر ایک گز کی بلندی پر ہوا میں ساتھ ساتھ جا رہی ہے، سکھ یہ دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا اور ان کے پاؤں پر گر پڑا اور کہا خدا کیلئے مجھے معاف کر دیں، مجھ سے بڑی غلطی ہوئی جو میں نے یہ کام آپ کے ذمہ لگایا۔ اس سکھ نے جا کر اپنے سردار سے اس کا تذکرہ کیا تو سردار نے حکم دیا کہ ان قاضی صاحبان کے گھروں کے اردگرد پہرہ لگا دیا جائے اور ان حدود کے اندر کسی سکھ کو گھسنے کی اجازت نہ دی جائے۔

غرض شہر کے اس حصے میں پہرہ لگ گیا باقی شہر میں سکھوں نے اپنا کام کیا اور چلے گئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد واپس آئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے حال دریافت کیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً کہا کہ اللہ کے فضل سے ہم بالکل محفوظ رہے اور ہم نے کسی سکھ کو دیکھا ہی نہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے حفظِ امن میں رکھا، لوگ یہ سن کر حیران ہو گئے کیونکہ ان کے خیال میں سکھوں سے بچنا محال تھا۔ (تذکرہ علمائے خانپور، ص: 30-28)

منصبِ خلافت و جانشینی

قاضی عبدالصمد رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی اولاد نرینہ نہیں تھی، صرف تین بیٹیاں تھیں جو تینوں عابدات، صالحات، قانتات، شب زندہ دار اور علم دینی سے سرفراز تھیں۔ گویا خاتونانِ سلف کا بہترین نمونہ تھیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر 100 سال سے تجاوز کر گئی تھی بہت معمر ہو گئے تھے اس لئے اگر کسی جگہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لے جانے کی ضرورت پڑتی تو پالکی میں بٹھا کر لے جایا جاتا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی منجھلی بیٹی کی شادی قاضی محمد حسن عرف غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ آپ کے جدی خاندان میں کوئی آپ کی مسند پر بیٹھنے کے قابل نہیں اور قاضی صاحب نے موصوف داماد و شاگرد میں وہ تمام اوصاف دیکھے جو ان کے قائم مقام ہونے کیلئے ضروری تھے' اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے باضابطہ ایک سند قاضی صاحب موصوف کے حق میں تحریر کی اور تمام شاگردوں اور مریدوں کو وصیت کی کہ میں نے قاضی غلام حسن کو متبنیٰ کر کے اپنا جانشین بنا دیا ہے' وہ انہیں میرا قائم مقام سمجھ کر ہر طرح ان کے تابعدار رہیں' ورنہ خلاف ورزی کرنے والا نافرمان تصور کیا جائے گا اور اس کی نماز و روزہ بھی مقبول نہ ہوں گے۔ اس سند پر معتبرین کی مہریں اور دستخط ثبت کرائے گئے۔ (تذکرہ علمائے خانپور' ص:31)

صاحبزادیوں کی قابلِ رشک اموات

قاضی عبدالصمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دختران میں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی منجھلی دختر زوجہ قاضی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے تقریباً 1901ء میں فوت ہوئیں جن کی موت نماز میں بحالتِ سجدہ وقوع پذیر ہوئی۔ تھوڑے عرصے بعد بڑی دختر بھی اللہ کو پیاری ہوگئیں' آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چھوٹی دختر 1913ء تک زندہ رہیں' موصوفہ نیکی کا مجسمہ تھیں' سوائے عبادات اور ذکر و اذکار اور کوئی مشغلہ نہ تھا' ان کی نظر جاتی رہی لیکن اس کے باوجود عبادت میں کمی نہ آئی اور آخر تک نمازِ تہجد کبھی ناغہ نہیں کی۔ نظر کے چلے جانے کا اگر افسوس تھا تو یہی کہ تلاوت قرآن مجید سے محروم ہوگئیں۔ فرمایا کرتی تھیں اگر صرف بوقتِ تلاوت قرآن مجید نظر درست ہو جایا کرے اور باقی اوقات میں نہ ہو تو میں اسے بالکل محسوس نہ کروں' سردیوں میں بھی رات کو جب دیگر اہل خانہ محو خواب ہوتے' لوٹا اٹھا کر باہر چلی جاتیں اور وضو کر کے محو عبادت ہو جاتیں۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوا کہ واپسی پر دروازے کا راستہ نہ مل سکا اور کمزور و نحیف آواز سے پکارتی رہیں' اگر کسی کو آواز آ گئی تو جا کر پکڑ کر انہیں اندر لے آیا' انہیں کہا گیا کہ جب آپ رات کو اٹھا کریں تو ہمیں جگا دیا کریں تا کہ یہ تکلیف نہ ہو

Marfat.com

اس کے باوجود وقت مقررہ پر بلا اطلاع ہی باہر نکل جاتیں۔ صبح کے وظیفہ کے بعد سو جاتیں جب کھانا کھانے کیلئے جگایا جاتا تو گھبرا کر بول اٹھتیں دیر ہوگئی ہے سورج نکل آیا ہے میری نماز جاتی رہی۔ مرتے وقت اہل خانہ نے دیکھا کہ کمرہ ایک عجیب قسم کی خوشبو سے مہک رہا ہے' بیگم صاحبہ نے گھر کی مستورات سے پوچھا کہ آپ نے ان پر کوئی خوشبو چھڑک رکھی ہے؟ انہوں نے کہا ہمارے پاس خوشبوئیں کہاں ہیں؟ تب معلوم ہوا کہ یہ خوشبو'' فروح وريحان وجنة نعيم '' کا مظاہرہ ہے۔ (تذکرہ علمائے خانپور' ص:33)

قاضی عبدالاحد بن قاضی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ

ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے بمع اپنے چھوٹے بھائی قاضی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ یکجا پائی۔ ذہانت خدادا تھی' اس کے بعد پنجاب کے مختلف علاقوں میں تعلیم پائی' ان اساتذہ کے نام معلوم نہیں ہوسکے' اس کے بعد حضرت عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بمقام خیردی امرتسر بمع برادر خورد حاضر ہوئے اور تعلیم کی تکمیل اسی جگہ کی اور ایک طویل عرصہ تک عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ اس سے پیشتر ان کے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بمقام ہری پور حاضر ہو کر فیض یاب ہو چکے تھے۔

حضرت عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی شفقت

جب دونوں بھائی حضرت عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے فرمایا کہ ان دونوں کا خاص طور پر خیال رکھا جائے کیونکہ یہ ایسے شخص فرزند ہیں جن کے دل جیسا صاف دل میں نے کسی کا نہیں دیکھا۔ حضرت عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دونوں سے بہت محبت اور اخلاص سے پیش آتے اور خصوصی توجہ سے تعلیم دیتے۔ دیگر کتب کے علاوہ عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دونوں بھائیوں نے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی کئی کتابیں سبقاً پڑھیں۔

Marfat.com

وفاتِ ولی پر آسمان کے آنسو

عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وفات سے چند روز پیشتر دونوں بھائیوں کو بلا بھیجا کیونکہ تحصیل علم کے بعد دونوں بھائی اپنے وطن آ چکے تھے۔ عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے وقت دونوں بھائی امرتسر میں موجود تھے۔ جس رات عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا' دونوں بھائی مسجد میں تھے' معمولی سی بارش ہوئی لیکن آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نظر نہ آیا تو (چھوٹے بھائی) قاضی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھائی صاحب سے کہا کہ میرے خیال میں عبداللہ صاحب کا انتقال ہو گیا ہے اور یہ بارش رحمت ان کے استقبال کیلئے ہوئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ڈانٹ دیا لیکن جب صبح کی نماز کیلئے مولانا عبدالواحد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ وضو کرتے وقت ان کے آنسو جاری تھے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ بابا جان کا کیا حال ہے؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس وقت یہ ترشح سا ہوا تھا اسی وقت بابا جان کا انتقال ہو گیا۔ ان للہ و انا الیہ راجعون۔ (تذکرہ علمائے خانپور' ص:37۔36)

پیر صاحب گولڑہ شریف رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تعلقات

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دوستانہ راہ و رسم پیدا کی اور ان کو ملنے گولڑہ بھی چلے جایا کرتے تھے۔ (تذکرہ علمائے خانپور' ص:38)

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت

ایک دفعہ بعد نماز عشا مسجد سے گھر جا رہے تھے ایک کوچہ کے موڑ پر قد آور شخص نمودار ہوا اور قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں پر گر پڑا اور عاجزی سے کہنے لگا کہ برائے خدا مجھے معاف کر دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تم نے میرا کیا قصور کیا ہے جس کی معافی چاہتے ہو؟ میں تو تمہیں جانتا ہی نہیں۔ اس شخص نے جواباً کہا کہ آج یہ تیسری رات ہے کہ میں آپ کے قتل کے درپے تھا (اس کے ہاتھ میں اس وقت خنجر موجود تھا) مجھے میرے بعض دوستوں اور بزرگوں نے یہ کہہ کر آمادہ کیا تھا کہ اس شخص کے قتل

Marfat.com

کرنے میں بڑا ثواب ہے۔ پہلی رات اسی وقت جب آپ یہاں سے گزرے تو میں نے حملے کا ارادہ کیا لیکن میرا ہاتھ جس میں خنجر پکڑا ہوا تھا ہرگز نہ ہل سکا' ہر چند کوشش کی لیکن ہاتھ پھر بھی نہ ہل سکا' میں بے نیل مرام واپس چلا گیا اور ان لوگوں سے جا کر کہا کہ وہ شخص تو کوئی خاص اللہ کا بندہ معلوم ہوتا ہے' تم تو کہتے تھے کہ وہ برا آدمی ہے۔ انہوں نے مجھے ملامت کی اور کہا کہ تمہارا ایمان کمزور ہے پھر جاؤ اور اسے ضرور قتل کر کے آؤ۔ میں ان کے اصرار پر دوسری رات بھی اسی ارادہ سے آیا لیکن پھر وہی قصہ ہوا' باوجود کوشش کے میرا ہاتھ حرکت نہ کر سکا' اسی طرح آج تیسری رات میں پہلے سے زیادہ مستعد اور آمادہ ہو کر ثواب کی نیت سے اس جگہ آ کر چھپ گیا اور دل میں کہا کہ آج یہ ثواب ضرور لوٹوں گا' لیکن آپ اللہ کے خاص بندے ہیں اور مجھے ایک بہت ہی نامناسب اور غیر موزوں کام پر ثواب اخروی کا چکمہ دے کر آمادہ کیا جاتا رہا ہے' میری آپ سے استدعا ہے کہ جو تین راتیں اس بدنیت سے آتا رہا ہوں' برائے خدا مجھے معافی عنایت کریں کہ خدا مجھے اس کی سزا نہ دے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جاؤ' میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ (تذکرہ علمائے خانپور' ص: 49-48)

حملہ کرنے والے کی بری موت

مخالفین آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اذیت پہنچانے کے منصوبے بناتے رہتے تھے' ایک مرتبہ راستے پر جاتے ہوئے ایک شقی نے پیچھے سے لاٹھیوں کے وار کر دیے اور بھاگ کر تنگ کوچوں میں غائب ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ گھر پہنچتے ہی وہ شخص صاحبِ فراش ہو گیا اور واویلہ شروع کر دیا' ہر چند اس کا علاج کیا گیا لیکن اس کا پیٹ پھولنا شروع ہو گیا اور اس نے کہنا شروع کر دیا کہ میں نے ان برے لوگوں کے

> **اس شخص پر تصوف حرام ہے**
>
> جس شخص میں علم کی فراوانی نہیں ہو گی' اس پر تصوف کی حقیقی راہیں کھل ہی نہیں سکتیں۔ صحیح تصوف اور کم علمی کا ایک جگہ جمع ہو جانا ناممکن ہے۔
>
> (مولانا اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

کہنے پر ایک مردِ صالح اور مرد مومن پر حملہ کیا' اسی جرم میں پکڑا گیا ہوں' اب ڈاکٹروں اور حکیموں کی دوائیں کام نہیں آسکتیں۔ اسی طرح فریادیں کرتا ہوا راہیٔ ملک عدم ہوا اور اس کا یہ اعتراف جرم راولپنڈی میں مشہور رہا۔ اس کے بعد پھر کسی بد باطن کو جرات نہ ہوئی۔

(تذکرہ علمائے خانپور' ص:49)

حضرت غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا الہام

ریاستِ کشمیر میں قبر پرستی عام تھی اس لئے جب حضرت سید عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ افغانستان سے نکل کر پشاور میں وارد ہوئے تو وہاں سب مخلصین نے یہ صلاح کی کہ چونکہ آپ ایک سرد علاقہ کے باشندہ ہیں اس لئے بہتر ہوگا کہ انہیں کشمیر بھیج دیا جائے۔ اس زمانے میں چونکہ ریل نہ تھی' اس لئے خچر بانوں سے معاملہ طے کیا گیا اور انہیں کچھ رقم پیشگی بھی دی گئی۔ دوسری صبح کو روانگی کا پروگرام تھا' جب صبح ہوئی تو عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کشمیر جانے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ مجھے آج رات الہام ہوا ہے" ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار "جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں شرک بہت ہے اور مشرکوں کی کثرت ہے اس لئے ہرگز کشمیر نہیں جاؤں گا۔ مخلصین نے پھر بھی اصرار کیا لیکن عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ انکار پر مصر رہے۔

(تذکرہ علمائے خانپور' ص:60)

غزنوی مرشد کا طریقہ بیعت

راجہ جہانداد خان مرحوم چونکہ قاضی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاص الخاص شاگرد تھے اس لئے حسب ہدایت اپنے استاد صاحب کے' حضرت عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت سے بھی مشرف ہوئے' جن کی بیعت میں اقرار کرنا پڑتا تھا کہ" شرک نخواہم کرد' بدعت نخواہم کرد' رسم نخواہم کرد"۔ یعنی شرک نہ کروں گا' بدعت نہ کروں گا اور رسم نہ کروں گا۔ سبحان اللہ! کیسے جامع الفاظ ہیں' جب کبھی راجہ

Marfat.com

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے حدیث پیش کی جاتی تو فوراً فرماتے ہمارا تو حدیث پر ایمان ہے۔

بیعت کی برکات

راجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ای اے سی، سے لے کر ڈسٹرکٹ جج کے عہدوں پر فائز رہے، فرمایا کرتے تھے کہ "یہ حضرت عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کی برکت ہے کہ میں اپنی زندگی میں ان چار عیوب سے محفوظ اور مجتنب رہا:(1) میں نے زنا ہرگز نہیں کیا۔(2) میں نے رشوت کبھی نہیں لی۔(3) میں نے مقدمات میں سفارش کسی کی بھی نہیں سنی۔(4) اور میں نے شراب کبھی نہیں پی، بلکہ گلاس میں پڑی ہوئی بھی کبھی نہیں دیکھی۔(تذکرہ علمائے خانپور، ص:124)

حضرت غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید کے متعلق خواب

ایک دفعہ جب کہ مخالفین نے بہت اودھ مچا رکھا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وجہ سے پریشان تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی قاضی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بھائی صاحب! کیا آپ کو حضرت عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خواب اپنے متعلق یاد ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نہیں۔تو قاضی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک دفعہ انہوں نے آپ سے فرمایا تھا کہ عبدالاحد میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تمہاری ڈاڑھی بالکل میری ڈاڑھی کی طرح ہے۔اس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ پھر؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی ہے؟ تو فرمایا اللہ جل شانہ تم سے حمایتِ توحید وسنت کی بڑی خدمت لے گا' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب میرا دل اس مقابلہ کیلئے پہلے سے زیادہ مضبوط ہو گیا ہے اور ان شاء اللہ مجھے مخالفین پر فتح عظیم نصیب ہو گی' چنانچہ ایسا ہی ہوا۔(تذکرہ علمائے خانپور، ص:129)

قاضی محمد بن قاضی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ کا بچپن

آپ رحمۃ اللہ علیہ سات ماہے پیدا ہوئے تھے اور بہت نحیف اور نازک تھے' بوقت ولادت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو روئی میں لپیٹ کر رکھا گیا۔راج علی گوہر خاں مرحوم جو اس وقت

Marfat.com

خان پور میں راجگان سے معمر ترین بزرگ تھے' یہ سن کر کہ ان کے استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں فرزند تولد ہوا ہے' دیکھنے آئے۔ راجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے طفل کو بڑے ادب سے سلام کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد صاحب کو کہا ماشاء اللہ یہ بہت بڑے قاضی ہوں گے اور بڑے عالم ہوں گے' قیافہ یہ بتا رہا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ مرحومہ فرمایا کرتی تھیں کہ جب آپ شیر خوار تھے میں نماز فجر کے بعد وظیفہ میں مشغول ہوتی' وہ نیند سے بیدار ہو کر میری طرف دیکھتے تو جب تک میں نماز کی ہیئت میں بیٹھی رہتی وہ دودھ کیلئے نہ روتے لیکن جب میں وہ ہیئت بدلتی تو وہ رونے لگ جاتے۔ بچپن ہی سے صابر و شاکر و قانع تھے' جیسے کپڑے پہنا دیئے' جو کچھ کھانے کو دے دیا کبھی ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا۔ (تذکرہ علمائے خانپور' ص:143)

حضرت غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبتِ صالحہ

والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سب کچھ پڑھا چکے جو وہ پڑھا سکتے تھے تو دونوں بھائیوں کو تحصیل علم کیلئے باہر بھیجا۔ پنجاب کے مختلف اساتذہ سے پڑھا' اس کے بعد حسبِ ہدایت والد صاحب (قاضی عبدالصمد خان پوری رحمۃ اللہ علیہ) حضرت عبداللہ غزنوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بمقام خیر دی امرتسر پہنچے' عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں بھائیوں کی ہر طرح دالداری کرتے کیونکہ ان کے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہو چکے تھے۔ غرض کہ دونوں بھائی حضرت عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے مستفیض ہوئے۔ (تذکرہ علمائے خانپور' ص:144)

بابو شیر محمد خان رحمۃ اللہ علیہ کا اللہ کے ساتھ معاملہ

شیخ بابو شیر محمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مخیر اہل حدیث بزرگ تھے' امرتسر میں مسجد غزنویہ سے منسلک تھے' حد درجہ نیک اور دیانتدار افسر تھے۔ مجسٹریٹی اختیار بھی حاصل تھے جنہیں خوفِ خدا مدنظر رکھتے ہوئے استعمال کرتے۔ تمام افسران بالا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دیانتداری اور فرض شناسی کے ثنا خوان تھے۔ اپنے افسر اعلیٰ کے ساتھ دورے میں جب

Marfat.com

نماز کا وقت ہوتا تو کہتے میری نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ انگریز افسر بھی تانگہ سے اتر کر کسی
جگہ بیٹھ جاتا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ خشوع و خضوع سے لمبی نماز ادا کرتے اور افسر انتظار کرتا رہتا۔
راستے میں قرآن حفظ کرتے اور حمائل غزنویہ مترجم کے چند نسخے ساتھ لے جاتے
جس گاؤں میں کسی امام مسجد کو اس کا اہل سمجھتے' اسے ایک حمائل مفت دے کر تاکید کرتے
کہ خود بھی پڑھیں اور ترجمہ مع حواشی لوگوں کو بھی سنائیں۔ غرض ساتھ ساتھ تبلیغ دین کا فرض
بھی ادا کرتے' اپنی تنخواہ سے بقدرِ ضرورت قوتِ لایموت رکھ کر بقایا بیواؤں' یتیموں اور
دیگر مستحقین میں تقسیم کر دیتے۔ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر
والوں سے کہا کہ میں تمہارے لئے کوئی روپیہ نہیں چھوڑ چلا لیکن فکر نہ کرنا میں نے تمہارے
لئے ایک ایسے بینک میں رقم جمع کروا رکھی ہے جو کبھی دیوالیہ نہیں ہو سکتا۔ مطلب یہ تھا کہ
خدا کے ہاں بشکل خیرات و صدقات جمع شدہ ہے' اللہ تعالیٰ تمہیں محتاج نہیں کرے گا۔
نتیجہ یہ ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے افسر اعلیٰ نے ایک
خطیر رقم فوراً ان کے گھر بھیج کر لکھا کہ فی الحال یہ رقم خرچ کرو اور کسی قسم کا فکر نہ کرنا'
میں تمہارے لئے مستقل آمدنی کا انتظام کر رہا ہوں۔ بالآخر سنا گیا کہ گورنمنٹ کی
طرف سے ان کے پسماندگان کو پانچ مربع اراضی کے عنایت کئے گئے اور وہ مرفہ
الحال ہو گئے۔ (تذکرہ علمائے خانپور' ص:167-166)

قاضی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت

ایک دفعہ مسجد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز ظہر کیلئے تشریف لے گئے' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پگڑی
اتار کر صف پر رکھ دی اور خود سبیل پر بیٹھ کر وضو کرنے لگے۔ اتنے میں ایک منچلا آ نکلا
یہ دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیٹھ پگڑی کی طرف ہے' وہ پگڑی اٹھا کر چلتا بنا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ
وضو سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ پگڑی غائب ہے' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جس شخص نے
کام کیا ہے' بہت برا کیا ہے کیونکہ میں نماز کیلئے وضو کر رہا تھا اور میری پگڑی لے گیا۔
دن بعد ایک شخص اسی وقت مسجد میں آیا اور وہی پگڑی سامنے رکھ کر پوچھا جناب!

Marfat.com

یہ پگڑی آپ کی ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہے تو میری' اس نے کہا جو شخص یہ پگڑی لے گیا تھا وہ جاتے ہی ایسے درد میں مبتلا ہوا کہ دوروز سے اسے ہر قسم کے علاج معالجے سے کچھ افاقہ نہ ہوا اور اس کی حالت حد درجہ نازک ہوگئی اور بچنے کی کوئی امید نہ رہی تو اس نے مجھے اس مسجد کا نشان بتا کر آپ کا حلیہ بھی بتایا اور کہا کہ یہ پگڑی جا کر انہیں واپس کر دو اور میری طرف سے درخواست کرو کہ برائے خدا مجھے معاف کر دیں' میں کسی بزرگ' اللہ تعالیٰ کے بندے کی پگڑی چرالایا ہوں' اگر وہ مجھے معاف کر دیں تو میرے بچنے کی کوئی امید ہو سکتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے پگڑی مل گئی ہے' میں نے اسے معاف کر دیا۔ (تذکرہ علمائے خانپور' ص:170)

وہ آدمی کون تھا؟

قاضی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مالیر کوٹلہ جا کر مولانا سید عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی حدیث پڑھی' رات میں وہاں جاتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے محسوس کیا کہ آپ کے پیچھے پیچھے کوئی شخص آرہا ہے' اور اس کے پرانے جوتوں کی ٹپ ٹپ کی آواز آرہی ہے' تھوڑی دیر تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پرواہ نہ کی لیکن پھر یہ خیال کرتے ہوئے کہ کہیں وہ پیچھے سے وار نہ کر دے' پیچھے مڑ کر اسے دبدبہ سے کہا کہ تم کون ہو؟ اور کدھر جا رہے ہو؟ اس نے سڑک کے ایک طرف اشارہ کر کے کہا سیدو (یعنی اس طرف)۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پھر آگے ہو جاؤ' غرض اسے آگے رکھ لیا' تھوڑی دور جا کر وہ شخص سڑک سے ہٹ کر ایک جانب کو چل پڑا' تین چار قدم چلا ہوگا کہ پھر غائب ہو گیا۔ (تذکرہ علمائے خانپور' ص:177)

ذکر قلبی کیلئے مرشد کی توجہات

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ توجہ فرمایا کرتے تھے جس سے دل کا ذکر جاری ہو جاتا۔ چنانچہ آپ کے والد بھی پہلی مرتبہ عبداللہ غزنوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی

سوچنے کی بات!!!

اگر تزکیہ و تصوف کوئی غیر شرعی چیز ہوتی تو ساری عمر تصوف پر کاربند رہنے والوں کا خاتمہ بالایمان کیوں ہوا؟

(شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی)

Marfat.com

خدمت میں اسی غرض سے حاضر ہوئے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے ان کے دل کا ذکر جاری ہو گیا تھا اور عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ایسا صاف دل آج تک کسی کا نہیں دیکھا' اس لئے میں (قاضی محمد صاحب) نے ایک دن عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جو توجہ کیا کرتے ہیں اور قلب کا ذکر جاری ہو جاتا ہے ذرا مجھ پر بھی یہ عنایت کر دیں تا کہ میرا بھی ذکرِ قلب جاری ہو جائے۔ (تذکرہ علمائے خانپور' ص:179)

قاضی محمد صاحب غوث تھے یا قطب

آپ رحمۃ اللہ علیہ حد درجہ مستغنی المزاج اور قانع تھے' کبھی کسی سے اپنی حالت کا ذکر نہیں کیا۔ فرمایا کرتے کہ اگر میں راجہ جہانداد خاں چیف آف گکھڑز کو آدھی رات کے وقت جگا کر کہوں کہ تم نے اسی وقت فلاں کام کرنا ہے تو وہ فوراً حکم کی تعمیل کرے اور فخر محسوس کرے کہ میں نے اسے ایک خدمت سپرد کی ہے لیکن میں نے مدت العمر کبھی کسی سے کام کا نہیں کہا۔ پشاور کے لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قناعت کے قائل تھے' حافظ محمد رمضان پشاوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ایک دفعہ جماعت اہل حدیث پشاور نے میرٹھ کے ایک عالم دین کی خدمات حاصل کیں جنہیں وہ سو روپیہ ماہوار دیا کرتے تھے لیکن ان صاحب نے ایک دفعہ کوئی ضرورت ظاہر کر کے 3 سو روپے یک مشت علاوہ تنخواہ کے مطالبہ کر دیا جو بمشکل چندہ کر کے پورا کیا گیا۔ اس کے بعد ان کا مطالبہ ہوا کہ مجھے ہر سال یہ رقم یک مشت ادا کیا کرو۔ وہ حیران ہوئے' وہاں کے ایک سرکردہ اہل حدیث شیخ محمد عظیم صاحب نے (راقم کو) مجھے کہا کہ مولوی صاحب کے مطالبے کے بعد ہمیں قاضی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ محمد رمضان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قدر معلوم ہوئی اور ہم سوچنے لگے کہ خدا جانے وہ حضرات غوث تھے یا قطب' یا کیا تھے کہ ہم نے ان کی زبان سے کبھی بھی نہ سنا کہ ہمیں فلاں چیز کی ضرورت ہے' ہمیں انہوں

Marfat.com

نے کبھی محسوس ہی نہ کرایا کہ ان کی بھی کوئی ضروریات ہیں' اب ویسی ہستیاں نایاب ہیں۔

خزانہ غیب سے روزانہ دو روپے ملنا

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد (قاضی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ) صوفی منش تھے' کابل کے ایک صاحب انکے پاس آئے اور جاتے ہوئے ایک وظیفہ بتا گئے اور کہا کہ یہ پڑھ لیا کرو تمہیں غیب سے روزانہ دو روپیہ مل جایا کریں گے۔ ان دنوں دو روپے بڑی چیز تھی' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کابلی سے کہا کہ میرے بیٹوں کیلئے بھی اس وظیفے کی اجازت دے دو اس نے کہا اچھا آپ کے بیٹوں کیلئے بھی میں اس کی اجازت دیتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ قاضی عبدالاحد تو ہوشیار ہیں وہ کسی طرح گزارا کر لیں گے لیکن میرا یہ بیٹا بہت ہی مستغنی المزاج ہے اور کسی بڑے سے بڑے آدمی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ مجھے اس کی معاش کا فکر دامن گیر ہے' بہتر ہو گا کہ اسے یہ وظیفہ سکھا دیا جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں علیحدگی میں بلا کر کہا کہ تمہیں ایک وظیفہ بتاتا ہوں اسے پڑھ لو' تمہیں دو روپے روزانہ غیب سے مل جایا کریں گے جس سے تمہارا گزارا بخوبی ہو سکے گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً کہا میں ایسا وظیفہ نہیں سیکھتا اور نہ ہی وظیفوں کے ذریعے روزی حاصل کرنا چاہتا ہوں' میرا رزاق اللہ تعالیٰ ہے۔ تب والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حیران ہوئے اور دل میں کہا کہ اس کا مقام تو مجھ سے بلند معلوم ہوتا ہے۔
(تذکرہ علمائے خانپور' ص:182)

بھائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر

قاضی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرصہ دراز سے مرض دمہ سے بیمار چلے آ رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی قاضی عبدالاحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے آخری ایام میں بیمار ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بوجہ کمزوری سفر کی سکت نہ رکھتے تھے' ایک دن بغیر کسی اطلاع کے یکایک راولپنڈی کا قصد کر کے روانہ ہو گئے۔ جب بھائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر پہنچے تو ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ سکندر پور والے

Marfat.com

بھی جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص دوست اور محبت تھے' بغیر اطلاع آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہی وہاں پہنچے اور نمازِ جنازہ میں دونوں شریک ہو گئے۔

مرض وفات

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اسہال کی شکایت بھی شروع ہو گئی تھی جس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا آخری دم تک ساتھ نہ چھوڑا' آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وجہ سے صاحبِ فراش ہو گئے تھے اور بستر پر لیٹے لیٹے ہی نماز ادا کرتے۔ بالآخر ایک دن ظہر کی نماز ادا کی' بعد ازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے باضابطہ نمازِ عصر ادا کی اور تشہد میں بلند آواز سے ادعیہ پڑھیں : اللھم اغفرلی والوالدی ولخالتی'' کے الفاظ بھی سب نے سنے۔ والدہ مرحومہ (راقم الحروف) کہتی تھیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی آخری نماز میں بھی اپنی خالتین کو نہیں بھولے۔ نماز ادا کرنے کے بعد لیٹے ہوئے سر سے ٹوپی اتار کر پاس ہی رکھ دی۔ حاضرین نے کہا کہ ہمیں کہا سنا معاف کر دیں نیز غیر حاضرین کیلئے بھی استدعائے معافی کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں سب سے راضی ہوں اور سب کیلئے دعا فرمائی اور تھوڑی دیر بعد اپنے رب سے جا ملے۔ اپنی زندگی کی آخری نماز بھی بڑے اطمینان سے پڑھ کر فوت ہوئے اور ''مبطون'' فوت ہوئے جو حدیث کی رو سے شہادت کی موت ہے۔ (تذکرہ علمائے خانپور' ص:189)

جنت کی ٹھنڈی ہواؤں کا نظارہ

قبر کھودنے والے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہی تھے ایک مستری جس کا نام کریم بخش تھا' وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بہت ہی مخلص شاگرد تھا۔ جب لحد تیار ہو چکی تو قبلہ کی جانب ایک چوکور سراخ نمودار ہو گیا' ہر چند اسے بند کرنے کی کوشش کی گئی لیکن وہ بند نہ ہو سکا۔ ایک شخص نے اس میں جو ہاتھ ڈالا تو سرد ہوا سے جو قبر کے اندر آ رہی تھی اس کا ہاتھ ٹھٹھر گیا' اس پر مخلص شاگرد کریم بخش نے کہا کہ اسے رہنے دو' یہ کوئی سرِ الٰہی ہے جسے ہم نہیں سمجھ سکتے' سب نے سکوت اختیار کیا اور تدفین ہو گئی۔

Marfat.com

مخلص شاگرد کیلئے جنتی مکان

کچھ عرصہ بعد راقم الحروف کا چھوٹا بھائی محمد اسماعیل ایک دن نمازِ جمعہ کی ادائیگی کیلئے گیا اور کافی دیر کے بعد واپس گھر آیا۔ والدہ مرحومہ نے پوچھا کہ تم نے اتنی دیر کیوں لگادی؟ اس نے کہا آج مستری کریم بخش کا انتقال ہوگیا ہے میں اس کی نماز جنازہ کی ادائیگی کیلئے چلا گیا تھا اس لئے دیر ہوگئی۔ والدہ مرحومہ نے کہا کہ میں نے آج رات تمہارے والد صاحب (قاضی محمد رحمۃ اللہ علیہ) کو خواب میں دیکھا کہ ایک عالیشان مکان بنوا رہے ہیں اور کام بڑی پھرتی سے ہو رہا ہے' میں نے پوچھا کہ یہ مکان آپ کس کیلئے بنوا رہے ہیں؟ تو فرمایا کہ یہ مکان کریم بخش کیلئے بن رہا ہے۔
(تذکرہ علمائے خانپور' ص:191-190)

قاضی ابواسماعیل یوسف حسین رحمۃ اللہ علیہ

بچپن کے زمانے میں حافظ محمد رمضان پشاوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ خانپور تشریف لائے' انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا امتحان لیا اور فرمایا کہ یہ بچہ ایک وقت آئے گا ان شاء اللہ یکتائے زمانہ ہوگا۔ (تذکرہ علمائے خانپور' ص:194)

خواب میں علمائے کرام سے اخذِ فیض

ایک دفعہ جب کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مسجد پیرانوالی خانپور میں سوئے ہوئے تھے خواب میں دو جلیل القدر علماء کو دیکھا' ایک نام ''انماطی اور دوسرے کا دمیاطی'' تھا۔ خواب میں ان سے کچھ فیض بھی حاصل کیا۔ بیداری پر کتاب اتحاف النبلاء' مصنف علامہ نواب صدیق الحسن خان قنوجی رحمۃ اللہ علیہ کو کھول کر دیکھا تھا اس میں دونوں جلیل القدر علماء کا تذکرہ پایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس خواب کی تعبیر یہ کی کہ میں ان شاء اللہ دو بڑے جلیل القدر علماء سے فیض حاصل کروں گا۔ ایک تو میاں صاحب سید نذیر حسین ہوں گے' اور دوسرے واللہ اعلم کون ہوں گے۔ اس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کوچ کا عزم کیا اور گھر سے دہلی تک پیدل گئے اور وہاں میاں

Marfat.com

صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے علم حدیث وتفسیر حاصل کیا۔ (تذکرہ علمائے خانپور ص:197)

سفر دہلی کے دوران ایک واقعہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خانپور سے دہلی جاتے ہوئے ایک بڑا نشان الٰہی ظہور پذیر ہوا' جب میں دہلی سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھا کہ بوقتِ سحر میرے پیٹ میں سخت درد اٹھا جس کی وجہ سے میں ہلنے جلنے کے قابل نہ رہا۔ اس وقت مجھے یہ آیت کریمہ یاد آئی ''واستیعنوا بالصبر والصلوٰۃ'' میں نے اس شدتِ مرض میں زمین پر لیٹے لیٹے تیمم کیا اور دو رکعت نماز اشارہ سے ادا کی۔ فراغت کے بعد کافی افاقہ محسوس ہوا' میں نے مزید دو رکعت نماز پڑھی۔ تیسری یا چوتھی مرتبہ نوافل کی ادائیگی سے درد بالکل جاتا رہا۔ (تذکرہ علمائے خانپور ص:198)

دہلی کا سفر قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پاپیادہ طے کیا' راستہ میں کبھی بھنے ہوئے چنوں اور کبھی بیروں اور جنگل کے پتوں پر گزارا کرنا پڑا۔ (تذکرہ علمائے خانپور ص:200)

سفر سمالی لینڈ اور بیعتِ تصوف

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قلمی نوٹ ایک جگہ سے دستیاب ہوئے ہیں جن میں حج کیلئے مکہ مکرمہ جانے سے پہلے بریرہ یعنی سمالی لینڈ جانے کا ذکر ہے وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مہدی سوڈانی شہید رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور اس کے ہاتھ پر بیعت بھی کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مہدی موصوف کی بہت تعریف کیا کرتے تھے کہ وہ نیک آدمی اور پکا مسلمان تھا۔ ہم اس کی مجالس سے محظوظ ہوئے وہ سچا مجاہد فی سبیل اللہ تھا' یہ وہی مہدی سوڈانی رحمۃ اللہ علیہ تھے جن سے لارڈ کنچر نے جنگ کی تھی اور جب وہ شہید ہوئے تو ان کی میت کی بے حرمتی کی' یعنی اس کو جلوا دیا تھا۔ پھر یہی لارڈ کنچر جنگِ عظیم دوم میں جرمن آبدوزوں کے حملہ سے سمندر میں غرق ہوا اور اس کی نعش بھی نہ ملی۔ ڈاکٹر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے عالم برزخ میں ایک بزرگ کا مکالمہ ہمراہ لارڈ کنچر اس طرح لکھا ہے'' ترجمہ: اس بزرگ نے عالم برزخ میں کنچر کو مخاطب کر کے کہا اے کنچر: ایک درویش کی مٹی

Marfat.com

(نعش) کی بے حرمتی کا بدلہ دیکھو کہ آسمان نے تمہاری مٹی (نعش) کو زمین میں ایک قبر تک نہ دی اور تمہیں آخری سونے کی جگہ نمکین سمندر کے سوا کوئی نہ ملی۔

(تذکرہ علمائے خانپور، ص:211-210)

قیافہ شناسی اور زائچہ بنانے میں مہارت

قاضی یوسف حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عزیز نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا ''چچا صاحب! خدا نے ایک لڑکا دیا ہے جو فلاں وقت پیدا ہوا ہے۔ آپ زائچہ بنایا کرتے ہیں ذرا اس کا بھی زائچہ بنا دیں۔ فرمایا: اچھی بات' کسی وقت میں بن جائے۔ جب وہ صاحب چلے گئے تو گھر میں کہا کہ اس کا لڑکا بچنے والا معلوم نہیں ہوتا میں کیوں بے فائدہ تکلیف کروں۔ یہ جواب محض اس کی تسلی کیلئے دیا تھا۔ دوسرے روز وہ بچہ مر گیا۔

(تذکرہ علمائے خانپور، ص:219)

روحانی عملیات سے شغف

جن بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تابع تھے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ عامل بھی تھے کسی کو جنی پکڑ ہو جاتی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کرتے' ایک دفعہ موضع سرادھنا کا ایک معمر شخص جو قاضی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ملنے والوں میں سے تھا' آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا کہ میری لڑکی کو جنی پکڑ ہے' وہ اس مصیبت میں مبتلا ہے اس غرض سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ وہاں تک تشریف لے چلیں اور کچھ کریں۔ گھوڑا سواری کیلئے بھی لایا ہوں' جس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ روانہ ہونے لگے تو اسے فرمایا کہ میرا جانا بے فائدہ ہے وہ جن تو اسے چھوڑ کر جا چکا ہے۔ اس نے پھر اصرار کیا کہ آپ ضرور چلیں۔ اپنے برادرِ مرحوم کے تعلق کی وجہ سے اس کی دلداری

علم نے تجھے کتنا بدلا؟

جس کی رب کے ساتھ رات کو ملاقات نہیں ہوتی وہ بھی کوئی عالم دین ہے؟؟؟

(شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی)

Marfat.com

ضروری سمجھی لیکن جب اس کے گاؤں میں پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے کہا کہ آپ جس وقت خانپور سے روانہ ہوئے ہوں گے اسی وقت وہ جن مریضہ کو چھوڑ کر جا چکا تھا۔

جنات کا دوسرا واقعہ

اسی طرح راجہ جہانداد خاں مرحوم کی دختر نیک اختر کے گھر کی ملازمہ کو جنی پکڑ ہو گئی، ایک ملازمہ آپ کو بلانے گئی، اس مکان میں پتھروں کی سیڑھی پر چڑھ کر جانا پڑتا تھا، جب اس سیڑھی پر چڑھنے لگے تو فرمایا وہ جن تو چلا گیا ہے۔ جب اندر پہنچے تو گھر والوں نے کہا کہ جب آپ سیڑھی چڑھ رہے ہوں گے وہ جن مریضہ کو چھوڑ کر چلا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے اس طرح خبر دیا کرو کہ جن کو پتا نہ چلے کہ تم مجھے بلا رہے ہوں۔ دوسری مرتبہ جب وہ ملازمہ پھر مبتلا ہوئی تو گھر والوں نے چپکے سے ملازمہ کو بھیجا، چنانچہ جب آپ ایک دم اس کمرہ میں پہنچے تو جن گھبرا کر بولا اوہو! ان کو کیوں بلا لائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے جانتے ہو؟ اسے چھوڑ دو، اگر تم پھر آئے تو تمہاری خیر نہیں۔ جن بولا بہت اچھا جناب میں جاتا ہوں پھر کبھی نہ آؤں گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گھر والوں کو کہا کہ مریضہ کے سر کے نیچے ہاتھ رکھ دو۔ یہ عجیب قوم ہے اگر جاتے جاتے مریضہ کا سر چارپائی پر دے مارتا تو اس کا کام ہی تمام کر دیتا۔ لہٰذا اس کے بعد ملازمہ کو کبھی شکایت نہ ہوئی۔ (تذکرہ علمائے خانپور، ص:220)

جنات کا عجیب کیس

موضع نجف پور میں آپ کے والد مرحوم کے ایک مخلص مرید کی زوجہ اس مصیبت میں گرفتار تھی کہ جن اسے اٹھا کر لے جاتے اور پہاڑوں کی خطرناک اونچی چوٹیوں پر کھڈوں کے پاس بٹھا دیتے جہاں وہ سخت خوفزدہ ہوتی یا اسی طرح کسی اونچے درخت کی چوٹی پر بٹھا دیتے، سخت پریشانی کا سامنا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کیفیت کا ذکر کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ایک ورد بتایا اور کہا کہ اس کے پڑھنے کے بعد جن تمہیں کسی اونچی جگہ لے جائیں گے اور وہاں کسی پھل کے دو دانے پیش کریں گے اور کہیں گے کہ کون سا دا

Marfat.com

تمہیں پسند ہے؟ وہ لے لو' تم بالکل نہ گھبرانا اور کہنا میں چھوٹا دانہ لوں گی۔ وہ کہیں گے یہ بڑا اچھا ہے یہ لے لو' مگر تم بغیر کسی خوف کے کہنا کہ نہیں میں چھوٹا دانہ ہی لوں گی' اس پر وہ تمہیں وہاں سے گرا دیں گے لیکن تمہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے گی' پھر خیر ہو جائے گی۔

چنانچہ جن اسے ایک شہتوت کے درخت کی چوٹی پر لے گئے جوان کے گھر کے صحن میں موجود تھا' اور دو پھل پیش کر کے بڑا دانہ لینے کی ہدایت کی' مگر اس کے اصرار پر اسے جھڑکتے ہوئے کہا کہ پھر یہ لو اور گرا دیا۔ وہ بغیر کسی تکلیف کے صحن میں پہنچ گئی اور اسے ہمیشہ کیلئے اس مصیبت سے نجات مل گئی۔ راقم الحروف نے وہ درخت ان کے صحن میں خود دیکھا تھا' جس کتاب میں وہ ''ورد'' منقول تھا بغداد جاتے ہوئے جہاز میں بمع دیگر اشیاء چوری ہو گئی تھی۔ (تذکرہ علمائے خانپور' ص:221)

مخلص شاگرد کیلئے جن کا تحفہ

خانپور میں قیام کے آخری دنوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ایک صاحب بہت مخلص اور خدمتی تھے' وہ اکثر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مکان میں رہتے جس میں قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکیلے رہتے تھے اور خدمت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان سے بہت خوش ہوئے۔ قبل از وفات آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا کہ میں اب چند روز کا مہمان معلوم ہوتا ہوں اس لئے ایک جن تمہارے سپرد کرتا ہوں جو بوقتِ ضرورت تمہارے کام آئے گا' اگر تمہیں کوئی مشکل درپیش ہو تو تم اس سے استفادہ کر سکو گے' چنانچہ ایک جن ان کے حوالہ کر دیا اور اس کا نام بھی بتا دیا۔

وہ جن مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گاؤں کے قریب ہی ایک غیر آباد جگہ میں سکونت پذیر تھا اس نے مولوی صاحب کو ایک جگہ کی نشاندہی کر کے کہا کہ جب کوئی کام درپیش ہو تو یہاں آ کر مجھے نام سے پکارنا تو میں حاضر ہو جاؤں گا۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد مولوی صاحب موسم گرما میں ایک رات سوئے ہوئے تھے' صبح اٹھے تو دیکھا کہ مکان کی پشت کی طرف سے نقب لگی ہوئی ہے اور تمام اثاثہ غائب ہے۔ چور

Marfat.com

بالکل صفایا کر گئے تھے' مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو استاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جن یاد آیا' چنانچہ انہوں نے کسی سے اس واقعہ کا ذکر نہ کیا اور سیدھے اس ویرانے کی طرف دوڑ پڑے اور اس جن کا نام لے کر آوازیں دیں' تھوڑی دیر بعد وہ جن حاضر ہوا اور پوچھا کیسے آنا ہوا؟ مولوی صاحب نے سارا واقعہ سنایا۔ اس نے کہا فکر نہ کریں آپ واپس گھر چلے جائیں۔ مولوی صاحب گھر واپس آئے تو دیکھا کہ ایک گھنٹہ کے اندر ان کے سامان کی گٹھڑیاں بندھی بندھائی مکان کے کمرے میں موجود ہیں' کھول کر دیکھا تو کوئی چیز مال مسروقہ سے مفقود نہ پائی۔ (تذکرہ علمائے خانپور'ص:222)

استاد کی طرف سے قربانی

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد وہ شاگرد رشید جب تک زندہ رہا' عید الاضحیٰ کے موقع پر ہر سال آپ رحمۃ اللہ کی طرف سے قربانی دیتا رہا۔ (تذکرہ علمائے خانپور'ص:226)

حافظ محمد غوث بن محمد محسن خانپوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ قطب شاہی اعوان تھے اور جدی پشتی حفاظ قرآن اور علمائے دین کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اس علاقے میں حفظ قرآن کا بہت چرچا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد صاحب عابد وزاہد شب زندہ دار بزرگ تھے۔ جب زمین پر ہل چلانے جاتے تو قرآن شریف' مصلیٰ اور کوزہ پانی کا ہمراہ لے جاتے' جب ذرا فراغت ہوتی تو وہیں تلاوت قرآن میں مصروف ہو جاتے اور اگر نماز کا وقت آجاتا تو نماز بھی وہیں ادا کر لیتے۔ (تذکرہ علمائے خانپور'ص:242)

مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حفظ قرآن کے بعد پہلے اپنے والد ماجد سے تعلیم حاصل کی۔ مزید علم کی تحصیل کیلئے گھر چھوڑا' دوسرے اساتذہ کا تو علم نہیں ہو سکا لیکن یہ امر یقینی ہے کہ آپ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔

Marfat.com

مہمان کی آمد کی خبر بذریعہ کشف

اکبر الہ آبادی مرحوم آپ کے ہم سبق رہے تھے' ایک مرتبہ وہ راجہ جہانداد خاں مرحوم کی خاطر خان پور تشریف لائے۔ دوران گفتگو انہوں نے راجہ صاحب سے دریافت کیا کہ خان پور کے حافظ محمد غوث شاہ صاحب ہمارے ہم درس تھے' ان کے متعلق آپ کچھ بتا سکتے ہیں۔ راجہ صاحب نے کہا وہ اس جگہ موجود ہیں ابھی ان کو بلوا لیتے ہیں' اکبر مرحوم نے کہا نہیں میں خود ان کو ملنے جاؤں گا۔ ایک ملازم ان کے ہمراہ کر دیا کہ انہیں حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر لے جائے۔ مکان کے قریب جب پہنچے تو حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بلا اطلاع ننگے پاؤں باہر نکل آئے اور ان سے بغل گیر ہوئے اور دیر تک دونوں روتے رہے۔ (تذکرہ علمائے خانپور' ص: 244-243)

غزنوی مرشد کی خدمت میں حاضری

آپ عابد وزاہد شب زندہ دار اور قاری نامدار تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قرات سے متاثر ہو کر راولپنڈی کے بعض معززین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے استدعا کی کہ اگر ایک رکوع تلاوت قرآن کا ریکارڈ میں محفوظ کرا دیں تو بہتر ہوگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قرات آئندہ نسلیں بھی سن سکیں گی لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سختی سے انکار کر دیا۔ سید عبداللہ غزنوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہندوستان میں جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو علم ہوا تو وطن سے پیدل چل کر آپ رحمۃ اللہ علیہ غزنی پہنچے اور ان سے فیوض و برکات حاصل کیں۔

معمولاتِ یومیہ

بچپن میں خاکسار راقم الحروف اپنی نانی صاحب کے ہاں رات کو سویا کرتا تھا حافظ محمد غوث صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے نانا تھے' رات کے وقت جب بھی میری آنکھ کھلتی تو میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مصلے پر کھڑا قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے ہی دیکھتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تقسیم اوقات یہ تھے۔ ''جب صبح فجر کی نماز کیلئے مسجد جاتے تو بعد نماز اشراق تک ورد و وظائف میں مشغول رہتے' نماز اشراق کے بعد طالب علموں کو سبق پڑھاتے اور

Marfat.com

بعد میں گھر تشریف لے آتے۔ کھانا کھانے کے بعد تھوڑی دیر قیلولہ فرماتے پھر ظہر سے قبل مسجد تشریف لے جاتے۔ شام کی نماز سے پہلے ہمارے گھر بھی ضرور آتے پھر مسجد جا کر عشا تک وہیں رہتے۔ پھر گھر آ کر رات کا کھانا کھاتے' پھر تھوڑی دیر کیلئے سو جاتے' پھر اٹھ کھڑے ہوتے اور طویل نماز تہجد میں مصروف ہو جاتے اور نماز فجر کے وقت تھوڑی دیر پہلے مسجد چلے جاتے اور چوبیس گھنٹے اسی طرح خرچ کرتے۔ (تذکرہ علمائے خانپور' ص:246-245)

روحانیت کی برکت رزق میں

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اراضی تو اتنی زیادہ نہیں تھی لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اتقاء کی برکت سے سال بھر کسی غلہ کی کمی نہ ہوتی بلکہ ہر ایک چیز حتیٰ کہ دالیں کپاس بھی اپنی ہی زمین کی بافراط موجود پائی جاتیں۔ (تذکرہ علمائے خانپور' ص:246)

جنات کا ڈیرہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مکانوں میں جنوں کا ایک ڈیرہ مقیم تھا اور بقول انکے وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قرات قرآن پر فدا تھا' اگر کوئی شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خیانت کسی رنگ میں کرتا تو اسکی خوب خبر لیتے اس سلسلہ کے دو واقعات تو میرے چشم دید ہیں۔

ملازمہ کی ٹھکائی

محلے کی ایک عورت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کام کاج کیا کرتی تھی اور کپڑے بھی دھویا کرتی تھی' ایک مرتبہ اس نے کپڑے دھونے کے بعد جو صابن بچ گیا تھا واپس نہ کیا اور گھر لے گئی۔ رات کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کے ایک دوسرے

اہلحدیث صوفی پر رحمت کا نزول

مولانا محی الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ [کی] وفات کی خبر ملی تو ہم دونوں میاں بی[وی] اسی وقت (رات ایک بجے) ان [کے] گھر پہنچے' جا کر دیکھا تو ان کی میت [کے] اوپر آسمان سے ایک خاص قسم کی [روشنی] مسلسل برس رہی تھی۔

(مسز ڈاکٹر۔ز۔م خان ایم بی بی ایس' سا...)

Marfat.com

کمرے میں سویا کرتی تھی اگلے دن سورج کافی چڑھ گیا اور باہر نہ آئی۔ اسے آوازیں دی گئیں کہ تم باہر کیوں نہیں نکلتی؟ اس نے اندر ہی سے جواب دیا کہ میں نکل ہی نہیں سکتی، میرا سر چارپائی کی داون میں پھنسا ہوا ہے، دروازہ اکھاڑا گیا اور دیکھا کہ اس کی گردن داون میں پھنسی ہوئی ہے۔ داون کھول کر اسے نکالا گیا تو اس نے اقبال جرم کیا کہ مجھ سے غلطی ضرور سرزد ہوئی تھی۔ مجھے رات بھر تختوں سے مارتے رہے اور کہتے رہے کہ تم نے حافظ صاحب کا صابن کیوں چرایا ہے۔ پھر مجھ سے توبہ کرائی اور بالآخر میرا سر داون میں پھنسا دیا (میں نے اس عورت کی پیٹھ پر تختوں کی ضرب کے بہت سے سرخ نشانات خود دیکھے ہیں)۔

طالب علم کو سزا

اسی طرح ایک طالب علم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قلمدان میں سے ایک چاقو چرا لیا، اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا، صبح اسے داون کے پنجہ سے چھڑایا گیا۔

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دم کا اثر

برائے شفائے امراض آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دم نہایت موثر تھے اور لوگوں کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دم سے بہت فائدہ پہنچتا، جنی پکڑ والے اکثر آتے، جن کو آپ رحمۃ اللہ علیہ اتنا ہی کہتے کہ اس بے چارے کو کیوں تنگ کرتے ہو؟ اسے چھوڑ دو اور چلے جاؤ۔ بس اتنا کہنا ہوتا کہ بیمار ہوش میں آجاتا اور پکڑ کر اثر دور ہو جاتا۔

دور سے ہی دم کے فوائد

ایک مرتبہ راجہ گوہر خاں (رئیس خانپور) کا ایک ملازم آیا اور کہا کہ راجہ صاحب کے شکاری کتوں کو ایک باؤلے کتے نے کاٹ لیا ہے اور خطرہ ہے کہ وہ سب باؤلے ہو کر ضائع نہ ہو جائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مکئی کا تھوڑا سا آٹا منگوایا اور اس ملازم کو کہا کہ اسے پانی ملا کر گوندھو اور اس کا ایک گولہ بناؤ۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس گولے پر دم کیا اور ملازم کو کہا کہ اسے دو حصوں میں تقسیم کر دو۔ اس نے جب کھولا تو دونوں حصوں کے اندرونی

Marfat.com

جانب بال پھنسے ہوئے تھے جو اسی رنگ کے تھے جس رنگ کے باؤلے کتے نے شکاری کتوں کو کاٹا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا چمٹے سے بال دونوں حصوں سے چن کر نکال پھینکو۔ اس نے سب بال نکال ڈالے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ گولہ بنوایا پھر اس پر پڑھ کر پھونکا' اسی طرح دو تین مرتبہ دم کرتے اور بال نکلواتے گئے' حتیٰ کہ کوئی بال نمودار نہ ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جاؤ اب خیر ہو گئی ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ کتے تو راجہ صاحب کی ڈیوڑھی میں تھے' جو آپ کے مکان سے دو تین سو قدم کے فاصلے پر تھی' پھر بھی یہ عمل کرنے سے کتے صحت یاب ہو گئے۔ (تذکرہ علمائے خانپور' ص:248-247)

اللہ کا نام لیتے ہی روح پرواز کر گئی

قاضی احمد دین صاحب کی والدہ محترمہ نے ذکر کیا کہ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے آخری دن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نماز عصر کے وضو کیلئے پانی مانگا' وضو کر کے لیٹے لیٹے ہی نماز عصر شروع کر دی۔ دوران نماز ہی حالت کچھ دگرگوں نظر آئی۔ انہوں نے اپنے والد حافظ عبدالرحمٰن صاحب جو قریب ہی نماز پڑھ چکے تھے کہا کہ ان کی حالت کچھ بدلی ہوئی معلوم ہوتی ہے' انہوں نے آتے ہی حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے کہا ''من ربک'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دو یا تین مرتبہ ''ربی اللہ'' کہا اور روح پرواز کر گئی۔

قبر پر رحمت کی بارش

آپ رحمۃ اللہ علیہ راولپنڈی میں ہی دفن ہوئے' ایک ہفتہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے ایک پڑوسی نے بیان کیا کہ جس روز سے یہ صاحب یہاں دفن ہوئے ہیں میں ہر رات آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر روشنی کا ایک مینار قبر سے لے کر آسمان تک متواتر دیکھتا رہتا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک بڑی بزرگ ہستی تھی۔ اس کے ذکر کرنے کے بعد پھر کبھی روشنی نظر نہ آئی۔ (تذکرہ علمائے خانپور' ص:249-248)

Marfat.com

فقہائے ہند

جلد اوّل

www.KitaboSunnat.com

پہلی صدی ہجری سے آٹھویں صدی ہجری تک

محمد اسحاق بھٹی

ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ
کلب روڈ۔ لاہور

Marfat.com

فقہائے ہند (جلد اول)

از: مولانا اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ

وضاحت:

اپنے وقت کے امام ذہبی، سلطان القلم، مورخ اہل حدیث مولانا بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تصنیفات ایک طرف، مگر ان کی تصنیف ''فقہائے ہند'' ان کی تمام ادبی خدمات کا شاہکار ہے۔ صدیوں پرانے علماء و صوفیاء کا باحوالہ تذکرہ، مستند واقعات، ان کی سچی کرامات اور ان کی زندگی میں تصوف و طریقت کا رنگ قارئین کے سامنے دلنشین انداز میں پیش کرنا خود حضرت بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت سے کم نہیں۔

زیرِ نظر ''فقہائے ہند'' کی پہلی جلد میں بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل دے کر یہ ثابت کیا ہوا ہے کہ گزشتہ ادوار کے تمام صوفیائے عظام، جلیل القدر عالم دین بھی تھے۔ پہلے مروجہ نظام تعلیم کے مطابق شرعی علوم میں کامل دسترس حاصل کرتے، پھر حاصل کئے ہوئے علم کو حلم سے مزین کرنے کے واسطے کسی اہل دل کی صحبت و ملازمت میں رہنا اپنے اوپر فرض قرار دیتے۔ یعنی ''العلماء ورثة الانبياء'' پر عمل کرتے ہوئے ''يتلوا عليهم اياتنا ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة'' کے مطابق بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تینوں مقاصد کی وراثت سنبھالنے کیلئے سند و اجازہ حاصل کرتے۔ انہی ظاہری اور باطنی علوم کی جامع شخصیات کے متعلق تفصیلی معلومات آپ کو آئندہ سطور میں وافر مقدار میں ملیں گی۔ (از مرتب)

Marfat.com

بزرگان دین سے روحانی فیض کا حصول

سلطان شمس الدین ایلتمش رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن میں بخارا کے ایک سوداگر کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا اور پھر اسی پر بس نہیں ہوئی بلکہ تقدیر نے اس کو اس سے بھی جدا کر دیا اور وہ ایک دوسرے شخص حاجی جمال الدین چست قبا کے قبضے میں چلا گیا۔ حاجی جمال اس کو بغداد میں لے گیا۔ بغداد ان دنوں علماء و مشائخ کا گہوارہ تھا اور ایلتمش رحمۃ اللہ علیہ وہاں اپنی صغرسنی کے باوجود ان بزرگان دین کی مجلسوں میں باقاعدہ حاضر ہوتے اور اور ان سے روحانی فیض حاصل کرتے رہے۔

پیشانی پر بادشاہت کا نور

ایک روز ان کے مالک حاجی جمال الدین کے مکان میں اس دور کے عظیم بزرگوں میں سے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ' شیخ اوحد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ' خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس لڑکے کو دیکھا تو فرمایا: ایں کودک پادشاہ دہلی خواہد شد'' کہ تم دہلی کا بادشاہ بنو گے۔ کچھ عرصہ بعد رفتار زمانہ نے ایک کروٹ لی اور حاجی جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی جا کر ان کو بادشاہ ہند سلطان قطب الدین ایبک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

صوفیائے کرام کا قدردان بادشاہ

اب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ نے ترقی کے دروازے کھول دیئے' اور وہ مختلف منازل طے کرتے ہوئے ہندوستان کے حکمران بن گئے اور دہلی کے تختِ حکومت پر متمکن ہو گئے۔ یہ ہندوستان کے پہلا بادشاہ تھے جو بزرگان دین کے از حد معتقد' پارسا' نیک اور شریعت کے پابند تھے۔ بزرگان دین نے اپنے ملفوظات میں ان کی بہت تعریف کی ہے' سلطان شمس الدین ایلتمش رحمۃ اللہ علیہ حد درجہ متدین اور علماء و مشائخ

Marfat.com

کے عقیدت مند تھے۔ وہ باقاعدہ علماء کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان کی ہدایات کے منتظر رہتے۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص: 27-26)

سلطان ناصرالدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کی درویشانہ زندگی

سلطان ایلتمش رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح جانشین سلطان ناصرالدین محمود رحمۃ اللہ علیہ تھے تمام مورخین اور تذکرہ نگاران کے زہد و اتقاء' عدل و انصاف' رعایا پروری' عبادت و ریاضت اور اخلاقی برتری کے معترف ہیں۔ طبقاتِ ناصری کے مطابق یہ بادشاہ درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے اور ان کی آمدنی کا ذریعہ قرآن کی کتابت تھی۔ سال میں دو قرآن پاک کی کتابت کرتا اور بازار میں معلوم نہ ہونے دیتا کہ یہ قرآن مجید بادشاہ کا کتابت شدہ ہے' تاکہ لوگ اسے زیادہ قیمت میں نہ خرید سکیں۔ پھر انہی کے ہدیے سے گھر کے مصارف پورے کرتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب واحترام

سلطان ناصرالدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس درجہ احترام تھا کہ بغیر وضو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی زبان پر نہ لاتے۔ اس کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ ان کے ایک مصاحب کا نام محمد تھا' ایک دن انہوں نے اسے تاج الدین کہہ کر پکارا تو مصاحب کو یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید کسی وجہ سے سلطان اس سے ناراض ہیں اسی لئے اس کو اصل نام سے نہیں پکارا۔ اس افسوس میں وہ تین دن دربار سے غیر حاضر رہا۔ سلطان نے اس کو گھر سے بلا کر غیر حاضری کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا اے بادشاہ! آپ مجھ کو محمد کے سوا کبھی کسی

> **زنگ آلود آئینے ۔۔۔**
>
> اے علماء کی جماعت! خدارا علمائے سوء میں سے نہ ہوجانا' اس لئے کہ بے عمل عالم ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ کمان بغیر تانت کے یا وہ آئینہ جس پر گرد و غبار کی تہیں جمی ہوئی ہوں۔
>
> (مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

اور نام سے نہیں پکارتے تھے' اس روز خلاف عادت تاج الدین کہہ کر مخاطب کیا تو میں سمجھا کہ مزاج سلطانی میں خاکسار کی طرف سے کوئی تبدیلی پیدا ہوگئی ہے۔ اس پر سلطان نے اصل حقیقت واضح کی اور قسم کھا کر یقین دلایا کہ اس وقت وہ بے وضو تھے' لہٰذا مجھے شرم آتی ہے کہ بغیر وضو کے نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زبان پر لاؤں۔

(فقہائے ہند' جلد اول' ص:29)

مقامِ ولایت میں اعلیٰ طبقہ "عباد"

کرز بن ابو کرز حارثی رحمۃ اللہ علیہ تبع تابعین میں سے ہیں۔ قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کرتے تھے' نہایت عابد وزاہد تھے' ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ عباد میں سے تھے۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:57)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پانچ مشاغل

حافظ الحدیث عبدالرحمان اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ تبع تابعی تھے' ضرورت سے زائد بات منہ سے نہ نکالتے' بہت بڑے مجتہد' عالم حدیث اور فقیہہ تھے۔ ابواسحاق خزاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین پانچ چیزوں کے پابند تھے "التزام جماعت' اتباع سنت' آبادی مساجد' تلاوتِ قرآن مجید اور جہاد فی سبیل اللہ"۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:74)

تصوف ومعرفت میں بلند پایہ بزرگ

شیخ الکبیر ابوعلی سندھی رحمۃ اللہ علیہ تیسری صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔ یہ سندھ کے اہل حقیقت اور اصحاب وجد حضرات میں سے تھے۔ تصوف ومعرفت میں اس درجہ بلند پایہ تھے کہ مشہور بزرگ اور اہل اللہ حضرت ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ان کے وظائف سے فرصت کے اوقات میں' ان کو بعض چیزوں کی تلقین کرتا تھا اور وہ مجھے توحید وحقیقت کی تعلیم دیتے تھے۔

Marfat.com

غیبی خزانے سے ہیرے جواہرات ملنا

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حضرت بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ایک عجیب حکایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابو علی سندھی رحمۃ اللہ علیہ میرے پاس تشریف لائے' آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک تھیلا تھا جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میرے آگے انڈیل دیا' میں نے دیکھا کہ مختلف اقسام کے جواہر میرے سامنے پڑے ہیں' میں نے تعجب سے پوچھا کہ یہ آپ کو کہاں سے دستیاب ہوئے؟ فرمایا: میں ایک وادی سے گزر رہا تھا کہ یہ شمع کی طرح چمک رہے تھے' میں نے ان میں سے اتنے اٹھا لئے' میں نے سوال کیا کہ وادی سے گزرتے وقت آپ پر کیا کیفیت طاری تھی اور آپ کس حالت میں تھے؟ تو فرمایا کہ میں ایسے حال میں تھا جو مجھ سے وابستہ کر دیا گیا۔ پھر اس حال میں آ گیا جو اس سے مختلف تھا۔ یعنی انسان اپنے اعمال کو سامنے لاتا ہے اور اپنی طرف سے ان میں اضافہ کرتا ہے۔ پھر جب اس کے قلب پر انوار معرفت کا غلبہ طاری ہو جاتا ہے تو وہ یہ دیکھتا اور محسوس کرتا ہے کہ تمام اشیائے کائنات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں' اللہ تعالیٰ کے حکم سے قائم ہیں' اللہ تعالیٰ کیلئے معلوم ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائی جا رہی ہیں۔

تصوف کا علم سے گہرا تعلق

ابو علی سندھی رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف خطہ سندھ بلکہ دنیا کے اکابر صوفیاء اور عظیم المرتبت علماء کرام میں سے تھے۔ اس دور کی یہ خصوصیت تھی کہ کوئی کم پڑھا لکھا آدمی تصوف و طریقت اور وجد و حقیقت کی وادی میں گام فرسا ہونے کی جرات نہیں کرتا تھا کیونکہ تصوف کا تعلق علم سے ہے۔ جس شخص میں علم کی فراوانی نہیں ہوگی' اس پر تصوف کی حقیقی راہیں کھل ہی نہیں سکتیں۔ صحیح تصوف اور کم علمی کا ایک جگہ جمع ہو جانا ناممکن ہے۔

(فقہائے ہند' جلد اول' ص: 88-86)

Marfat.com

قافلہ اسلاف کے بے تاب صوفی

احمد بن عبداللہ دیبلی رحمۃ اللہ علیہ قافلہ اسلاف کے ان مسافران راہِ علم اور زمرہ عباد و زہاد سے تعلق رکھتے تھے جو طلب علم کیلئے بے تاب رہتے تھے اور فقر و زہد' عبادت و خلوص' اطاعت الٰہی اور اتباع کتاب و سنت جن کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ طبیعت پر درویشی اس قدر غالب تھی کہ صوف پہنتے جو اس زمانے میں نیک لوگوں کا عاجزانہ و منکسرانہ لباس تھا' بارہا ایسا ہوتا کہ جوتی میسر نہ آتی تو ننگے پاؤں چلتے۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:96)

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی

فخر الدین حسین زنجانی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے فقیہہ اور عابد و زاہد تھے۔ علوم دینیہ اور طریقت و تصوف کے معروف مشائخ میں سے تھے۔ شیخ ابوالفضل محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ سے کسبِ علم کیا اور ایک عرصہ ان کی صحبت و رفاقت میں گزارا۔ تکمیل علم کے بعد واردِ ہند ہوئے اور لاہور میں سکونت اختیار کی۔ مشہور ہے کہ ان کی وفات اس روز ہوئی جس روز شہرہ آفاق بزرگ حضرت علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور میں قدم رنجہ فرمایا تھا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت خواجہ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے جنازے میں شرکت کی تھی۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:101)

مبلغِ اسلام' عظیم صوفی

حضرت مخدوم علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب دسویں پشت سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے' یہ ان قدیم بزرگان دین مبلغین اسلام اور صوفیائے عظام میں سے ہیں جو اس دور میں واردِ لاہور ہوئے جب اس کی فضاؤں پر کفر و عصیان کی تاریکی چھائی ہوئی تھی اور اس پورے علاقے کو شرک کی دبیز چادر نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ ان کی تبلیغ سے ہزاروں افراد نے ظلمتِ کفر سے نجات پائی اور اسلام کی نعمت سے متمتع ہوئے۔ ان کے خاندان کے سب افرد زہد و تقویٰ میں مشہور تھے' ان کے

Marfat.com

والدین غزنی میں فوت ہوئے ان کی قبریں اب بھی وہاں موجود ہیں۔

علماء ومحدثین سے اخذِ علم

حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف علماء وصوفیاء سے فیض حاصل کیا' عام تذکرہ نگاروں نے ان کو عابد وزہد' متقی' صوفی اور مبلغ اسلام لکھا ہے۔ مولانا سید عبدالحئی حسن لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "شیخ ابوالحسن علی بن عثمان بن علی جلابی رحمۃ اللہ علیہ' امام' عالم' فقیہہ اور زاہد تھے۔ شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ' شیخ ابوسعید مہنوی رحمۃ اللہ علیہ' شیخ ابوعلی فضل بن محمد فارمدی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بہت سے علماء ومحدثین سے اخذ علم کیا اور عرصہ تک ان سے وابستہ رہے' پھر وارد ہند ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات میں سے صرف کشف المحجوب کو شہرت حاصل ہوئی حالانکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اور بھی متعدد کتابیں لکھی تھیں۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:103-104)

ابوالحسن بختیار بن عبداللہ صوفی ہندی رحمۃ اللہ علیہ

چھٹی صدی ہجری کے ہندوستان میں بہت سے مشہور محدث وفقیہہ موجود تھے ان میں سے ایک شیخ ابوالحسن بختیار بن عبداللہ ہندی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ صوفی اور محدث تھے' نہایت نیک سیرت عالم تھے' انہوں نے اصفہان میں طبقہ محدثین کی بہت بڑی جماعت سے' اسی طرح بلادِ کوہستان کے اہل حدیث سے احادیث وروایات کی سماعت کی۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:115)

ہر وقت خشیتِ الٰہی میں رہنے والے

سید یوسف بن ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ 450ھ میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں تحصیل علم میں معروف ہو گئے' ایک روایت کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ سے' والد نے اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ اور انہوں نے شہرہ آفاق بزرگ حضرت شیخ ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے اخذِ فیض کیا۔ بہت بڑے عابد وزاہد اور فقیہہ تھے۔ حصول علم کے بعد گردیز

Marfat.com

ملتان منتقل ہو گئے اور دعوت وارشاد کو اپنا مقصد حیات قرار دے لیا۔ ان سے خلق کثیر نے فیض حاصل کیا' انتہائی نیک' بدرجہ غایت عبادت گزار اور ہر آن خشیتِ الٰہی میں رہنے والے تھے ان کی طرف بہت سے کشف وکرامات منسوب ہیں۔

(فقہائے ہند' جلد اول' ص:120)

شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم خلیفہ

شیخ احمد بن محمد المعروف شیخ جمال الدین نعمانی رحمۃ اللہ علیہ جہاں تقویٰ وصالحیت کے اوصاف سے متصف تھے وہاں نامور عالم دین اور فقیہہ بھی تھے۔ ان کا شمار کبار مشائخ چشتیہ میں ہوتا ہے' تصوف وطریقت کیلئے شیخ فرید الدین مسعود اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھے اور ان کے اعاظم خلفاء میں شامل ہونے کا فخر حاصل کیا۔

تصوف وسلوک میں شیخ کا مقام

سلسلہ سلوک میں اس درجہ اونچے مقام پر پہنچے کہ انہی کی وجہ سے شیخ فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ پورے بارہ سال شہر ہانسی میں قیام فرما رہے۔ شیخ فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ان کا مرتبہ سلوک اتنا بلند تھا کہ جب وہ کسی بزرگ کو کسی علاقے کا خلیفہ مقرر فرماتے اور تصوف وسلوک کے سلسلہ کو آگے بڑھانے کی غرض سے اس کو سند واجازہ تحریر کر کے دیتے تو اس کو پہلے شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجتے۔ اگر شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ اس کو لائق خلافت گردانتے اس کی خلافت باقی رہنے دیتے۔ اگر وہ مہر نہ لگاتے اور رد کر دیتے تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کو قبول نہ فرماتے اور کہتے کہ جس کو جمال نے گرا دیا وہ ترقی کی منزلیں طے نہ کر پائے گا۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:122)

شیخ فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کی دامادی کا شرف

شیخ اسحاق بن علی رحمۃ اللہ علیہ عظیم اور زاہد تھے' تحصیل علم کے بعد طویل عرصہ تک دہلی کے مدرسہ معزیہ میں درس وتدریس میں مشغول رہے۔ ایک مرتبہ بخارا جانے کا ارادہ

Marfat.com

کیا اور دہلی سے چلے تو اثنائے سفر اجودھن (پاک پتن) پہنچے۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ اس آبادی میں ایک نیک اور متقی بزرگ شیخ فریدالدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں۔ ملاقات کیلئے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اوراد و وظائف میں مشغول ہو گئے۔ شیخ فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے چہرے اور کردار میں فضیلت کے آثار دیکھے تو اپنے پاس ہی رہنے کا حکم دیا۔ اپنی لڑکی ان کے عقد میں دے دی اور خرقہ خلافت ان کے زیب تن کیا۔ پھر تمام عمر حضرت شیخ فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔ خشیتِ الٰہی کا جذبہ ہر آن قائم رہتا' جب دیکھو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے آنکھیں اشک بار ہیں۔

مرشد سے آخری دم تک وابستگی

شیخ فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعض خلفا اور اصحاب ارادت کو عوام کی رشد و ہدایت کیلئے مختلف علاقوں میں متعین کر رکھا تھا لیکن جب ان (شیخ اسحاق بن علی رحمۃ اللہ علیہ) کو کسی علاقے میں بھیجنا چاہا تو انہوں نے باہر جانے سے معذرت کر دی اور مرشد کی خدمت میں پاک پتن ہی میں مقیم رہنے پر اصرار کیا۔ حتیٰ کہ وہیں فوت ہوئے اور وہیں دفن کئے گئے۔ ان کی تصنیفات بھی ہیں جن میں ایک کتاب کا نام ''اسرار الاولیاء'' ہے جس میں اپنے شیخ فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات جمع کئے گئے ہیں۔

(فقہائے ہند' جلد اول' ص:123_124)

شیخ بدرالدین دلموی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ بدرالدین علوی حسینی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے متقی اور فقیہہ تھے۔ مشائخ چشتیہ میں سے تھے' شیخ کبیر عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہنے کی سعادت حاصل کی اور انہی سے طریقہ چشتیہ کی تعلیم پائی۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:124)

شیخ بدرالدین سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ بدرالدین سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر عالم اور فقیہہ تھے۔ سرزمین ہند کے ان

Marfat.com

مشہور مشائخ میں سے تھے جنہوں نے شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ سے علم طریقت حاصل کیا اور خاصا عرصہ ان سے وابستہ رہے شیخ باخرزی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ سے اخذِ طریقت کیا۔ شیخ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں وارد دہلی ہوئے۔ صورت و سیرت میں نہایت بلند پایہ تھے۔ یہ مشائخ طریقہ فردوسیہ کے پہلے بزرگ ہیں جو ہندوستان آئے اور پھر یہیں سکونت پذیر ہو گئے۔ ان سے شیخ رکن الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے لوگوں سے علم حاصل کیا۔ شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں دہلی میں وفات پائی۔

شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نیکی اور فقاہت میں ممتاز درجہ کے مالک تھے۔ ان کا شمار کبار مشائخ چشتیہ میں ہوتا ہے۔ غزنی سے لاہور آ گئے' پھر لاہور سے دہلی منتقل ہو گئے۔ دہلی میں ان دنوں تصوف و طریقت میں شیخ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا بہت شہرہ تھا۔ یہ ان کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے اور ان سے طریقت کی تعلیم حاصل کی۔ تمام عمر ان سے وابستہ رہے اور ان کی وفات کے بعد دہلی میں ان کے خلیفہ اور جانشین مقرر ہوئے' ان کے دورِ خلافت میں شیخ امام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے علم طریقت حاصل کیا۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:126-125)

شیخ برہان الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ برہان الدین محمود بلخی رحمۃ اللہ علیہ عہد سلطان غیاث الدین بلبن کے اکابر علماء و فضلاء میں سے تھے۔ فقیہہ و محدث' صاحبِ شریعت و طریقت اور شاعر تھے' عارفانہ شعر کہتے۔ انہوں نے ''مشارق الانوار'' براہِ

> **امام کے مقتدیوں پر اثرات**
>
> جس شخص نے پرہیز گار عالم دین کے پیچھے نماز پڑھی' گویا اس نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھی۔
>
> (حضرت مولانا عبد المجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

راست اس کے مصنف علامہ حسن بن محمد صغانی رحمۃ اللہ علیہ سے باسناد سنی۔ سلطان غیاث الدین بلبن ہر جمعہ کو ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اور دیر تک ان کے پاس بیٹھتا۔

صاحبِ کشف والہام کی پیش گوئی

فرماتے ہیں کہ جب میں چھ سات سال کا بچہ تھا ایک دن اپنے والد کے ساتھ جا رہا تھا کہ سامنے سے صاحبِ ہدایہ حضرت شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کی سواری آئی۔ میں ہجوم میں باپ سے الگ ہو گیا' اتنے میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی سواری قریب آ گئی تو میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ انہوں نے میری طرف تیز نظروں سے دیکھا اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ کہلواتا ہے کہ یہ چھوٹا بچہ اپنے زمانے میں علامہ ہوگا"۔ میں نے یہ بات اپنے کانوں سے سنی اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی سواری کے ساتھ چل پڑا۔ پھر فرمایا: خدا تعالیٰ مجھ سے یہ کہلواتا ہے کہ یہ لڑکا اس مرتبے کا حامل ہوگا کہ بادشاہ اس کے دروازے پر حاضری دیں گے۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:127)

برکت علمی کے مٹی پر اثرات

شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کی قبر دہلی میں حوض شمسی کے مشرقی جانب واقع ہے جس کو تختہ نور کہا جاتا ہے۔ وہاں کے اکثر لوگ ان کی قبر کی مٹی اپنے بچوں کو کھلاتے ہیں تاکہ ان کے ذہن میں تیزی پیدا ہو اور وہ زیادہ علم حاصل کریں۔
(فقہائے ہند' جلد اول' ص:128)

شیخ حسام الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ حسام الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ بدرجہ غایت متقی تھے اور ان حضرات عالی مقام میں سے تھے' جو علم و معرفت کے اعتبار سے امتیاز و انفرادیت کے حامل ہیں۔ صاحبِ علم ہونے کے ساتھ ساتھ صاحبِ طریقت بھی تھے اور اس سلسلے میں ان کو شیخ صدر الدین محمد بن زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ تلمذ میں شامل ہونے کا فخر حاصل تھا۔

Marfat.com

خواب میں زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

منقول ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ دیکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہر سے باہر حوض پر وضو کر رہے ہیں اسی وقت آنکھ کھل گئی۔ جلدی سے اس مقام کی طرف دوڑے جو خواب میں نظر آیا تھا دیکھا تو اس میں تازہ پانی کا اثر تھا۔ وصیت فرمائی کہ وفات کے بعد انہیں اسی مقام پر دفن کیا جائے چنانچہ وہیں مدفون ہوئے۔ (فقہائے ہند جلد اول ص: 130)

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا بچپن

حضرت خواجہ معین الدین کا اسم گرامی حسن اور لقب معین الدین رحمۃ اللہ علیہ ہے سلسلہ نسب سولہ واسطوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ عالم و فاضل محدث و فقیہہ عابد وزاہد اور مشہور ولی اللہ تھے جب بارہ یا پندرہ سال کی عمر میں پہنچے تو والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ والد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کیلئے ایک باغ ورثے میں چھوڑا تھا۔ عرصہ تک اس کی آمدنی سے گزراوقات ہوتی رہی باغ کی نگہداشت خود ہی کرتے تھے۔

مجذوب کے جوٹھے کا کمال

ایک دن حسبِ معمول باغ میں بیٹھے تھے کہ ایک مجذوب قلندر باغ میں آئے جن کا نام ابراہیم تھا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے آگے بڑھ کر ان کی خدمت میں انگور کے خوشے پیش کئے لیکن مجذوب نے انگور نہ کھائے اور کھلی کا ایک ٹکڑا دانتوں سے چبا کر خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے منہ میں ڈالا۔ ادھر کھلی کا یہ ٹکڑا حلق سے نیچے اترا اور ادھر قلب نور الہی سے روشن ہو گیا اسی وقت معاملاتِ دنیوی کو چھوڑ کر طلب خدا میں اٹھ کھڑے ہوئے اور سمرقند جا پہنچے وہاں قرآن مجید حفظ کیا اور علوم ظاہری حاصل کئے۔

مرشد گرامی کی خدمت میں حاضری

سمرقند سے عراق پہنچے اور چلتے چلتے قصبہ ہارون تشریف لے گئے وہاں حضرت عثمان

Marfat.com

ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ بیعت کیلئے ہاتھ بڑھائے تو مرشد نے وضو کرایا' دو رکعت نماز پڑھائی' پھر قبلہ رو ہو کر سورۃ بقرہ کی تلاوت کرائی۔ بعد ازاں اکیس مرتبہ درود شریف پڑھایا پھر مرید کا ہاتھ پکڑا اور چہرہ آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا: ترا بخدا رسانیدم و مقبول حضرت او گردانیدم"۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ڈیوٹی ملنا

کچھ عرصہ بعد شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں مدینہ منورہ گئے اور حج بیت اللہ کیلئے مکہ معظمہ بھی پہنچے۔ سیر الاقطاب اور مونس الارواح کی روایت کے مطابق مدینہ منورہ ہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہندوستان جانے کا اشارہ ہوا۔
(فقہائے ہند' جلد اول' ص:131)

ہندوستان میں اسلام کی تبلیغ

ہندوستان آئے تو پہلے لاہور کو اپنا مسکن بنایا' کچھ عرصہ بعد ملتان گئے اور وہاں پانچ سال مقیم رہے' ملتان میں ہندوؤں کی زبان سنسکرت بھی سیکھی' وہاں سے اجمیر پہنچے۔ اس دور میں دہلی اور اجمیر کا حکمران راجہ پتھورا تھا' راجہ اور اس کے حکام یہ نہیں چاہتے تھے کہ حضرت خواجہ اجمیر میں قیام پذیر ہوں مگر وہ ان کو اجمیر سے نکل جانے پر مجبور نہ کر سکے۔ بالآخر ہندو جوگیوں کی خدمات حاصل کی گئیں کہ وہ اپنے جادو اور منتروں کے زور سے ان پر غلبہ پائیں اور انہیں اجمیر کی حدود سے باہر نکال دیں۔ اس سلسلے میں ایک ہندو جوگی جے پال نے پوری کوشش کی مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا اور آخر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اس کا اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا۔ اس کے علاوہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم سے متعدد حکام اور ملازمین بھی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اجمیر اور اس کے نواح میں تبلیغ اسلام کی یہ پہلی کوشش تھی جو ایک عابد و زاہد فقیہہ کی طرف سے شروع کی گئی تھی۔ بے شمار ہندو اسلام قبول کرنے لگے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی سچی پیش گوئی

راجہ نے جب یہ صورتحال دیکھی تو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو جبراً اجمیر سے نکال دینے کی دھمکی دی۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا: ہم پتھورا کو زندہ گرفتار کر کے مسلمانوں کے حوالے کردیں گے۔ یہ پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔ سلطان شہاب الدین غوری نے یکے بعد دیگرے پتھورا پر دو حملے کئے جس میں وہ گرفتار ہو کر مارا گیا' اسکے بعد اجمیر اور اس کا گرد و نواح اسلام کی شمع سے روشن ہو گیا۔

صوفی صافی کو دیکھتے ہی کلمہ پڑھنا

سیر الاولیاء میں ہے کہ "اس سرزمین پر اس آفتاب اہل یقین کے قدم پڑتے ہی جو واقعۃً معین الدین تھا' ان شہروں کی ظلمت' نورِ اسلام سے منور ہوگئی"۔ جدھر نکل جاتے غیر مسلم اس درجہ متاثر ہوتے کہ ان کو دیکھتے ہی مسلمان ہو جاتے۔ اس ضمن میں خزینۃ الاصفیاء کے الفاظ ملاحظہ ہوں: ہزاروں بڑے چھوٹے اس محبوبِ خدا کے حضور حاضر ہو کر مذہب اسلام اور ان کی عقیدت سے بہرہ ور ہوئے۔ یہاں تک کہ اس خاندان عالی مرتبت کی بدولت ہندوستان نورِ اسلام سے جگمگا اٹھا۔ یہی وہ بزرگان اسلام اور علمائے کرام ہیں جن کی تبلیغی مساعی سے ظلمت کدہ ہند' نورِ اسلام سے منور ہوا۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص: 132-133)

شیخ حسین بن علی بخاری رحمۃ اللہ علیہ

سید حسین بن علی رحمۃ اللہ علیہ کو جلال الدین حسین رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ انہوں نے اپنے والد شیخ علی بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ سے تحصیل کی اور علم و معرفت میں اونچے درجے تک پہنچے۔ پھر اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ اور دادا رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ وارد ہند ہوئے اور بھکر پہنچے۔ وہاں سے عازم ملتان ہوئے اور حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت و ملازمت میں رہے۔ سلوک و

Marfat.com

تصوف کا علم حاصل کیا اور واپس بھکر تشریف لے آئے۔

ہندوستان میں علم وصالحیت کا فیضان

عالم دین' عارف باللہ' فقیہہ ' زاہد اور مردِ صالح تھے۔ ہر طرف سے منقطع ہو کر اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہو گئے اور اپنے آپ کو درس وافادہ عام کیلئے وقف کر دیا تھا۔ علماء و مشائخ کی کثیر تعداد نے ان سے اخذ علم کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی نیک اولاد کے عمل و کردار میں بھی بڑی برکت پیدا کی اور انہوں نے اپنے علم وصالحیت سے آفاق ہند کو مالا مال کر دیا۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص: 137)

شیخ حسین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ حسین بن ابوالحسن بدایونی رحمۃ اللہ علیہ عالم' نیک اور عارف باللہ تھے۔ رسیاں بانٹ کر گزر اوقات کرتے تھے اسی لئے رس تاب کے نام مشہور تھے۔ انہوں نے قاضی حسام الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے تحصیل علم کی اور قاضی حمید الدین محمد بن عطا ناگوری رحمۃ اللہ علیہ سے اخذ فیض کیا اور ایک عرصے تک ان سے وابستگی اختیار کئے رکھی۔ یہاں تک کہ مرتبہ کمال پر فائز ہو گئے' خود ان سے ان کے بڑے بھائی شیخ بدر الدین ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے کسبِ فیض کیا۔

شیخ داؤد بن محمد اودھی رحمۃ اللہ علیہ

ساتویں صدی ہجری کے علمائے فقہ کی عظیم جماعت میں شیخ داؤد بن محمد چشتی اودھی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں' یہ فقاہت کے ساتھ ساتھ طریقت میں بھی کامل تھے' انہوں نے علم طریقت شیخ فریدالدین مسعود اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔ شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ

ماں اور مرشد کی اہمیت

جس طرح جسمانی پرورش کیلئے ماں باپ کا ہونا ضروری ہے اسی طرح روحانی تربیت و اصلاح کیلئے مرشد کا دامن پکڑنا فرض ہے۔

(مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

کا مرتبہ علمی اور درجہ تصوف اس قدر بلند تھا کہ شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ بہترین انداز سے ان کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:138)

ولی ابن ولی ابن ولی

حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام زکریا لقب بہاؤالدین تھا' ان کے والد کا نام محمد اور لقب وجیہہ الدین رحمۃ اللہ علیہ تھا' دادا کا نام علی اور لقب کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ تھا' حضرت کمال الدین علی قبیلہ قریش سے تعلق رکھتے تھے اور مکہ مکرمہ میں رہنے والے تھے۔ شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے والد کی وفات کے بعد قراتِ سبعہ کے ساتھ قرآن حفظ کیا۔ پھر حصول علم کی غرض سے بخارا تشریف لے گئے۔ شروع ہی سے اس درجہ نیک اور متقی تھے کہ زمانہ طالب علمی میں بخارا کے لوگ انہیں بہاؤالدین فرشتہ کہا کرتے تھے۔

جلیل القدر محدث کی شاگردی

بخارا سے سوئے حجاز روانہ ہوئے' مکہ مکرمہ پہنچ کر حج کی سعادت حاصل کی پھر مدینہ منورہ میں اس عہد کے جلیل القدر محدث شیخ کمال الدین محمد یمانی رحمۃ اللہ علیہ سے علم حدیث پڑھا۔ شیخ کمال الدین محمد یمانی رحمۃ اللہ علیہ نے پورے 53 سال حرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں درس حدیث دیا اور ان سے بے شمار فقہاء و محدثین مستفید ہوئے۔

شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت وخلافت

شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں پانچ سال قیام کرنے کے بعد بغداد روانہ ہو گئے۔ وہاں حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے اور خرقہ خلافت کے مستحق قرار دیے گئے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ستر روز قیام فرمایا اور تمام نعمائے باطنی سے سرفراز کیے گئے۔

(فقہائے ہند' جلد اول' ص:141-140)

Marfat.com

عشق الٰہی کی آگ

حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کا اس قدر مختصر مدت میں اس درجہ بلند مرتبہ پر فائز ہو جانا' شیخ الشیوخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مریدوں کو ناگوار گزرا اور ان کے دل میں رشک بلکہ حسد کی تخلیق کا باعث بنا۔ انہوں نے شیخ سے عرض کیا کہ ہم ایک عرصے سے آپ کی خدمت میں حاضر ہیں مگر ہم کو ابھی تک اتنی بڑی نعمت میسر نہیں آئی لیکن ایک ہندوستانی آیا اور بہت قلیل مدت میں شیخ ہو گیا؟ یہ اس کیلئے ایک عظیم شے ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: تم لوگ گیلی لکڑیوں کی مانند ہو' جس میں آگ مشکل اور دیر سے لگتی ہے۔ بہاؤ الدین زکریا خشک لکڑی کی مثل تھے' جس میں آگ بہت جلد اثر کرتی ہے۔

مرشد رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر ملتان کا رخ

خرقۂ خلافت پانے کے بعد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو مرشد کی طرف سے واپس ملتان جا کر قیام کرنے اور وہاں کے لوگوں کو فیض پہنچانے کا حکم ملا جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پورا عمل کیا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ جہاں روحانی دولت سے مالا مال تھے وہاں مادی اعتبار سے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بہت کچھ دے رکھا تھا۔ نہایت فیاض' ہمدردِ خلائق' مستغنی المزاج' حلیم الطبع اور بردبار تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مطبخ (لنگر خانہ) ہر وقت پر نعمت کھانوں سے بھرا رہتا' مہمانوں' مسافروں اور درویشوں کے ساتھ خود بھی کھاتے۔

ہر عمل میں اتباع سنت کی جھلک

ایک مرتبہ درویشوں اور عقیدت مندوں کی ایک بڑی جماعت دستر خوان پر موجود تھی' شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر شخص کے ساتھ ایک ایک لقمہ کھایا' ایک درویش کو دیکھا کہ شوربے میں روٹی بھگو کر کھا رہا ہے' اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ فرمایا: سبحان اللہ! سب سے بہتر کھانے کا طریقہ یہی شخص جانتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ نان تر کو دیگر کھانوں پر وہی فضیلت حاصل ہے' جو مجھ کو تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر

Marfat.com

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تمام دنیا کی عورتوں پر ہے''۔ طبیعت میں انکسار اور تواضع بہت زیادہ تھی، اپنی تعظیم و تکریم کا زیادہ خیال نہ فرماتے تھے، اس کی ایک مثال ملاحظہ ہوں: ایک مرتبہ خانقاہ میں حوض کے کنارے کچھ مرید وضو کر رہے تھے، شیخ رحمۃ اللہ علیہ بھی ادھر آ نکلے، ان کو دیکھ کر سب لوگ کھڑے ہو گئے اور سلام عرض کیا۔ مگر ایک مرید بدستور بیٹھا وضو کرتا رہا، وضو مکمل کر کے اٹھا اور آداب و تعظیم بجالایا۔ اس کو فرمایا کہ تم سب درویشوں سے زیادہ عابد و زاہد ہو جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کو مقدم گردانتے ہو۔ (فقہائے ہند، جلد اول، ص: 142-141)

ولی کی وفات کا ولی کو کشف

حضرت بابا فریدالدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان گہری مودت تھی۔ حضرت بابا فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات راحت القلوب میں لکھا ہے کہ جس وقت شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا، اس وقت اجودھن (پاک پتن) میں شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو گئے۔ پھر بڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو فرمایا: برادرم بہاؤالدین زکریا کو لوگ بیابانِ فنا سے شہرستانِ بقا میں لے گئے ہیں''۔ پھر اٹھے اور مریدوں کے ساتھ غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔ (فقہائے ہند، جلد اول، ص: 143)

مولانا شہاب الدین اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ مشہور بزرگ حضرت بابا فریدالدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند گرامی قدر تھے، بڑے متدین اور عالم و فاضل تھے، اپنے عہد کے جید علماء سے تحصیل کی اور افتاء و تدریس کی مسند پر فائز ہوئے، پھر اپنے والد مکرم بابا فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے تصوف و طریقت کیلئے بعض مشائخ چشتیہ کے حضور دوزانو ہو کر بیٹھے، جلیل القدر عالم، صاحب وقار اور عفیف و پاکباز تھے زیادہ وقت اپنے باپ کی خدمت میں گزارتے اور ان سے علم طریقت کے دقیق معانی اور گہرے مطالب سمجھنے کی کوشش

Marfat.com

کرتے، پھر یہ باتیں نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ دوسروں تک پہنچاتے۔ انکے اور شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان سچی محبت اور مضبوط دوستی تھی۔
(فقہائے ہند، جلد اول، ص:152)

خواجہ عزیز کڑکی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ عزیز کڑکی رحمۃ اللہ علیہ بہت نیک، عارف باللہ، عابد و زاہد اور فقیہہ تھے، شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ ان کا ذکر نہایت احترام سے کرتے اور ان کے کشوف و کرامات کی تفصیلات بتاتے ہیں۔ 667ھ میں کڑک کے مقام پر فوت ہو گئے۔
(فقہائے ہند، جلد اول، ص:157)

شیخ علاؤالدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ علاؤالدین علی اصولی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ صالح بزرگ تھے، علوم ظاہری کے بھی شناور تھے اور علوم باطن کے بھی۔ شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اور فرماتے تھے کہ میرے استاد شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے تھے اور خصال حمیدہ میں انہی کے جیسے تھے، ان کے صبر و رضا کا یہ حال تھا کہ اپنے حالات و کیفیات کو چھپانے کی کوشش کرتے اور تمام تر وقت افادۂ عام اور عبادتِ الٰہی میں گزارتے۔ (فقہائے ہند، جلد اول، ص:158)

قاضی قطب الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ

قاضی قطب الدین کاشانی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم تھے۔ شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے، ان کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ روزانہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسے میں جا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے نماز پڑھتے اور فرماتے کہ جس شخص نے پرہیزگار عالم دین کے پیچھے نماز پڑھی، اس نے گویا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ (فقہائے ہند، جلد اول، ص:160)

Marfat.com

شیخ مسعود فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ

چھٹی، ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری کے ہندوستان میں جن شخصیات نے جنم لیا، تصوف وطریقت، زہد وعبادت اور علم وفضل میں ان کی مثال نہیں ملتی۔ انہی عالی مرتبت حضرات میں حضرت شیخ مسعود فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب دنیوی اور دینی اعتبار سے بڑا عالی ہے جس میں کابل کے بادشاہ فرخ شاہ اور مشہور عالم وصوفی حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے اسمائے گرامی آتے ہیں اور آخر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام نامی درج ہے۔

ایک رات میں مکمل قرآن کی تلاوت

شیخ فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ بچپن ہی میں حصول علم کیلئے ملتان چلے گئے وہاں ایک مسجد میں قرآن پاک حفظ کیا۔ منقول ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کا اتنا شوق تھا کہ ایک رات میں قرآن مجید مکمل کر لیتے۔

شمع معرفت کا پروانہ

اسی اثناء میں شیخ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا ورودِ مسعود ملتان میں ہوا، جس میں مسجد میں شیخ فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ تعلیم حاصل کرتے تھے، بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اس مسجد میں نماز کیلئے تشریف لائے تو فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ دیکھتے ہی اس شمع معرفت کے پروانے ہو گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

مرشد کے حکم سے تعلیمی سفر

ایک روایت ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کے بعد شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہی جانا چاہا لیکن شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ساتھ جانے سے روک دیا اور تکمیل علوم کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ طلبِ علم کی غرض سے ملتان سے قندھار کا سفر کیا، وہاں پانچ سال کے دوران مختلف اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ کیا، اس دوران میں شیخ شہاب الدین

Marfat.com

سہروردی رحمۃ اللہ علیہ' شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ' شیخ سعد الدین حموی رحمۃ اللہ علیہ' شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے حضرات کی زیارت وملاقات کا موقع ملا۔

اجودھن میں تبلیغ اسلام

بعدازاں دہلی جا کر شیخ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کرلی' پھر ہانسی تشریف لے گئے اور بارہ سال ریاضت ومجاہدہ کی کٹھن منزلیں طے کیں۔ اس کے بعد عازم اجودھن (پاکپتن) ہوئے جہاں بھی گئے' عقیدت مندوں کا ایک ہجوم حاضر خدمت رہا اور بے شمار لوگوں نے فوائدِ روحانی حاصل کئے۔

بے شمار کرامات واستقامت شریعت

ارض ہند کے اس عظیم عالم وصوفی کی طرف بے شمار کشف وکرامات منسوب ہیں اور ایسے ایسے واقعات منقول ہیں کہ انسان ورطہ حیرت میں ڈوب جاتا ہے' نہایت سخی اور وسیع القلب تھے' امراء وحکام اور ملوک وسلاطین کے درباروں میں جانے کے بالکل عادی نہ تھے گفتگو میں انتہائی اثر تھا۔ یادالٰہی میں ہمہ وقت مشغول رہتے اور اس باب میں کسی چیز کو رکاوٹ نہ بننے دیتے تواضع اور انکساری میں لاثانی تھے' ایک مرتبہ پاؤں میں کچھ تکلیف تھی اس لئے مجلس مریدین میں مجبوراً چارپائی پر بیٹھنا پڑا' یہ مقام نشست چونکہ عام مریدوں سے اونچا تھا لہٰذا اس پر حاضرین سے معذرت خواہ ہوئے' اپنی تکلیف بیان کی اور چارپائی پر بیٹھنے کی وجہ بتائی۔ ایک مرتبہ خانقاہ میں کچھ درویش آئے' گھر میں سوائے جوار کے اور کچھ نہ تھا۔ خود ہی جوار کا آٹا پیسا اور اس کی روٹیاں پکا کر درویشوں کیلئے لائے۔

(فقہائے ہند' جلد اول' ص:166-168)

اشغال تصوف کی پابندی

حضرت والد مولانا محمد عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ نقشبندیہ کے اشغال تصوف پر اتنے پابند تھے کہ ساری رات مسلسل مراقبہ کرتے کرتے ان کی کمر جھک گئی۔

(حضرۃ الامام عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

اصل تصوف وطریقت

علم کے بغیر تصوف وطریقت کو غلط قرار دیتے تھے' ایک دفعہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سوال کے جواب میں فرمایا'' جب تک علوم شرعیہ میں کامل دستگاہ نہیں ہوگی' خدا کی محبت ومعرفت اور قربت حاصل نہیں ہوسکتی۔

عشق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور فکرِ آخرت

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت دل میں پوری طرح پیوست تھی' مجلس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک آجاتا تو زاروقطار رونا شروع کر دیتے' ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا ذکر خود ہی فرمایا اور بات ختم کر چکے تو آہ کھینچی اور روتے روتے بے ہوش ہوگئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا جس کے واسطے تمام عالم پیدا کیا گیا جب اسی کو عالم سے اٹھالیا گیا تو دوسرے ناچیز بندوں کی کیا حیثیت ہے؟ کہ زندگی کی خواہش کریں' ہم کو چاہئے کہ اپنے آپ کو جانے والوں ہی میں شمار کریں' غفلت کا پردہ درمیان سے اٹھادیں اور زادِراہ کی فکر میں لگے رہیں۔

تلاوتِ قرآن کی فضیلت

تلاوتِ قرآن حکیم کثرت سے کرتے اور فرماتے قرآن مجید کی تلاوت سے بہتر اور افضل کوئی عبادت نہیں ہے' قرآن کی تلاوت سے بندہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے جس سے بڑی اور کوئی سعادت نہیں ہوسکتی۔

صرف زیارت کرنے سے جوگی کی کایا پلٹ گئی

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغ سے ایک طرف تو بے شمار مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کی گرفت مضبوط ہوئی اور دوسری طرف غیر مسلموں کی بہت بڑی تعداد مشرف بہ اسلام ہوگئی۔ ایک دفعہ ایک ہندو جوگی بابا فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ جوگی شمبوناتھ اس علاقے میں جادو منتر اور ٹونے وغیرہ

Marfat.com

کے سلسلے میں بہت مشہور تھا' بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی اس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اتنی ہیبت طاری ہوئی کہ زبان سے کچھ نہ بول سکا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کشوف وکرامات سے ایسا متاثر ہوا کہ قدموں میں گر پڑا اور اپنے تمام چیلوں سمیت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:169)

شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ ایک مشہور بزرگ تھے' جو حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سلوک وتصوف کی منزلیں طے کرتے رہے تھے۔

عارف باللہ درویش کے ساتھ حسد

شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کچھ عرصہ خراسان میں مقیم رہنے کے بعد دہلی تشریف لائے تو سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ نے علماء ومشائخ کی ایک جماعت کے ساتھ شہر سے باہر جا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا استقبال کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی گھوڑے سے اتر پڑا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آگے کر کے خود پیچھے پیچھے شہر کی طرف روانہ ہوا۔ تعظیم وتکریم کا یہ انداز اس وقت کے مفتی اعظم شیخ نجم الدین صغریٰ کو ناگوار گزرا اور ان کے دل میں شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف رشک وحسد کے جذبات ابھر آئے مگر اس کا اظہار نہیں کیا اور خواہش ظاہر کی کہ شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کو میرے مکان کے قریب (بیت الجن) میں ٹھہرایا جائے' سلطان نے اپنے اس معزز مہمان کو اس مکان میں ٹھہرانا پسند نہ کیا کیونکہ مشہور تھا کہ اس میں جنات کا ٹھکانہ ہے' اس پر شیخ نجم الدین نے کہا کہ اگر شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ درویش کامل ہوں گے تو جنات خود ہی مکان چھوڑ کر چلے جائیں گے اور اگر ناقص ہوں گے تو اپنی فریب دہی کی سزا پائیں گے۔ چنانچہ جب شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے مکان کے

Marfat.com

اندر قدم رکھا تو وہ مکان ایذا رسانیوں کی تمام صورتوں سے پاک ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی گزند نہ پہنچا۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص: 171)

درویش کامل کی آمد کا کشف

دوسرے روز شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کیلئے شہر کی تنگ و تاریک گلیوں میں سے ہو کر چلے تو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد کا کشف ہو گیا اور وہ خود گلیوں میں ہوتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے استقبال کو بڑھے اور راستے میں دونوں کی ملاقات ہو گئی۔ سلطان التمش رحمۃ اللہ علیہ' شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اپنے مرشد شیخ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ لگاؤ دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پہلے سے بھی زیادہ معتقد ہو گیا لیکن اس سے مفتی نجم الدین صغریٰ کا حسد اور زیادہ بڑھ گیا۔

ولی کی ٹوہ میں رہنے کی سزا

ایک روز موسم بہار میں سلطان التمش رحمۃ اللہ علیہ نے نمازِ فجر سے پہلے مفتی نجم الدین کو محل میں بلایا اور ان کے پیچھے نماز ادا کی۔ نماز شاہی محل کی چھت پر ہوئی تھی جس کے سامنے شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ تھی' وہ نمازِ فجر سے فارغ ہو کر صحن میں چادر اوڑھے آرام فرما رہے تھے اور ایک ملازم جس کو اللہ تعالیٰ نے خوبصورتی سے نوازا تھا ان کے پاؤں دبا رہا تھا۔ مفتی نجم الدین نے سوچا شاید شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ نماز سے غافل ہو کر محو استراحت ہیں' اس نے اسی وقت سلطان التمش رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ آپ اس قسم کے دنیا پرست درویشوں کے معتقد ہیں' یہ سونے کا کون سا وقت ہے' دیکھیں ایک حسین و جمیل غلام بھی پاس بٹھا رکھا ہے۔ دوسری طرف شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کو نورِ باطن سے مفتی نجم الدین کی بدگمانی کا علم ہو گیا' اسی وقت اٹھے اور صحن میں کھڑے ہو کر ہی سلطان رحمۃ اللہ علیہ کو حقیقت حال سے آگاہ کر دیا۔ سلطان یہ سن کر بہت نادم ہوا اور نجم الدین سے کہنے لگا' تم شیخ الاسلام ہو کر ایسی باتیں کرتے

Marfat.com

ہو نیک و بد کی بھی تمہیں پہچان نہیں ہے مگر مفتی نجم الدین شرمندہ ہونے کی بجائے اور زیادہ برہم ہو گئے اور شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف پرخاش مزید بڑھ گئی۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:172)

تقویٰ کے پہاڑ پر زنا کی تہمت

اس ناکامی کے بعد مفتی نجم الدین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ایک اور حربہ استعمال کیا' وہ یہ کہ دہلی کی ایک خوب رو مطربہ کو پانچ سو اشرفیاں دینے کا وعدہ کر کے شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ پر فسق و زنا کا الزام لگانے پر آمادہ کیا۔ وہ سلطان التمش رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئی اور شیخ تبریزی رحمۃ اللہ علیہ پر زنا کی تہمت لگائی' سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو حیران رہ گیا' وہ سمجھتا تھا کہ یہ کذب بیانی اور غلط الزام ہے اور اس دروغ گوئی کی پوری سزا بھی دے سکتا تھا کیونکہ مدعیہ خود اپنے بیان سے فاحشہ ثابت ہو رہی تھی۔ مگر شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ پر بغیر شہادت کے تہمت زنا ثابت نہیں ہو سکتی تھی۔ مقدمہ سامنے آ جانے کے بعد اس کی شرعی تحقیق بھی ضروری تھی۔ اس لئے سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے مشورے کے بعد ایک اجلاس طلب کرنے کا فیصلہ کیا' اجلاس میں شرکت کیلئے ہندوستان کے مشاہیر علماء و مشائخ کو دعوت دی گئی جن میں شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے۔ انہوں نے دعوت قبول فرمائی اور ملتان سے دہلی تشریف لائے' اس اجلاس میں ملک کے دو سو علماء کرام اور صوفیائے عظام شریک ہوئے اور اجلاس دہلی کی جامع مسجد میں منعقد ہوا۔

اللہ تعالیٰ کی مدد سے حاسد کی تذلیل

مفتی نجم الدین صغریٰ نے شیخ الاسلام کی حیثیت سے شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کو حکم مقرر کیا۔ مطربہ پیش کی گئی' شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا گیا' آپ رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے دروازے پر پہنچے تو تمام علماء و اولیاء آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم کیلئے

Marfat.com

کھڑے ہو گئے۔ شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جوتیاں اتاریں تو شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے آگے بڑھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جوتیاں اپنے ہاتھوں میں لے لیں جسے دیکھ کر سلطان التمش رحمۃ اللہ علیہ بہت متاثر ہوئے۔ شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میرے لئے فخر کی بات ہے کہ شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں کی خاک اپنی آنکھوں کا سرمہ بناؤں کیونکہ یہ میرے مرشد شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سات سال تک سفر و حضر میں رہے ہیں لیکن شاید مفتی نجم الدین کے دل میں یہ خیال ہو کہ بہاؤالدین نے شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عیب پر پردہ ڈال دیا ہے تو یہ حقیقت اہل اللہ پر بخوبی واضح ہے کہ حضرت شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ایسے فعل تسنیع کا واقع ہونا محال ہے لیکن پھر بھی دلائل کا اظہار ضروری ہے۔ لہٰذا مدعیہ مطربہ کو سامنے لایا جائے‘ اب مطربہ کو شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کیا گیا مگر اس پر ایسا رعب طاری ہوا کہ اس نے شروع سے آخر تک پورا واقع بیان کر دیا۔ اس سازش کے افشاء ہونے پر مفتی نجم الدین صغریٰ کو ایسا صدمہ پہنچا کہ وہ مجلس میں ہی بے ہوش ہو گئے اور حضرت شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کی معصومیت ثابت ہو گئی۔ سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سزا میں اسے شیخ الاسلام کے منصب سے الگ کر کے شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس عہدہ پر مقرر فرمایا۔

(فقہائے ہند‘ جلد اول‘ ص:173_174)

120 برس کے بزرگ سے ملاقات

قاضی ابو حنیفہ بھکری رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے مشہور علماء میں سے تھے۔ ابن بطوطہ ۷۳۴ھ میں بھکر آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی۔ اسکے الفاظ یہ ہیں ”میں لاہور سے بھکر گیا‘ یہ شہر بڑا خوبصورت ہے“ کے وسط میں ایک خانقاہ ہے جو کشلو خاں نے تعمیر کی تھی‘ اس شہر میں میری ملاقات امام فقیہہ صدر الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ‘ قاضی شہر ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

اور عابد و زاہد شیخ شمس الدین محمد شیرازی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ شیخ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر اس وقت ان کے اپنے بیان کے مطابق ایک سو بیس برس سے زائد ہے۔
(فقہائے ہند' جلد اول' ص:179)

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد

شیخ ابو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا نام شرف الدین تھا۔ سیر الاقطاب کی روایت کے مطابق یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد مکرم سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ بڑے متبحر اور جید عالم تھے۔ شیخ ابو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ ذہانت و فطانت میں اس درجہ تیز تھے کہ چھوٹی عمر ہی میں تمام علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہو گئے تھے اور دہلی میں قطب مینار کے پاس درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا' یہ چشمہ فیض بیس برس تک جاری رہا۔

کوچہ تصوف کی طرف رخ

اپنی کتاب حکمت نامہ میں خود ہی اپنے مشاغل کے بارے لکھتے ہیں کہ میں بیس برس تک درس و افتاء میں مصروف رہا' اس کے بعد کوچہ تصوف و طریقت میں قدم رکھا۔ طبیعت پر جذب و سکر کی کیفیت طاری ہو گئی۔ علوم و فنون کی کتابیں دریا میں ڈالیں اور جنگل کی راہ لی۔

مجذوب قلندر کی نظر میں شرع کی اہمیت

جذب و سکر کے زمانے میں عجیب حالت ہو گئی تھی' مونچھیں بڑھ گئی تھیں' اخبار الاخیار میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ سکر اور جذب و مستی کی حالت میں جب مونچھیں حدود شرع سے بڑھ گئیں تو کسی کو ان کے تراشنے کی جرات نہ ہوتی تھی۔ انکے ہمعصر مولانا ضیاء الدین سنامی رحمۃ اللہ علیہ احکام شریعت

> **ہمارا تصوف تو یہ ہے**
>
> تصوف خداشناسی اور تعلق باللہ کا ایک ذریعہ ہے۔
>
> مولانا عبدالعظیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ
>
> بحوالہ: علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف

Marfat.com

کی پابندی میں پرجوش تھے۔ انہوں نے قینچی ہاتھ میں لی اور شیخ ابو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ڈاڑھی پکڑ کر حدودِ شرعی کے مطابق مونچھوں کو تراش دیا۔ جب وہ تراش کر تشریف لے گئے تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ اپنی ڈاڑھی پکڑ کر بار بار فرماتے: یہ ریش کیسی مبارک ریش ہے جو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ میں پکڑی گئی۔ (فقہائے ہند جلد اول ص: 180)

دو بزرگوں کے درمیان تکوینی راز

اس زمانے کے مشہور بزرگ خواجہ شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی پانی پت میں آکر مقیم ہوگئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ پانی پت میں آئے تو انہوں نے دودھ سے بھرا ہوا پیالہ خادم کے ہاتھ شیخ ابو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا۔ شیخ خادم کو دیکھ کر مسکرائے گلاب کے چند پھول ان کے سامنے پڑے تھے ان کی پنکھڑیاں دودھ میں ڈال کر اسے حضرت خواجہ شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس واپس کر دیا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے پیالے میں گلاب کی پتیاں دیکھ کر تبسم فرمایا۔ حاضرین نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا: شیخ ابو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دودھ سے بھرا ہوا پیالہ بھیجنے سے مراد یہ تھی کہ یہ ملک میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے عطا کیا ہے جو مجھ سے پُر ہو گیا ہے۔ شیخ ابو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے گلاب کی پنکھڑیاں ڈال کر یوں واپس کر دیا تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ میرے ملک سے کوئی تعلق نہیں رکھیں گے اور یہاں اسی طرح رہیں گے جس طرح دودھ میں گلاب کی پنکھڑیاں ہیں۔ شیخ ابو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی جواب دیا۔ چنانچہ دونوں بزرگوں کے درمیان آخر تک اخلاص و محبت کا مضبوط رشتہ قائم رہا۔ (فقہائے ہند جلد اول ص: 181)

قلندر کی پیشین گوئی

سلطان غیاث الدین تغلق بھی شیخ ابو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا بہت معتقد تھا ایک مرتبہ اپنے لڑکے شہزادہ جونا خاں اور پوتے شہزادہ کمال الدین کے ساتھ حاضر خدمت ہوا شیخ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

نے خدام کو حکم دیا کہ ان تینوں کو کھانا کھلایا جائے۔ خدام تینوں کیلئے الگ الگ پیالے میں کھانا لائے۔ بادشاہ اور شہزادوں نے ایک ہی پیالے میں کھانا شروع کردیا، شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تین بادشاہ ایک ساتھ کھا رہے ہیں، یہ گویا شہزادہ جونا خاں اور شہزادہ کمال الدین کیلئے بادشاہت کی خوش خبری تھی۔ چنانچہ آگے چل کر یہ دونوں سلطان محمد خاں تغلق اور سلطان فیروز شاہ تغلق کے نام سے ہندوستان کے تخت پر متمکن ہوئے۔

قلندر کی تبلیغ اسلام

اس رفیع المنزلت عالم اور صوفی کی تبلیغ اسلام اور علو کردار سے متاثر ہو کر پانی پت اور اس کے نواح کے بے شمار غیر مسلم، حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اس علاقے میں جو مسلمان راجپوت آباد ہیں، انہوں نے انہی کے ارشاد و ہدایت سے اسلام قبول کیا، ایک مشہور راجپوت امیر سنگھ بھی ان کی تبلیغ سے ایمان لایا پھر اس خاندان کے مسلمان راجپوت پورے علاقے میں پھیل کر اسلام کی مضبوط طاقت بنے۔ (فقہائے ہند، جلد اول، ص:182)

عظیم صوفی، شیخ احمد بن یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کا تعلق دراصل بیت المقدس سے تھا۔ یہ خاندان علم و فضل اور زہد و تقویٰ میں ہمیشہ ممتاز رہا۔ ضلع پٹنہ ہندوستان کے علاقہ "منیر" کے گرد و نواح میں اسی خاندان کی تبلیغی مساعی سے اسلام کی نشر و اشاعت ہوئی۔ (فقہائے ہند، جلد اول، ص:183)

علوم شریعت و طریقت کا حصول

اس زمانے کے ممتاز علماء میں سے مولانا شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رہ کر شیخ احمد بن یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید، تفسیر، حدیث اور فقہ کے علاوہ منطق، فلسفہ اور دیگر علوم کی تعلیم حاصل کی۔ علاوہ ازیں ریاضت و مجاہدہ میں بھی مصروف رہے اور ساتھ ہی تصوف و طریقت کی کتابیں بھی پڑھیں۔

Marfat.com

دورانِ تعلیم مثالی انہماک

مولانا شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں زمانہ قیام میں حصول علم میں اس قدر منہمک رہتے کہ گھر سے جو بھی خطوط آتے ان کو کھول کر نہ دیکھتے کہ کہیں ایسا نہ ہو ان میں کوئی تشویشناک اور ذہنی اعتبار سے اذیت رساں بات درج ہو اور وہ تعلیم کے راستے میں رکاوٹ کا باعث بن جائے۔ تعلیم ختم کرنے کے بعد ایک دن ان کو کھول کر پڑھا تو ایک خط میں والد محترم کے انتقال کی خبر مرقوم تھی۔ دل پر سخت چوٹ لگی، اسی وقت گھر لوٹ آئے۔ (فقہائے ہند، جلد اول، ص:184)

مرشدِ کامل کی تلاش کا سفر

گھر کے دوران قیام میں دل کے اندر طلبِ الٰہی کی آگ شعلہ زن ہوئی اور مرشد کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ چھوٹے بھائی شیخ جلیل الدین رحمۃ اللہ علیہ بھی ساتھ ہو گئے۔ اس زمانے میں دہلی اور اس کے اطراف کو بزرگانِ دین اور مشائخ اسلام کے مرکز کی حیثیت حاصل تھی، شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی دہلی جا پہنچے اور مختلف عباد و زہاد سے ملاقات کی۔ شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں بھی حاضری دی مگر ان کے حلقہ ارادت میں شامل نہیں ہوئے۔ البتہ ان کی ہدایت پر شیخ نجیب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ مرشد رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت لی اور کچھ نصیحتیں کیں۔

جنگلوں اور صحراؤں میں تبلیغ اسلام

بیعت کے بعد عبادت و زہد کی لگن میں علاقہ بہار کے مختلف جنگلوں اور صحراؤں میں ایک عرصہ تک گھومتے رہے۔ اس دوران بعض ہندو جوگیوں سے بھی ملاقات ہوئی اور اسلامی تعلیمات کے بعض پہلوؤں پر ان سے بحثیں کیں۔ ان سفروں میں بہت سے لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے۔ رفتہ رفتہ لوگوں کے

Marfat.com

اصرار پر قصبہ بہار شریعت میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ جہاں کم و بیش ساٹھ سال تک اپنے چشمۂ فیض سے لوگوں کے قلب و ذہن کو سیراب کرتے رہے۔

صوفی کی مجلس میں علما و محدثین کی آمد

سلطان محمد تغلق اور اس کا بیٹا سلطان فیروز شاہ تغلق بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتہائی احترام کرتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زہد و اتقا سے مستفیض ہوتے۔ ہر حلقے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عزت و تکریم کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ علماء' فقہا' محدثین رحمۃ اللہ علیہم اور مختلف علوم و فنون کے ماہرین آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مجلس میں آتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض سے فائدہ اٹھاتے۔ بادشاہوں کو عمدہ ترین الفاظ میں خوفِ خدا' اتباعِ سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور رعیت سے حسن سلوک کی تلقین فرماتے۔ باطنی تعلیمات کے ساتھ ظاہری اخلاق کو سنوارنے کی تاکید کرتے اور فرماتے کہ جو شخص شریعت کا علم حاصل نہیں کرتا' وہ تصوف و طریقت کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ شریعت سے بے بہرہ صوفی گمراہی کی دلدل میں پھنس جاتا ہے۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:185)

جنازے کی عجیب وصیت

دیارِ ہند کے یہ عظیم عالم و محدث اور معروف صوفی و فقیہہ ایک سو بیس برس کی عمر پا کر فوت ہوئے' وصیت تھی کہ نمازِ جنازہ وہ شخص پڑھائے جو صحیح النسب سید ہو' تارکِ مملکت ہو اور حافظِ قرآن مع قرأت سبعہ ہو' جنازہ رکھا ہوا تھا کہ عین اس وقت حضرت اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ یہ تینوں شرطیں ان میں موجود تھیں' لہٰذا جنازہ پڑھانے کی سعادت انہی کے حصے میں آئی۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:186)

ارضِ ہند کے مشہور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم

شیخ اسحاق مغربی رحمۃ اللہ علیہ عابد و زاہد' عالم و فقیہہ اور ارضِ ہند کے مشہور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم میں سے تھے۔ علم طریقت میں بھی ممتاز و منفرد تھے۔ یہ علم انہوں نے

Marfat.com

شیخ محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔ شیخ محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو العباس احمد قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ابو محمد صالح دکا کی رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے امام طریقت شیخ ابو مدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔

مرشد سے عشق و تعلق

شیخ اسحاق مغربی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے استاد شیخ محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ سے اس درجہ محبت تھی کہ جب تک وہ زندہ رہے' انہوں نے ان کے ساتھ ملازمت و وابستگی اختیار کئے رکھی۔ ان کی وفات کے بعد کچھ عرصہ تک ان کی قبر پر بیٹھے رہے پھر ہندوستان آ گئے۔

(فقہائے ہند' جلد اول' ص: 187)

مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کے استاد گرامی رحمۃ اللہ علیہ

آٹھویں صدی ہجری کے علمائے ہند میں شہر اُوچ کے قاضی بہاؤ الدین اُوچی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی خاص اہمیت کا حامل ہے' بہت بڑے عالم و فقیہہ تھے۔ فضل و صلاح میں نمایاں حیثیت کے مالک تھے' اُوچ کے معروف عالم دین شیخ جلال الدین بخاری حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ نے شروع سے آخر تک تمام کتبِ درسیہ انہی سے پڑھیں' فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے استاد مولانا بہاؤ الدین قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا: سر اونچا کر کے سلام کیا کرو کیونکہ سر نیچا کر کے سلام کرنا مکروہ ہے"۔

(فقہائے ہند' جلد اول' ص: 191)

دنیا کے ساتھ دین کو جمع کرنے والا بادشاہ

امیر تاتار خاں رحمۃ اللہ علیہ علم شریعت میں مرتبہ عالی رکھتا تھا' وہ شریعت کے اتباع و تبحر سے طریقت' اور طریقت سے علم حقیقت کی بارگاہ میں باریاب ہوا' اس امیر نے ان تینوں علوم کے نکات و معارف حاصل کرنے کی بے حد کوشش کی۔ مختصر یہ کہ تاتار خاں رحمۃ اللہ علیہ عالم دین' حاجی' پرہیزگار اور احکام شریعت کا اس قدر پابند تھا کہ امورِ شرعیہ سے سرمو

Marfat.com

تجاوز نہ کرتا اور سفر و حضر میں شریعت پر کاربند رہتا۔ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں نہ کسی سے خوف زدہ ہوتا اور نہ کسی کی توقیر کرتا۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:194)

شیخ جلال الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ بڑے عالم و صالح بزرگ تھے اور ساتھ ہی بہترین واعظ بھی تھے۔ وعظ میں علمی مسائل و نکات' خوف و خشیتِ الٰہی اور لطائف و ظرائف سب کچھ بیان کرتے' دل گداز نظمیں بھی پڑھتے' شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ان کو یہ اجازت حاصل تھی کہ لوگوں کو اپنے حلقۂ بیعت میں داخل کریں۔ چنانچہ بیعت لیتے اور سجادہ مشیخت پر بیٹھتے تھے۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:201)

شیخ جلال الدین اودھی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ جلال الدین اودھی رحمۃ اللہ علیہ علاقہ اودھ کے باشندے تھے۔ علوم عربیہ اور فقہ و اصول کے ماہر تھے۔ شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے' ایک عرصہ تک ان سے منسلک رہے۔ ان کے حکم سے بحث و اشغال سے بالکل علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ بہت بڑے فاضل اور کثیر الدرس تھے' لاتعداد حضرات نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے علمی استفادہ کیا۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:202)

شیخ جمال الدین کوئلی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ جمال الدین دہلوی ثم کوئلی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم و فقیہہ اور عابد و زاہد تھے۔ معرفت و طریقت میں بھی اونچے درجے کے مالک تھے' آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چشمہ فیض جاری تھا جس سے خلق کثیر نے اپنی علمی و روحانی پیاس بجھائی۔ عبادت گزار' پسندیدہ اخلاق کے حامل' مجاہد فی سبیل اللہ اور مقبول

> **طریقت سے پہلے شریعت**
>
> جب تک علوم شرعیہ میں کامل دستگاہ نہیں ہوگی' اللہ تعالیٰ کی محبت و معرفت اور قربت حاصل نہیں ہوسکتی۔
>
> (حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

درگاہِ الٰہی تھے۔ شیخ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے قریب دفن کئے گئے۔

(فقہائے ہند' جلد اول' ص:205)

شیخ جمال الدین اُوچی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ جمال الدین اُوچی رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر عالم اور مشہور مشائخ میں سے تھے' تعلیم طریقت شیخ صدر الدین بن شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے پائی اور طویل مدت تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے۔ مرتبہ کمال تک پہنچے اور پھر اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ ہی کی اجازت سے اوچ تشریف لے گئے اور درس و افادہ میں مصروف ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے خلق کثیر کو علمی و روحانی نفع پہنچایا۔

دوران درس و تدریس مراقبہ کی ضرورت

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت شیخ جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ جمال الدین اُوچی رحمۃ اللہ علیہ تمام علوم کی کتابیں پڑھایا کرتے تھے اور ہدایہ' مشارق الانوار' مشکوٰۃ المصابیح اور عوارف المعارف وغیرہ کتابوں کا درس دیتے تھے۔ اثنائے درس میں جب کسی مسئلہ سے متعلق انہیں کوئی مشکل پیش آتی تو تھوڑی دیر کیلئے سر جھکا لیتے' پھر سر اٹھاتے تو مسئلہ حل ہو چکا ہوتا۔

خلقِ خدا میں درویش کا مقام

شیخ جمال الدین اُوچی رحمۃ اللہ علیہ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے' ان میں ایک خوبی یہ تھی کہ مجلس میں آگے ہو کر بیٹھنے اور صدر نشین ہونے کی خواہش نہ کرتے۔ جہاں جگہ پاتے' بیٹھ جاتے اگرچہ سب سے پچھلی صف میں لوگوں کی جوتیوں کی جگہ پر ہی کیوں نہ بیٹھنا پڑے لیکن ان کا علمی' روحانی اور ذاتی مقام اتنا بلند تھا کہ جہاں بیٹھتے صدرِ مجلس ہی ہوتے' اشغال باطنی کے باوجود لوگوں سے نہایت خندہ پیشانی سے ملتے اور موٹا کھوٹا لباس پہنتے۔ کہا کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی قسم کا لباس زیب تن فرمایا کرتے

Marfat.com

تھے۔ بڑے زاہد' عفیف اور پاک طینت تھے۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:206)

محدث و فقیہہ' امام وصوفی جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ حسین بن احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابو عبداللہ تھی اور مخدوم جہانیاں جہاں گشت' جلال الدین لقب تھا۔ اُوچ میں پیدا ہوئے اور شروع سے آخر تک تمام کتابیں اُوچ ہی کے ایک عالم دین قاضی بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ اُوچ سے حرمین شریفین کا عزم کیا' مدینہ منورہ میں دو سال شیخ عفیف الدین مطری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہ کر ان سے عوارف المعارف کا درس لیا' پھر مصر اور عراق کا سفر کیا۔ وہاں کے کبار مشائخ سے مستفیض ہوئے اور خرقہ طریقت زیب تن کیا۔ جواز ورخصت کے قائل نہ تھے بلکہ عزیمت پر عمل کرتے تھے۔ علماء وفضلاء کی کثیر تعداد نے ان سے کسبِ فیض کیا۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:208)

شیخ حسین بن محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ حسین بن محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ' قطب الدین دہلوی کے نام سے معروف تھے۔ نہایت صالح اور عالم شخص تھے' مولانا فخر الدین زراوی رحمۃ اللہ علیہ سے علم ظاہری حاصل کیا اور شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے طریقت وتصوف کی تعلیم پائی۔ ابتدائے حیات سے زمانہ کہولت تک شیخ ومرشد کی مصاحبت میں رہے' ان کے شاگرد اور کاتب تھے۔

(فقہائے ہند' جلد اول' ص:209)

شیخ حسین بن عمر غیاث پوری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ حسین بن عمر رحمۃ اللہ علیہ صالح عالم دین تھے اور مشائخ چشتیہ سے تعلق رکھتے تھے' علم طریقت شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔ علم فقہ میں اس درجہ مہارت رکھتے تھے کہ مشہور کتاب ہدایہ پر حاشیہ تحریر کیا' ایک سو تیس سال کی عمر پا کر انتقال فرمایا۔

Marfat.com

مولانا حجت الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا حجت الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ فقہ و اصول، علوم عربیہ اور علم نحو کے ماہر علماء میں سے تھے۔ علوم ظاہری کے علاوہ علوم باطنی سے بھی تعلق تھا اور اس ضمن میں شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ مشائخ چشتیہ کے ناموں سے متعلق آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عربی میں ایک منظوم کتاب لکھی۔ (فقہائے ہند، جلد اول، ص:209)

مولانا حماد الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ حماد الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ صوفی، عالم و فقیہ تھے اور مشائخ چشتیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ علوم ظاہری آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ زین الدین داؤد شیرازی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے اور طریقت کیلئے شیخ برہان الدین محمد بن ناصر ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پھر پوری زندگی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت و ملازمت میں گزار دی۔ اپنی کتاب "احسن الاقوال" میں اپنے شیخ و مرشد کے ملفوظات جمع کئے۔

(فقہائے ہند، جلد اول، ص:210)

شیخ دانیال بن حسن رحمۃ اللہ علیہ

شیخ دانیال بن حسن رحمۃ اللہ علیہ علاقہ اودھ کے ایک شہر سترکھ میں پیدا ہوئے۔ قاضی عبداللہ بیانوی رحمۃ اللہ علیہ سے تحصیل علم کی، پھر عازم دہلی ہوئے اور شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم طریقت حاصل کی۔ ایک عرصہ تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے اور علم و معرفت سے بہرہ ور ہوئے۔ نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔

(فقہائے ہند، جلد اول، ص:211)

تصوف کے مخالف عالم دین کی بیعتِ تصوف

شیخ داؤد بن حسین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ بچپن ہی میں حصول علم میں مشغول ہو گئے۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا سفر بھی کیا، یہاں تک کہ فقہ اصول اور علوم عربیہ میں بلند درجے

Marfat.com

پر پہنچے۔ نہایت نیک' عارف باللہ اور عابد وزاہد تھے' صوفیاء کے شدید مخالف تھے اور ان پر شدید تنقید کرتے تھے۔ شیخ برہان الدین محمد بن ناصر ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کو مطعون گردانتے تھے' شیخ رکن الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ ان کے خیالات سے باخبر تھے۔ انہوں نے ایک مرتبہ اپنے ہاں تشریف لانے کی دعوت دی یہ ان کی مجلس میں گئے اور بعض نہایت دقیق علمی سوالات پیش کئے۔ شیخ برہان الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے انہوں نے ان سوالات کے تسلی بخش جواب دیے جن سے یہ نا صرف مطمئن ہو گئے بلکہ اتنے متاثر ہوئے کہ ان کی بیعت کر لی۔ پھر کچھ عرصہ ان کی صحبت میں رہے تو ان پر معرفت وطریقت کے دروازے کھل گئے۔ شیخ ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اپنا خلیفہ مقرر کیا' ان کے علم وفضل اور زہد وورع سے بے شمار لوگ مستفید ہوئے۔ وفات کے بعد اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے قریب دفن کئے گئے۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:212)

شیخ رکن الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ رکن الدین ملتانی مظفر آبادی رحمۃ اللہ علیہ فقہ واصول اور تصوف وطریقت کے نامور علماء میں سے تھے۔ بہت نیک اور پرہیزگار عالم دین تھے۔ حقائق توحید ومعرفت بیان کرنے میں ان کو بڑا ملکہ حاصل تھا۔ عرصہ تک درس وتدریس میں مصروف رہے پھر یہ سلسلہ ترک کر دیا اور اپنے والد مکرم شیخ صدر الدین بن شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے طریقہ سہروردیہ کے مطابق بیعت ہو کر تصوف وطریقت کی راہوں پر گام فرسا ہو گئے اور طویل عرصہ تک والد کی صحبت وملازمت میں رہے۔ یہاں تک کہ معارفِ الٰہیہ میں بہرہ وافر حاصل کیا اور اپنے والد کے بعد مسندِ مشیخت پر متمکن ہو گئے۔ بعد ازاں خود آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے شیخ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اخذ فیض کیا۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:215)

شیخ زین الدین اودھی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ زین الدین بن عبد الرحمٰن کابلی اودھی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وقت کے ممتاز اساتذہ

Marfat.com

سے تعلیم حاصل کی۔ ظاہری علوم کی تحصیل کے بعد طریقت و تصوف کیلئے اپنے ماموں شیخ نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ مشہور عالم دین اور فقیہہ تھے۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص: 217)

قاضی سماء الدین بجنوری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ سماء الدین صدیقی بجنوری رحمۃ اللہ علیہ نے علوم و مشیخت کی گود میں تربیت کی منزلیں طے کیں۔ شیخ زین الدین اودھی رحمۃ اللہ علیہ سے جو شیخ نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے تھے' اخذ فیض کیا' پھر حج و زیارت کی سعادت حاصل کی اور شیخ قطب الدین مکی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ (مخدوم جہانیاں جہاں گشت) سے خرقہ طریقت زیب تن کیا۔ صاحبِ وجد و حال صوفی تھے' لکھنؤ کی ایک مجلس سماع میں بیٹھے تھے کہ غشی طاری ہوئی اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص: 219)

مولانا شمس الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ شمس الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ ظاہری علوم کے بھی فاضل تھے اور باطنی علوم میں بھی مردِ کامل تھے۔ تصوف و طریقت میں شیخ شرف الدین احمد بن یحیٰی منیری رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ تھے۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص: 224)

تصوف و سلوک کا درس

مولانا شہاب الدین خلیل دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نہایت صالح عالم دین تھے اور واعظین علم و معرفت میں سے تھے' اپنے وعظوں میں خوف و خشیتِ الٰہی پر خاص طور سے زور دیتے' بہترین نظمیں پڑھتے' خود روتے اور سامعین کو رلاتے۔ زیادہ تر قرآن مجید کی مختلف آیات کی تفسیر بیان کرتے' نصیحت

> **کیا ہم نے کلمہ بزرگوں کا پڑھا ہے؟**
>
> اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی محبت عین ایمان ہے اور عداوت اور مخالفت بے ایمانی کا نشان ہے۔
>
> (حضرت مولانا محمد صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

آموز واقعات اور سلوک و تصوف کی حکایات سناتے۔ علمائے ربانی کی باتیں لوگوں کے ذہن نشین کراتے' وہ صحیح اور سچے واقعات بیان کرنے والے واعظ تھے۔

شیخ شہاب الدین صوفی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ شہاب الدین صوفی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ عالم فقیہہ اور عابد و زاہد تھے' ساتھ ہی تصوف و طریقت سے بھی لگاؤ تھا اور مشائخ چشتیہ میں سے تھے۔ طریقت کیلئے شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شیخ کی زندگی تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ میں بڑی خوبی یہ تھی کہ قرات و تجوید کے بھی ماہر تھے۔ اسی خصوصیت کی وجہ سے شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اپنا امام نماز مقرر رکھا تھا۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:226)

شیخ شہاب الدین حق گو رحمۃ اللہ علیہ

شیخ شہاب الدین میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ حق گو کے نام سے مشہور تھے۔ جہاں یہ چوٹی کے عالم و فقیہہ تھے وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اپنے دور کے کبار مشائخ میں بھی ہوتا تھا۔ علم طریقت اپنے والدِ ماجد شیخ فخر الدین میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔ محمد بن حسن مندوی نے گلزارِ ابرار میں ان سے متعلق ایک عجیب واقعہ لکھا ہے کہ سلطان محمد شاہ تغلق نے ایک دن ان سے کہا کہ جس طرح سلسلہ ولایت منقطع نہیں ہوا اسی طرح سلسلہ نبوت میں بھی کسی طرح کا انقطاع نہیں ہوا یہ دونوں سلسلے باقاعدہ جاری ہیں۔ یہ سن کر شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ غصے میں آ گئے اور عالم غیظ و غضب میں پاؤں سے جوتی اتار کر بادشاہ کے منہ پر دے ماری۔ ظاہر ہے یہ بادشاہ کی سخت توہین تھی۔ وہ نہایت غضب ناک ہوا اور حکم دیا کہ ان کو قلعے کی دیوار سے نیچے خندق میں پھینک دیا جائے' اس حکم سے انہیں قلعے کی دیوار سے خندق میں پھینکا گیا مگر مرے نہیں۔ دوسری مرتبہ پھر پھینکا گیا لیکن اب بھی موت واقع نہیں ہوئی جب تیسری مرتبہ پھینکا گیا تو زندگی ختم ہوگئی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:228)

Marfat.com

شیخ صدر الدین کُہرانی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ صدر الدین کُہرانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ ''دہلی میں جن بزرگانِ دین سے مَیں ملا' ان میں ایک عالم شیخ صدر الدین کُہرانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو صائم الدھر اور قائم اللیل ہیں۔ انہوں نے دنیا کو ترک کر دیا ہے اور اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے' ان کا لباس صرف ایک کمبل ہے' بادشاہ ان کی زیارت کو آتے ہیں مگر وہ ان سے چھپتے ہیں۔ ایک مرتبہ بادشاہ نے ان کے لنگر خانے کے فقیروں اور مسافروں کے اخراجات کیلئے کچھ دیہات قبول کرنے کی درخواست کی لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ اسی طرح ایک دفعہ بادشاہ ان کی زیارت کی غرض سے آیا اور دس ہزار دینار پیش کئے' مگر شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے قبول نہ کئے۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص: 229)

مجاذیب وصوفیاء کے سوانح حیات

قاضی ضیاء الدین برنی رحمۃ اللہ علیہ علم وفضل کی تمام شاخوں پر عبور رکھتے تھے اور مشاہیر علماء وفضلاء میں سے تھے۔ شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین واصحاب میں سے تھے۔ بہت سی کتابوں کے مصنف تھے جن میں تاریخ فیروز شاہی ایک مستند اور مکمل کتاب ہے۔ اس میں سلاطین ہند کے سوانح حیات کے علاوہ ان میں سے ہر ایک کے دور کے علماء وفضلاء' محدثین وفقہاء' مشائخ ومفسرین' مجاذیب وصوفیاء' مرشدین ومریدین سب کے حالات ضروری تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ضیاء الدین تین ہیں ایک ضیاء الدین سنامی' جو منکر شیخ ہیں' دوسرے ضیاء الدین برنی رحمۃ اللہ علیہ جو معتقد ومرید شیخ ہیں۔ تیسرے ضیاء الدین نخشبی' جو نہ منکر شیخ ہیں نہ معتقد شیخ۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص: 230)

شیخ عثمان بن داؤد ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ حسام الدین عثمان بن داؤد ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نہایت متقی اور صالح بزرگ تھے۔

Marfat.com

مشائخ چشتیہ میں سے تھے، تعلیم طریقت شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اور عرصہ تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت و ملازمت میں رہے۔ فقہ، اصول بزدوی اور تصوف و سلوک کی قوت القلوب اور غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی احیاء علوم الدین ان کو حفظ تھیں۔ شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے دعوت وارشاد کیلئے جن دس بزرگوں کو اپنے خلفاء مقرر کیا تھا یہ ان میں سے ایک تھے۔ (فقہائے ہند، جلد اول، ص:239)

شیخ عثمان اودھی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ عثمان چشتی اودھی رحمۃ اللہ علیہ کا لقب سراج الدین تھا، اونچے درجے کے سالکین و اولیاء میں سے تھے۔ جوانی کے زمانے میں دہلی گئے اور شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے ملے۔ صورت وسیرت کی تمام خوبیوں سے آراستہ تھے مگر فضائل علمیہ سے عاری تھے جس کی وجہ سے شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر نہایت تاسف کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ جاہل صوفی شیطان کا کھلونا ہوتا ہے۔ اس پر مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو تعلیم دلانے کا عزم کیا، چنانچہ وہ اسی وقت حصول تعلیم دین میں مشغول ہوئے اور شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے تین سال بعد تک حصول علم میں مشغول رہے، یہاں تک کہ علوم میں مہارت پیدا کر لی۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے ولایت کی اونچی منزل تک پہنچا دیا اور ان کی اور ان کے اصحاب و معتقدین کی مساعی سے اللہ تعالیٰ کی اتنی مخلوق کو راہِ ہدایت نصیب ہوئی جس کا کوئی شمار نہیں اور ارض ہند میں جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ (فقہائے ہند، جلد اول، ص:240)

شیخ علاؤ الدین الندی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ علاؤ الدین الندی رحمۃ اللہ علیہ اتقاء و صالحیت سے آراستہ اور زہد و صلاح میں معروف تھے۔ شیخ معین الدین عمرانی رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کیا اور شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم طریقت حاصل کی اور خرقہ تصوف پہنا۔ پھر شیخ محمد بن

Marfat.com

یوسف حسینی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت و ملازمت میں ایک عرصے تک رہے اور ان کی رہنمائی میں طریقت و سلوک کی منزلیں طے کیں۔ ان سے شیخ سعید کہنائی رحمۃ اللہ علیہ نے طریقت و تصوف کی تعلیم پائی۔

شیخ علاؤ الدین اودھی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ علاؤ الدین اودھی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار کبار مشائخ ہند میں ہوتا ہے۔ شیخ الاسلام فرید الدین شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا شمس الدین اودھی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ جب علم میں کامل ہو گئے اور افتاء و تدریس کی پوری صلاحیت پیدا ہو گئی تو شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دی اور تصوف و طریقت کا درس لیا۔ بعد ازاں دہلی میں ہی سکونت پذیر ہو گئے اور درس و افادہ کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ زاہد و عابد' مستقل مزاج' متورع اور اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اطاعت گزار تھے' دینی و دنیاوی معاملات میں سراپائے خلوص تھے۔ اگرچہ اپنے مرشد شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے تاہم کسی سے بیعت نہ لیتے اور فرمایا کرتے "اگر شیخ زندہ ہوتے تو میں یہ خلافت انہی کے سپرد کر دیتا کیونکہ میں خود کو بارِ خلافت کی ذمہ داریوں کا اہل نہیں سمجھتا۔ اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات یعنی فوائد الفواد کے مطالعہ میں مصروف رہتے۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:243)

خشیتِ الٰہی سے فقیر کا وصال

شیخ علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ ہر جمعہ کو وعظ کہتے اور سامعین کی بہت بڑی تعداد ان کے دستِ حق پرست پر تائب ہوتی۔ ایک مرتبہ وعظ کہہ رہے تھے جس میں ابن بطوطہ بھی شامل تھا' وعظ نہایت موثر تھا۔ قاری نے سورۃ حج کی ابتدائی آیات تلاوت کیں' شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ان آیات کی دوبارہ تلاوت کرائی تو ایک فقیر نے مسجد کے ایک گوشے سے چیخ ماری۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے یہی آیات پھر تلاوت کرائیں' فقیر نے ایک اور چیخ ماری

Marfat.com

اور مردہ ہو کر گر پڑا' ابن بطوطہ کا بیان ہے کہ میں نے اس فقیر کے جنازے میں بھی شرکت کی۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:244)

شیخ علاؤالدین سندیلوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ علاؤالدین سندیلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے مشہور فقیہہ اور پرہیزگار عالم دین تھے۔ یہ خطہ اودھ کے ان بزرگان دین میں سے تھے جن کی پاک بازی کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی' شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں طریقت و تصوف کی منازل طے کیں اور علم و معرفت کے اونچے درجے تک پہنچے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اپنا خلیفہ مقرر کیا ہوا تھا۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:245)

شیخ علی بن حمید ناگوری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ عبدالعزیز علی بن حمیدالدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کبار مشائخ چشتیہ میں تھے۔ اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کیا اور درجہ کمال کو پہنچے' بعد ازاں والد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو دعوت وارشاد اور اجازۂ حدیث سے نوازا۔ والد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد مسندِ مشیخت و ارشاد کو زینت بخشی۔

شیخ علی بن شہاب الدین ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ علی بن شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے' شیخ محمد بن احمد اذکانی رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کیا اور حدیث کی کتابیں پڑھیں۔ طریقت و تصوف کیلئے شیخ شرف الدین محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ تقی علی دوسی رحمۃ اللہ علیہ کے بابِ عالی پر دستک دی۔ یہ دونوں شیخ رکن الدین احمد بن محمد سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ ایک روایت کے مطابق تصوف کی تعلیم اپنے والد شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ سے پائی۔

کشمیر میں تبلیغ اسلام

تعلیم سے فراغت کے بعد کشمیر میں تبلیغ اسلام میں مصروف ہو گئے اور وہاں ان کی

Marfat.com

مساعی سے بے شمار باشندگان کشمیر مسلمان ہوئے۔

تصوف اور وظائف کے متعلق تصنیفات

ان کی تصنیفات کا دائرہ بہت وسیع ہے جن میں سے اہم تصنیفات یہ ہیں:

شرح فصوص الحکم ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (فارسی میں ہے)۔

مراۃ التائبین (یہ توبہ سے متعلق ہے اور فارسی میں ہے)۔

منہاج العارفین (فارسی میں ہے)۔

منازل السالکین (منازل صوفیاء کے متعلق عربی زبان میں ہے)۔

اورادیہ (وظائف اور اوراد کے سلسلے میں عربی میں ہے)۔

ان کے علاوہ احادیث کا مجموعہ اربعین اور سبعین کے نام سے بھی ہے۔

(فقہائے ہند، جلد اول، ص: 247-248)

شیخ عمر ابن اسعد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ عمر بن اسعد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ علم و فضل کی بلند منزلوں پر فائز تھے۔ ان کے والد اسعد رحمۃ اللہ علیہ کو امراء و ملوک کے نزدیک عزت و حشمت حاصل تھی وہ ہمیشہ مسندِ تدریس پر متمکن رہے اور خلق کثیر نے ان سے استفادہ کیا۔ پھر شیخ سراج الدین عثمان اودھی رحمۃ اللہ علیہ کا اس شہر میں جانا ہوا تو سب مشاغل ترک کر کے ان سے منسلک ہو گئے اور طریقت و تصوف کی راہوں پر گام فرسا ہو گئے۔ اس سلسلے میں اس قدر رفعتوں پر پہنچے کہ شیخ عثمان اودھی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد زمام مشیخت انہی کے ہاتھ میں آ گئی۔ ان سے ان کے صاحبزادہ شیخ نور الحق رحمۃ اللہ علیہ نے علم طریقت پائی۔ انکے علاوہ شیخ عادل الملک

> **بیعت کا قرآن وسنت سے ثبوت**
>
> سلاسل تصوف میں مروجہ بیعت کا ثبوت قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ یہ دین میں کوئی بدعت نہیں بلکہ سراسر مسنون اور مستحب عمل ہے۔
>
> (حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

جون پوری رحمۃ اللہ علیہ' سید اشرف سمنانی رحمۃ اللہ علیہ اور کثیر لوگوں نے کسبِ فیض کیا۔
(فقہائے ہند' جلد اول' ص:252)

تصوف کی مخالفت کے بعد موافقت

علامہ مولانا فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ کم سنی ہی میں حصول علم میں مشغول ہو گئے اور دہلی میں مولانا فخر الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا' علامہ زرادی رحمۃ اللہ علیہ ان دنوں صوفیاء کے شدید مخالف تھے' شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ پر سخت تنقید کرتے اور اپنے ہم سبق شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کو اس بناء پر مطعون ٹھہراتے کہ وہ شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ خود شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہاں جذبہ ربانیہ کی گرفت میں آ گئے۔ بس پھر اسی وقت ان کے حلقہ عقیدت میں شامل ہو گئے' ان سے خرقہ تصوف پہنا اور عمر بھر کیلئے شیخ سے منسلک ہو گئے۔ ساتھ ہی درس و افادہ کا سلسلہ بھی جاری رکھا' ان کا حلقہ درس بہت وسیع تھا۔

تنہائیوں میں عبادتِ الٰہی کا لطف

ان ایام میں ان پر تصوف سلوک کا اس درجہ شدید غلبہ تھا کہ جنگلوں اور بیابانوں میں نکل جاتے۔ متعدد شب و روز بے آباد مقامات میں بسر کرتے' غاروں میں جا کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتے' تنہائی میں عبادتِ الٰہی کا لطف اٹھاتے اور متواتر کئی دن روزے سے رہتے۔

محدثین' فقہاء اور صوفیاء میں فرق

علامہ فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات میں سے ایک تصنیف "اصول السماع" ہے۔ جس میں فرماتے ہیں کہ اہل سنت کے تین فرقے ہیں: ایک فقہاء دوسرے محدثین اور تیسرے صوفیاء۔ فقہائے کرام' محدثین کو اہل ظواہر کے نام سے موسوم

Marfat.com

کرتے ہیں کیونکہ وہ صرف خبر و روایت کو قابلِ اعتماد سمجھتے اور صحیح اسناد کی طرف رجوع کرتے ہیں جبکہ فقہاء اپنے آپ کو اہل الرائے قرار دیتے ہیں۔ رہے صوفیاء تو یہ سب سے بہتر اور عمدہ ترین گروہ ہے کیونکہ ان کا مرکز توجہ اور محل التفات صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذاتِ گرامی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا سب کو چھوڑ دیتے ہیں معین اور مسلکِ خاص پر عمل نہیں کرتے۔ بعض صوفیاء کے اس قول کا یہی مطلب ہے کہ "الصوفی لا مذہب لہ" صوفی کسی مذہب کا پابند نہیں ہوتا۔ صوفیاء کا نقطہ فکر یہ ہے کہ مذہب معین کو اختیار کرنا اپنے آپ کو تنگی میں ڈال دینے کے مترادف ہے اور یہ دین میں ممنوع ہے کیونکہ یہ مشکل کا باعث بنتا ہے۔ صوفیاء کے اس نقطہ نظر کی تائید کتاب وسنت سے واضح الفاظ میں ہوتی ہے جس پر محققین کا اجماع ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل: 43)

ترجمہ: اگر تم نہیں جانتے تو اہل الذکر سے پوچھ لو۔

اس آیت کریمہ میں بلا کسی تعین کے فقط اہل الذکر سے سوال کرنے کا حکم دینا' اس حقیقت پر دلالت کر رہا ہے کہ کسی مذہبِ معین کا اختیار کرنا بدعت ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ:

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم"۔

ترجمہ: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے تم جس کی بھی اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے"۔ (مشکوٰۃ' باب مناقب صحابہ' علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سند کو جداً کہا ہے)۔

اس حدیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اقتداء کا حکم اسی آیت کی طرح ہے جس میں مشکل مسائل کے حل کیلئے اہل ذکر اور اصحابِ بصیرت کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے۔

بہر حال اگر صوفیاء کسی غیر معین مذہب پر عمل پیرا ہیں تو ان کے بارے میں نہ تو

Marfat.com

فقہاء کی رائے قابل وقعت ہوگی اور نہ ان کا فیصلہ صوفیاء کیلئے حجت قرار پائے گا۔

سمندر میں شہادت

علامہ فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ حج و زیارت کے بعد بغداد چلے گئے۔ وہاں متعدد علماء و مشائخ سے ملے اور کتب حدیث پڑھیں۔ بغداد سے ہندوستان کا قصد کر کے کشتی پر سوار ہوئے تو کشتی سمندر میں غرق ہوگئی اور یہ جلیل القدر عالم دین شہید ہوگئے۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص: 257-262)

شیخ فخر الدین مروزی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ فخر الدین مروزی رحمۃ اللہ علیہ فضل و صلاح اور زہد و فقاہت میں خاص شہرت کے حامل تھے۔ تصوف و طریقت کی منزلیں شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت میں طے کیں اور پھر اپنے آپ کو عبادت الٰہی کیلئے مخصوص کرلیا' ان کے زمانے میں ترک و تجرید اور عفت و اتقاء میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص: 263)

قاضی فخر الدین بجنوری رحمۃ اللہ علیہ

قاضی فضل الدین رحمۃ اللہ علیہ اصحابِ فضل و صلاح اور ارباب فقاہت و صالحیت میں سے تھے۔ تصوف و طریقت سے بالخصوص تعلق خاطر تھا۔ پہلے شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے پھر شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ سے انسلاک و ملازمت اختیار کی اور کسبِ فیض کیا۔ زہد و استغناء میں بہت اونچا درجہ رکھتے تھے۔
(فقہائے ہند' جلد اول' ص: 263)

شیخ فرید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ فرید الدین محمود بن علی ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد سے جو عالم و صوفی تھے' اخذِ علم کیا اور ان کی تربیت میں رہے۔ پھر ان کی جگہ ارشاد و تلقین کی مسند سنبھالی۔ اپنے دور کے جلیل القدر عالم و فقیہہ تھے اور مشائخ کی جماعت میں شمار کئے جاتے تھے۔

Marfat.com

''صدری رازوں پر تصنیف''

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تصنیف کا نام ''سر الصدور'' ہے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد کے حالات کو محیط ہے۔ اس میں اپنے متعلق لکھتے ہیں کہ میں نے بچپن میں اپنے دادا کو پایا اور میرے والد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے 2 ربیع الاول 725ھ کو اجازہ حدیث عطا کیا۔ میرے دادا کا خرقہ پہنایا اور میرے لئے دعائے برکت کی۔
(فقہائے ہند' جلد اول' ص:265)

شیخ فریدالدین ادیب رحمۃ اللہ علیہ

شیخ فریدالدین دولت آبادی رحمۃ اللہ علیہ ادیب کے لقب سے مشہور تھے۔ عالم وفقیہہ ہونے کیساتھ ساتھ کبار مشائخ چشتیہ سے گردانے جاتے تھے۔ تصوف وطریقت میں شیخ برہان الدین محمد ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اور طویل عرصہ تک ان سے وابستہ رہے۔ یہاں تک کہ درجہ کمال کو پہنچے۔ شیخ برہان الدین غریب ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ ان سے انتہائی محبت رکھتے تھے۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:266)

مولانا فصیح الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا شیخ فصیح الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ' سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانے کے فضلائے نامور' فقہائے ماہرین اور علم وعمل میں ممتاز حضرات میں سے تھے۔ نہایت کثیر الدرس اور وسیع الافادہ تھے۔ سلطان غیاث الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اپنے لڑکوں کے معلم مقرر کیا ہوا تھا۔ کئی سال تک اس خدمت پر مامور رہے' پھر اس منصب سے علیحدہ ہو گئے اور سب امور سے منقطع ہو کر زہد وعبادت کو زندگی کا مقصد قرار دے لیا۔ طریقت وسلوک کی منزلیں طے کرنے کیلئے شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا اور خاصا عرصہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں گزارا۔ اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ہی وفات پائی۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:267)

Marfat.com

شیخ فیروز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ فیروز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا لقب شیخ شرف الدین تھا۔ مردِ صالح، عالمِ بے مثل، اوصافِ فضل وصلاح سے متصف اور زیورِ ورع وتقویٰ سے آراستہ تھے۔ شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے اخذِ فیض کیا۔ امراء وملوک سے بے نیاز رہتے، ان سے تحائف وہدیے قبول نہ کرتے۔ اسی طرح کی خوبیوں اور دینداری کی وجہ سے عوام میں بے حد مقبول تھے اور لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فضل وکمال کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گرویدہ اور معتقد تھے۔ (فقہائے ہند، جلد اول، ص:270)

مولانا کمال الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

عالم وفاضل شیخ کمال الدین صوفی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ علامہ کے نام سے مشہور تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے، کم عمری میں ہی فضائل علمیہ میں مہارت پیدا کرنے اور افتاء وتدریس کی اہلیت سے مالا مال ہونے کے بعد اپنے ماموں شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ سے تصوف وطریقت کی تعلیم حاصل کی۔ طویل عرصہ تک دہلی میں اقامت گزین رہے۔ پھر عازم گجرات ہوئے، اس علاقے میں حسنِ قبول حاصل کیا اور بہت بڑی اکثریت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علم وفضل اور نیکی کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گرویدہ ہوگئی۔ (فقہائے ہند، جلد اول، ص:272)

شیخ کمال الدین مالوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ، بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے۔ علم فقہ کے زبردست عالم تھے، کبار مشائخ چشتیہ میں سے گردانے جاتے تھے۔ علم طریقت شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا اور

مریدوں کو ذکر کی تلقین

میرے والد صاحب حضرت مولانا محی الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ سے باقاعدہ بیعت تھے اور ان کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہر وقت ذکر اور دیر تک مراقبے میں مشغول رہتے۔

(مسز ڈاکٹر۔ ز۔ م خان ایم بی ایس، ساہیوال)

Marfat.com

خاصا عرصہ ان کی ملازمت میں رہے۔ پھر شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مالوہ جانے اور وہاں کے لوگوں میں رشد وہدایت کی تبلیغ کرنے کی اجازت دی۔ یہ مالوہ گئے بے شمار غیر مسلموں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی مساعی سے اسلام قبول کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ تربیت وسیع تھا۔

شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام شیخ محمد بن احمد تھا' محبوبِ الٰہی' سلطان السلاطین' سلطان الاولیاء' سلطان المشائخ اور نظام الدین اولیاء آپ رحمۃ اللہ علیہ کے القاب تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب 18 واسطوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔

بچپن میں بزرگوں کی پیشین گوئی

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ابھی پانچ سال کی عمر کو پہنچے تھے کہ والد رحمۃ اللہ علیہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور تعلیم وتربیت کی ذمہ داری والدہ ماجد پر آپڑی جو بڑی عابدہ وزاہدہ تھیں' آپ رحمۃ اللہ علیہا نے مولانا علاؤ الدین اصولی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تعلیم کیلئے بھیج دیا۔ مولانا علاؤ الدین اصولی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس ہونہار شاگرد کے سر دستارِ فضیلت باندھنے کی تقریب میں علماء ومشائخ کو مدعو کیا۔ اس مبارک تقریب میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ دیکھ کر بعض بزرگوں نے کہا کہ اس لڑکے کا سر کبھی کسی شخص کے آگے نہیں جھکے گا۔

(فقہائے ہند' جلد اول' ص: 273)

زاہد بزرگ کی دنیا سے بے رغبتی

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ بعد ازاں مولانا کمال الدین زاہد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کتب احادیث آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ہی پڑھیں۔ مولانا کمال الدین زاہد رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے اس درجہ جلیل القدر عالم اور صاحبِ تقویٰ بزرگ تھے کہ سلطان غیاث الدین بلبن رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تقویٰ کی شہرت سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو

Marfat.com

اپنے پاس بلایا اور عرض کی ''اگر آپ میری نمازوں کی امامت قبول فرمالیں تو کیا عجب ہے کہ اس امامت کی برکت سے بارگاہِ خداوندی میں میری نمازیں درجہ قبولیت حاصل کرلیں''۔ لیکن مولانا نے ایک ادائے استغناء سے بادشاہ کو جواب دیا کہ میرے پاس نماز کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے۔ کیا آپ اس کو بھی مجھ سے چھین لینا چاہتے ہیں؟ بادشاہ نے یہ جواب سن کر خاموشی اختیار کرلی اور معذرت کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو واپس بھیج دیا۔

علوم و معرفت سے لگاؤ

شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کے حافظ بھی تھے' آپ رحمۃ اللہ علیہ کو علوم سے اس قدر لگاؤ تھا کہ سلسلہ تدریس برابر جاری رکھا' اپنے مرشد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے عوارف المعارف اور تمہید ابوشکور سالمی پڑھی' جہاں یہ بلند پایہ صوفی اور صاحبِ طریقت بزرگ تھے' وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار وقت کے متبحر اور جید علمائے کرام میں بھی ہوتا تھا۔ اسی لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں رشد و ہدایت کے ساتھ ساتھ درس و تدریس کا شغل بھی جاری رہتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد کی خاص طور سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ ہدایت تھی کہ یہ سلسلہ ہر حال میں جاری رہنا چاہئے۔

مرشد سے ملاقات کا شوق

دہلی میں شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے نیچے ایک حجرے میں رہتے تھے۔ ایک شب' سحری کے وقت موذن نے مسجد کے منار پر چڑھ کر یہ آیت تلاوت کی:

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (الحدید:16)

قرآن مجید کے یہ الفاظ سنتے ہی عجیب کیفیت طاری ہوگئی اور بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت و ملاقات کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ جب اجودھن (پاکپتن) پہنچے تو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر یہ شعر پڑھا:

Marfat.com

اے آتشِ فراقت دل ما کباب کردہ   سیلابِ اشتیاقت جانہا خراب کردہ

اور اسی وقت اپنے سر سے پگڑی اتار کے مرید کے سر پر رکھ دی۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ 655ھ سے 656ھ تک اپنے اس عظیم مرشد کی خدمت میں تعلیم و تربیت کی مختلف منزلیں طے کرتے رہے۔

درویشی میں مقام صبر و رضا

شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی متعدد مراحل سے گزری' تکلیف اور سخت آزمائش کا زمانہ بھی دیکھا' مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ پر کبھی اضطراب اور گھبراہٹ کی کیفیت طاری نہیں ہوئی۔ سلطان جلال الدین خلجی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی مرتبہ کچھ دیہات آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرنا چاہے' تاکہ خانقاہ میں رہنے والوں کی مالی دشواریاں ختم ہوجائیں مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی پیشکش کو قبول کرنے سے ہمیشہ انکار کیا۔ پھر بعض شایانِ ہند نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرنے کی کوشش بھی کی لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی یہ درخواست صرف اس لئے قبول نہ فرمائی کہ وہ ملوک و سلاطین کی مجالس میں بیٹھنا پسند نہ کرتے تھے اور اس کو علماء و مشائخ کے وقارِ علم اور مقامِ مشیخت کے منافی سمجھتے تھے۔ بارہا گھر میں کھانے کو کچھ نہ ہوتا مگر وہ کسی کے دروازے پر دستک نہ دیتے۔ جس دن گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہ ہوتی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ فرماتیں کہ آج ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو ماں کے ان الفاظ سے بڑی روحانی لذت حاصل ہوتی۔ جب گھر میں کھانے کو کچھ ہوتا تو افسوس کرتے کہ آج والدہ یہ نہ کہہ سکیں گی کہ آج ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص: 274-276)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے والہانہ عشق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے بدرجہ غایت محبت رکھتے تھے' وفات سے کچھ دن پہلے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں "نظام! تم سے ملنے

Marfat.com

کا بڑا اشتیاق ہے''۔ اس خواب کے بعد سفر آخرت کیلئے بے چین ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ وفات سے چالیس روز قبل کھانا پینا بالکل چھوڑ دیا تھا اور آنکھوں سے ہر آن آنسو جاری رہتے تھے۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص: 281)

شیخ محمد بن احمد معبری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ محمد بن احمد معبری رحمۃ اللہ علیہ معروف رجال فضل و صلاح میں سے تھے۔ فقہ میں دست گاہ کامل رکھتے تھے' تصوف و طریقت میں بھی بلند مرتبہ کے حامل تھے اور اس ضمن میں شیخ جلال الدین حسین احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ ایک عرصہ تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے' شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تحریری صورت میں سند و اجازہ عطا کی اور وہی ہدایات دیں جو دیگر مشائخ کو دیا کرتے تھے۔
(فقہائے ہند' جلد اول' ص: 282)

شیخ برہان الدین محمد ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ محمد بن محمود غریب ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ عالم و صالح بزرگ تھے۔ فقہ و اصول اور علوم عربیہ کی تعلیم اپنے دور کے فاضل اساتذہ سے حاصل کی۔ پھر تکمیل کے بعد شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کی اور باقاعدہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ بیعت میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے آخری دم تک دہلی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔ بہت بڑے فقیہہ' زاہد' عبادت گزار اور صاحبِ وجد و حال تھے۔ خلق کثیر نے ان سے استفادہ کیا۔ والئ دکن امیر نصیر خاں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت عقیدت رکھتا تھا۔ چنانچہ اس نے سرزمین دکن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر ''برہان پور'' کا ایک شہر آباد کیا۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص: 286)

شیخ محمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ محمد بن محمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ صوفی اور فقیہہ تھے۔ مشہور بزرگ شیخ شرف الدین احمد بن

Marfat.com

یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ سے اخذِ علم کیا اور عرصہ تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے۔ شیخ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کیلئے شیخ ابو النجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی معروف تصنیف ''آداب المریدین'' پر کئی جلدوں میں فارسی زبان میں ایک مبسوط اور مفصل شرح سپرد قلم فرمائی۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:288)

شیخ محمد بن یحییٰ اودھی رحمۃ اللہ علیہ

عالم کبیر اور فاضل اجل شیخ محمد بن یحییٰ اودھی رحمۃ اللہ علیہ نے طالب علمی کے زمانے میں شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سنی تو ایک روز مولانا صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا شہر سے آئے ہو اور تعلیم حاصل کرتے ہو؟ بولے جی ہاں! ہم مولانا ظہیر الدین بھکری رحمۃ اللہ علیہ سے اصول بزدوی پڑھتے ہیں۔ اس پر شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اصول بزدوی کے بعض مشہور مشکل مقامات کے بارے میں سوال کیا۔ عرض کیا کہ ہمارا سبق تو بے شک یہاں تک پہنچ گیا ہے مگر یہ مقام اتنا مشکل معلوم ہو رہا ہے کہ ابھی تک اس کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً وہ مقامات حل کر دیئے چنانچہ یہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے اور زیادہ گرویدہ ہو گئے۔ پھر ایک وقت آیا کہ باقاعدہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ بیعت وارشاد میں داخل ہو گئے۔

ترک وتجرید میں مرتبہ بلند

شیخ محمد یحییٰ دہلی کے جلیل القدر علماء میں سے تھے' علوم وفنون میں مہارت' کثرتِ مطالعہ' وسعتِ معلومات' زہد واتقاء' ترک وتجرید' بلندئ سیرت اور استقامت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی حریف نہ تھا۔ علماء وطلباء آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں شامل ہونے پر فخر محسوس کرتے اور ہر وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گرد علماء ومشائخ کا ہجوم رہتا۔ تمام طلباء آپ رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ تلمذ کیلئے بے تاب رہتے۔ شمس المعارف آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کی تصنیف ہے' علم وفضل کے ساتھ تصوف وطریقت میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کو بہرہ وافر ملا تھا' شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو 724ھ میں خلعت خلافت عطا فرمایا۔ تصوف وعلوم میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے انہماک اور استغراق کا یہ عالم تھا کہ تمام عمر شادی نہیں کی اور پوری زندگی تجرد میں گزار دی۔ زندگی کا واحد مقصد ہمیشہ تبلیغ دین اور دعوت وارشاد کو قرار دیے رکھا۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص:289)

شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محمود بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کے دو القاب تھے' نصیر الدین محمود اور چراغ دہلی۔ ابھی 9 برس کے تھے کہ والد ماجد انتقال کر گئے' تعلیم وتربیت کے مراحل والدہ مکرمہ کی نگرانی میں طے کئے جو نہایت عابدہ وزاہدہ خاتون تھیں' انہی کا اثر تھا کہ بچپن ہی میں نماز باجماعت کے پابند ہو گئے' ذہانت وفطانت اور اشتیاق تحصیل علم کا یہ عالم تھا کہ بہت سے مشاغل ومصروفیات کے باوجود پچیس سال کی عمر میں حصول علم سے فارغ ہو گئے اور تمام مروجہ علوم پر عبور حاصل کر لیا۔

تصوف کی طرف رجحان

تینتالیس سال کی عمر میں حضرت شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے تصوف وطریقت کا درس لیا۔ 724ھ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مقرر ہوئے' اس عظیم الشان اور جلیل القدر بزرگ کو اپنے مرشد حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد محبت تھی۔ ایک مرتبہ خانقاہِ حضرت شیخ میں خواجہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید خواجہ محمد گاذرونی رحمۃ اللہ علیہ آکر مقیم ہوئے' خواجہ گاذرونی تہجد کی نماز کیلئے اٹھے تو ایک جگہ کپڑے رکھ کر وضو کرنے لگے' واپس ہوئے تو کپڑے غائب تھے' ان کی تلاش میں اونچی اونچی آوازیں نکالنے اور تیز تیز قدموں سے ادھر اُدھر بھاگنے لگے۔ شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کو' جو خانقاہ کے ایک گوشے میں بیٹھے عبادت میں مشغول تھے خیال ہوا کہ اس ہنگامے سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے

Marfat.com

مرشد حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت میں خلل پڑے گا۔ اس لئے جلدی سے خواجہ محمد گاذرونی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے اور اپنے کپڑے اتار کر ان کو دے دیے۔ صبح اس واقع کا علم شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو ہوا تو انہوں نے شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کو بالا خانے پر طلب کیا۔ اپنی پوشاک عطا فرمائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کیلئے دعائے خیر کی۔

(فقہائے ہند' جلد اول' ص: 294-295)

فقر و فاقہ میں قناعت و توکل

شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر ہر آن خشیتِ الٰہی کا غلبہ طاری رہتا تھا اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنکھوں سے آنسو جاری رہتے۔ والدہ کی وفات کے بعد اپنے وطن کی سکونت ترک کر دی اور مستقل طور پر دہلی میں مرشد کی صحبت میں رہنا شروع کر دیا۔ مرشد وفات پا گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین مقرر ہوئے۔ ابتدائی دن بہت ہی تکلیف میں گزرے' کئی کئی دن کھانے کو کوئی چیز میسر نہ ہوتی' چار چار پانچ پانچ دن چولہا نہ سلگتا مگر کسی سے کوئی چیز نہ مانگتے اور نہ کسی پر اپنے فقر و فاقہ کی حالت ظاہر ہونے دیتے۔ صبر و رضا سے رہتے اور معمولاتِ عبادت میں کسی قسم کا فرق نہ آنے دیتے' جب یہ زمانہ گزر گیا تو اس کو یاد کرتے اور لوگوں کو تنگیٔ معاش کے شب و روز کی باتیں بتاتے۔

مخلوق کے سامنے ضرورت بیان کرنے سے گریز

ایک مرتبہ شاہ پور سے ایک بزرگ آئے' حال پوچھنے پر عرض کیا کہ قناعت و توکل کی زندگی بسر کرتا ہوں۔ فرمایا: درویش کی صفت یہ ہے کہ اس پر فاقہ بھی گزرے تو اپنی حاجت دوسروں سے بیان نہ کرے اور اگر اس کے پاس کوئی شخص آئے تو (اپنی غربت و تنگدستی کو چھپانے کیلئے) اپنے منہ پر طمانچہ مار کر گال سرخ کر لے تاکہ دیکھنے والا اس

> **کیا ہم نے کلمہ بزرگوں کا پڑھا ہے؟**
>
> عبداللہ غزنوی حدیث مجھ سے پڑھ گیا اور نماز پڑھنی مجھے سکھا گیا۔
>
> (شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

کے فقر وفاقہ کی حالت سے مطلع نہ ہو سکے۔ پھر بیان کیا کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو ایک بات کی ذمہ داری لے تا کہ میں اس کیلئے جنت کی ذمہ داری لوں؟ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں وہ ہوں۔ فرمایا: دیکھو ثوبان کسی سے سوال نہ کرنا۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے اس حکم کو قبول کرتے ہوئے کسی سے کوئی سوال نہ کرنے کا عہد کیا۔ ایک روز گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہے تھے کہ چابک ہاتھ سے گر پڑا' دوسرے سے نہیں مانگا' خود اتر کر اٹھایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس موقع پر شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک درویش نے پوچھا جس چیز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو منع کیا ہو' کیا وہ امر دوسروں کیلئے بھی لازم ہو جاتا ہے؟ فرمایا: ہاں سب کیلئے حکم ممانعت یکساں ہوتا ہے۔ (فقہائے ہند' جلد اول' ص: 296-297)

مریدین کو نصیحتیں

ایک مرتبہ ایک درویش آیا اور کسی کے ظلم کی شکایت کی تو فرمایا تحمل اور بردباری سے کام لو۔ اگر کوئی خفا ہو تو معاف کر دو کیونکہ درویشی کا شیوہ یہی ہے۔ ایک موقع پر اپنی مجلس میں فرمایا "لوگوں نے قرآن وحدیث کو چھوڑ دیا ہے' اس پر عمل نہیں کرتے اسی لئے اضطراب و پریشانی میں مبتلاء ہیں اور پھر بار بار کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر قول و فعل پر عمل کرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ تارکِ نماز کے متعلق مریدوں کو حکم تھا کہ اگر وہ محفل میں آ کر بیٹھے تو اس کی تعظیم نہ کی جائے اور اگر وہ سلام کرے تو جواب نہ دیں تا کہ وہ نماز چھوڑنے پر شرم محسوس کرے۔

نماز کی درستگی کا معیار

مریدوں کو خاص طور سے حکم تھا کہ وہ نماز باجماعت کی پابندی کریں' نماز

Marfat.com

حضورِ قلب کے ساتھ پڑھی جائے۔ نماز کے اعضاء کا قبلہ کعبۃ اللہ ہوتا ہے' اگر اعضاء اس طرف نہ ہوں گے تو نماز درست نہ ہوگی' اسی طرح دل کا کعبہ ذاتِ الٰہی ہے' اگر دل اپنے قبلہ سے پھر جائے تو یہ کیسی نماز ہوگی؟

ایامِ بیض کے روزوں کا فائدہ

ایک مرتبہ ایک مرید سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ نماز باجماعت پڑھا کرو' جمعہ کی نماز فوت نہ ہونے دو۔ ایامِ بیض کے روزے رکھا کرو' جو شخص ایام بیض کے روزے پابندی سے رکھتا ہے اس کے رزق میں اضافہ ہوتا ہے' جس کام سے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا ہے اس کا ارتکاب کسی صورت میں نہیں ہونا چاہئے' قرآن مجید کی روزانہ باقاعدہ تلاوت کیا کرو' جس گھر میں قرآن مجید پڑھا جاتا ہے وہ گھر بابرکت ہو جاتا ہے اور قرآن پڑھنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ قرآن مجید پڑھنا ذکرِ خدا میں مشغول ہونا ہے۔

تمام مشائخ دہلی کی جامع شخصیت

شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کو لقب ''چراغ دہلی'' کس نے دیا' اس کا پس منظر یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو وہاں کے شیخ امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا ''اگرچہ دہلی کے بڑے بڑے مشائخ اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں' تاہم ان کی برکت کا اثر شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کے اندر موجود ہے' آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بہت غنیمت ہے' وہ چراغ دہلی ہیں اور مشائخ کے رسوم کو زندہ رکھنے والے ہیں۔ شیخ جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے یہ الفاظ سنے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا' آپ رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ سے دہلی آئے اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر وہ الفاظ بیان کئے جو شیخ عبداللہ

Marfat.com

یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہے تھے۔اس کے بعد شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کا لقب چراغ دہلی پڑ گیا اور وہ اسی لقب سے مشہور ہوئے۔(فقہائے ہند جلد اول ص:297-298)

قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ

عہد علاؤ الدین خلجی رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر علماء اور عظیم المرتبت فقہاء میں قاضی محی الدین کاشانی صوفی رحمۃ اللہ علیہ کا نام سرفہرست ہے۔ یہ علوم عربیہ' فقہ اور اصول میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے دہلی سے کسبِ علم کیا' تکمیل تعلیم کے بعد درس وتدریس میں مشغول ہوئے' بے شمار علماء وطلباء آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چشمہ علم سے سیراب ہوتے' اس زمانے میں فضائے ہند پر شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے تصوف وطریقت کا شامیانہ تنا ہوا تھا' اس لئے کچھ عرصہ بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور اخذِ فیض کیا۔شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا خلیفہ خاص مقرر کیا اور اپنے دستِ مبارک سے سند واجازہ خلافت عطا فرمایا جس میں یہ الفاظ تحریر تھے:

ترجمہ: تمہیں چاہئے کہ تارکِ دنیا ہو جاؤ' دنیا اور اربابِ دنیا کی طرف مائل نہ ہونا' دیہات پیش کئے جائیں تو قبول نہ کرنا' بادشاہوں سے کوئی صلہ نہ لینا' اگر تمہارے پاس مسافر آئیں اور تمہاری جیب میں ان کی مہمان نوازی کیلئے کوئی چیز نہ ہو تو اس صورتِ حال کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت سمجھنا' اگر تم میرے اس حکم پر عمل کرو گے اور مجھے امید ہے کہ ضرور کرو گے تو خود کو میرے خلیفہ سمجھو۔اگر نہیں کرو گے تو مسلمانوں پر میرا خلیفہ ونگران اللہ تعالیٰ ہے"۔

لہٰذا قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے وہی کیا جو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا تھا اور سب طرف سے منقطع ہو کر اپنے آپ کو کلی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کر لیا۔ساتھ ہی درس وتدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔(فقہائے ہند' جلد اول' ص:302)

Marfat.com

شیخ منتخب الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ

عالم وفقیہہ شیخ منتخب الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ نے کبار علمائے دہلی سے کتب درسیہ پڑھیں، تکمیل تعلیم کے بعد شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کی ان سے طریقت وتصوف کی تعلیم حاصل کی اور کبار مشائخ چشتیہ میں سے گردانے گئے، مرتبہ کمال کو پہنچے تو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اپنا خلیفہ مقرر کرلیا اور دکن جانے کی اجازت دی۔ سفر دکن میں اور بھی بہت سے اصحاب طریقت ہمراہ تھے۔ دولت آباد کے قریب پہنچے تو وہاں پہاڑ کی ایک غار میں رک گئے، جہاں کوئی عمارت نہ تھی، صرف ایک مسجد جس کو لوگ چودہ سو اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کی طرف سے منسوب کرتے تھے۔ شیخ منتخب الدین رحمۃ اللہ علیہ زاہد، متوکل اور عابد و متقی تھے۔ علاقہ دکن کے بے شمار غیر مسلم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اثر تبلیغ سے مسلمان ہوئے۔ (فقہائے ہند، جلد اول، ص:318)

شیخ نور الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ نور الدین رحمۃ اللہ علیہ بن شیخ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ کی کتابیں اپنے والد ماجد سے پڑھیں جو بہت نیک اور صاحب تقویٰ بزرگ تھے اور علوم ظاہری کیساتھ علوم باطنی اور تصوف وطریقت کے بھی ماہر تھے۔ شیخ نور الدین رحمۃ اللہ علیہ میں ذوق تصوف نے کروٹ لی تو اپنے والد ماجد سے وابستہ ہوگئے، ان سے تعلیم طریقت حاصل کی حتیٰ کہ علم و معرفت میں اپنے تمام ابنائے عصر سے فوقیت لے گئے اور والد مکرم کے بعد مسند مشیخت پر فائز ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کی عظمت کا بچے پر اثر

ایک دفعہ سلطان محمد تغلق نے شیخ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے دربار میں بلایا تو شیخ نور الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ بھی جو اس زمانے میں بچے تھے باپ کے پیچھے دربار میں چلے گئے۔ وہاں پہنچے تو امراء وسلاطین کو دیکھ کر گھبرا گئے اور سخت پریشان ہوئے ان کی

Marfat.com

حالت دیکھ کر شیخ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا گھبراتے کیوں ہو" العظمۃ والکبریاء للہ "۔شیخ نور الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ الفاظ سن کر اسی وقت میری گھبراہٹ ختم ہوگئی اور ہوش بحال ہو گئے۔(فقہائے ہند' جلد اول' ص:321)

مولانا وجیہہ الدین پائلی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ وجیہہ الدین پائلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے نامور اور ممتاز فقیہہ تھے لوگ ان کے فضل وکمال کے بہت معترف تھے ان کی ایک خوبی یہ تھی کہ جب علمی مسائل میں زبان کو حرکت دیتے تو ہر بات دوسری بات سے زیادہ وزنی معلوم ہوتی۔ کتبِ درسیہ کے استحضار کا یہ عالم تھا کہ تمام کتابیں بغیر دیکھے اور مطالعہ کے زبانی پڑھاتے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اظہارِ تشریح دل میں اترتا چلا جاتا۔علم وفضل کی فراوانیوں کے ساتھ ساتھ نہایت سادہ مزاج اور زاہد وقانع بزرگ تھے۔طریقتِ تصوف کے بھی دلدادہ تھے' اس سلسلے میں شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وعقیدت مند تھے۔

مولانا یعقوب خواجگی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ یعقوب بن شیخ خواجگی علوی رحمۃ اللہ علیہ نہایت صالح اور خطہ ہند کے عظیم فقیہہ تھے۔ تصوف وطریقت اور فضل وصلاح میں بھی بلند پایہ بزرگ تھے۔علم طریقت شیخ زین الدین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔عالم کبیر اور صاحبِ وجد وحال بزرگ تھے۔ علاقہ گجرات کے ممتاز بزرگ کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ یعقوب رحمۃ اللہ علیہ سے (تصوف کی دقیق کتاب) فصوص الحکم کا درس لیا تھا۔(فقہائے ہند' جلد اول' ص:323)

شیخ محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ

شیخ محمد یوسف چندیری رحمۃ اللہ علیہ کا لقب وجیہہ الدین تھا' اپنے وقت کے عظیم فقیہہ تھے علم وفضل کے علاوہ ماہر تصوف بھی تھے' شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔عرصہ تک آپ رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ رہے پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے چندیری

Marfat.com

میں مستقل طور سے مقیم ہو گئے۔ بہت بڑے شیخ' عفیف اور صاحبِ کشف و کرامات بزرگ تھے۔

شیخ یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ یوسف چشتی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر' حدیث' فقہ' اصول اور عربی ادبیات کے ماہر تھے۔ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور نہایت پاکباز بزرگ تھے۔ مسائل فقہ کو نظم کی صورت میں بیان کرنا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کمال فقاہت کی دلیل ہے۔

(فقہائے ہند' جلد اول' ص:324)

کیا ہم نے کلمہ بزرگوں کا پڑھا ہے؟

تصوف کے سب سے بڑے داعی تو خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں' کیوں کہ اسلام کی تعلیمات ہی تصوف کی تعلیمات ہیں۔

مولانا سید ضیاء الرحمٰن سلفی گیلانی حفظہ اللہ

(بحوالہ: علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف)

Marfat.com

الطاف القدس فی معرفۃ لطائف النفس

معارف و لطائف نفس اور رموز و اسرار تصوف پر اہم کتاب

www.KitaboSunnat.com

مصنّف

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۱۴ھ ——— ۱۱۷۶ھ

مترجم

سیّد محمد فاروق ایم اے

Marfat.com

یہ کتاب تقریباً اڑھائی سو سال قبل لکھی گئی جو اس عرصے کے دوران بار بار شائع ہوتی رہی اور آخری مرتبہ 1975ء میں شائع ہوئی۔ پھر تیس سال پہلے جونہی اس قسم کی تصوف پر مبنی کتابوں کی اشاعت بند ہوئی اہل حدیث میں انکارِ تصوف کا فتنہ داخل ہو گیا۔

بار اوّل ——— فروری ۱۹۷۵ء
تعداد ——— ایک ہزار
طباعت ——— آفسٹ، سفید کاغذ، مجلد
ضخامت ——— $\frac{۲۲\times ۱۸}{۸}$، ۱۱۲ صفحات
قیمت ——— دس روپے

02493

Marfat.com

الطاف القدس

از: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

وضاحت:

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ابن عارف باللہ حضرت شاہ عبدالرحیم فاروقی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، جلیل القدر محدث، فقیہہ، عظیم المرتبت صوفی اور حکیم ملت اسلامیہ تھے۔ انہوں نے قرآن وحدیث، فقہ وکلام، عقائد وتصوف، سیر وسوانح، مکتوبات، نظم وغیرہ کے موضوعات پر تقریباً ساٹھ کتب ورسائل تصنیف کیے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف تمام علمی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں اور انہیں اسلام کا قیمتی سرمایہ قرار دیا جاتا ہے۔ ان کی کتب تصوف کا انداز دیگر کتب سے جداگانہ ہے، انہوں نے اپنی تصانیف میں اپنے علم، کشف اور الہام کی بنیاد پر اجتہادات بھی کیے ہیں اور بعض نئی باتیں بھی بیان کی ہیں۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اگرچہ جملہ سلاسل تصوف کی اجازت تھی مگر خصوصی تعلق سلسلہ نقشبندیہ سے تھا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف واحسان کے بارے میں جو کتابیں تصنیف فرمائیں ان کے نام یہ ہیں: تفہیمات الٰہیہ، خیر کثیر، فیوض الحرمین، القول الجمیل، الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، سطعات، ہمعات، لمحات انفاس العارفین، انسان العین، مکتوب مدنی، ہوامع (شرح حزب البحر) شفاء القلوب کشف الغین فی شرح رباعیتین اور زیر نظر کتاب "الطاف القدس" وغیرہ۔

ان کتب میں سے "القول الجمیل، انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، فیوض الحرمین اور فیصلہ وحدۃ الوجود وشہود" کا عکس لے کر بندہ (مرتب) کی گزشتہ تالیف "علمائے اہل حدیث کا

Marfat.com

ذوق تصوف'' میں من وعن شامل کیا جاچکا ہے جسے احبابِ علم وفکر نے خوب سراہا۔

''الطاف القدس'' فلسفہ تصوف میں ایک خاص مقام رکھتی ہے' اس میں لطائف ظاہرہ وباطنہ کومہذب وآراستہ کرنے کے طریقے بیان کئے گئے ہیں اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام حقائق ومعارف کواپنے وجدان وکشف کے ذریعے بیان کیا ہے۔مولوی رحیم بخش دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں کہ''اس رسالہ میں جناب عارف باللہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ان تمام الہامات کوضبط کیا ہے جواس زمانہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وقتاً فوقتاً ہوتے رہے۔دیکھنے میں توایک نہایت مختصر رسالہ ہے لیکن مطالب سے اس درجہ لبریز ہے کہ جس مقام کو دیکھا جاتا ہے' معلوم ہوتا ہے کہ مضامین کا دریا لہریں لے رہا ہے۔(بحوالہ: حیاتِ ولی' ص:669' از: مولوی رحیم بخش دہلوی' طبع: لاہور)

اب حضرت مصنف شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا بیان ملاحظہ ہو۔ ترجمہ: یہ چند اوراق ہیں جن کا نام ''الطاف القدس فی معرفۃ النفس'' رکھا گیا ہے اور ان میں قلب' عقل' نفس' روح' سِر' خفی' اخفیٰ' حجر بحت اور انا کی حقیقت اور ان سب کی تہذیب وشائستگی کے طریقے بیان کئے گئے ہیں۔اس رسالے کا مقصد یہ ہے کہ خالص مسائل وجدانیہ وکشفیہ لکھے جائیں اور علومِ فکریہ اور نقلیہ کوان میں کوئی دخل نہ ہو'اس بات پر اللہ تعالیٰ ہمارا ضامن ہے''۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان پر قارئین کی توجہ اس طرف مبذول کرانا ضروری ہے کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم مفسر' محدث اور فقیہہ نے اپنی اس تصنیف کوزیادہ تر وجدانی وکشفی باتوں سے مزین کیا ہے اور طالبان راہِ خدا کیلئے ان پر عمل ضروری قرار دیا ہے۔اس سے ثابت یہ ہوتا ہے کہ صوفیاء کرام کے معمولات کوصرف اس لئے رد نہیں کردینا چاہئے کہ ان کا ثبوت قرآن وحدیث (علومِ نقلیہ) سے نہیں ملتا۔

''الطاف القدس'' شائقین کتبِ تصوف اور طالبان راہِ ہدایت کیلئے بے حد مفید ہے اور اسے سمجھے بغیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دیگر کتب تصوف کا سمجھنا محال ہے۔

(از مرتب)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، جس نے اپنے مخلص بندوں کو کائناتِ عالم کے ساتھ ساتھ خود ان کو اپنے نفوس میں اپنی علاماتِ عظمت اور آثارِ قدرت کا مشاہدہ کرایا، یہاں تک کہ یہ حقیقت ان پر واضح ہو گئی کہ اسی کی ذات حق ہے، اور جہان کی تمام اشیاء ظاہری ہوں یا باطنی کی ذوات و صفات کے قیام کا سبب ہے، پس اللہ کے سوا ہر شئی فانی ہے اور وہی ہر چیز کو تمام اطراف سے احاطہ کیے ہوئے ہے، جدھر رُخ کرو اس کی ذات جلوہ گر ہے اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کی ذاتِ اقدس، آپ کے اہلبیت اور صحابہ پر اپنی برکات اور رحمتیں نازل فرمائے۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد فقیر ولی اللہ بن عبدالرحیم العمری الدہلوی (اللہ تعالیٰ اس کے، اس کے مشائخ اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی عنایت کرے) عرض پرداز ہے کہ یہ چند اوراق جنھیں "الطاف القدس فی معرفۃ لطائف النفس" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے قلب، عقل، نفس، رُوح، سر، خفی، اخفی، حجرِ بحت اور انا کے حقائق اور ان میں سے ہر ایک کی تہذیب و تربیت کے طریقوں پر مشتمل ہیں۔ اس مضمون سے مقصود یہ ہے کہ خالص وجدانی اور کشفی مسائل قلمبند کیے جائیں، اور اس میں علوم عقلیہ و نقلیہ سے کوئی سروکار نہ ہو۔ واللہ علیٰ ما نقول وکیل۔

Marfat.com

فصل ا

علمِ لطائف کی فضیلت اور اس کے فوائد

علمِ لطائف وہ کسوٹی ہے کہ اس کا شرف اللہ تعالیٰ نے متاخرین صوفیا کو عطا فرمایا ہے مشائخ صوفیا میں سے تہذیب نفس کے طریقوں پر اسی شخص کو زیادہ بصیرت حاصل ہے ا جو لطائف کا زیادہ علم رکھتا ہے اور درحقیقت ایسا شخص ہی صحیح معنوں میں طالبانِ راہ کی رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دے سکتا ہے، صوفیاء میں سے جو لوگ مدتوں راہِ تصرف کی کوچہ گردی کے باوجود لطائف کا حاصل نہیں کر پائے لطائف سے آشنا حضرات کے مقابلے میں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک ماہر طبیب علمِ تشریح سے واقف، مختلف امراض ان کے اسباب وعلامات اور ان کے علاج کا اچھی طرح علم رکھنے والے اور اس کے ساتھ سلف کے مجرب اصولوں کے ماہر کے مقابلے میں معمولی سمجھ بوجھ کی بوڑھی عورتیں جو محض اٹکل پچو سے دوا دارو کرتی ہیں، یا پھر لطائف کا علم جاننے والوں کی مثال اس راہ بر کی ہے جس نے طویل عمر بیابانوں میں گزار کر راستے کے تمام نشیب و فراز سے پوری طرح آگاہی حاصل کر رکھی ہے اور وہ جاری راستے اور لق ودق صحرا میں بخوبی تمیز کر سکتا ہے، ظاہر ہے کہ یہ ان لوگوں کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں جو محض تفریح کی خاطر یا کسی مصیبت میں مبتلا ہو کر اس پریشانی میں پھنس گئے، کوئی مقصد پیشِ نظر نہ تھا اور نہ ہی راستے سے آگاہی، کچھ تو ان میں سے ہلاک ہو گئے ہوں اور کچھ منزلِ مقصود تک پہنچ گئے ہوں عرصہ دراز کے بعد جب یہ لوگ وطن واپس لوٹے تو ہر ایک نے اپنی بپتا سنائی پوری بات کسی سے بھی نہ بن آئی، سامعین ان کی مختلف اور متعارض باتوں سے دل برداشتہ ہو گئے ان میں سے کوئی شخص پوری کہانی بیان کر سکا اور نہ ہی راستہ کے مقامات کی نشاندہی، مکمل بات کسی سے نہ بن پڑی۔

Marfat.com

الغرض اگر تم اہل تمکین[1] کا راستہ معلوم کرنا چاہتے ہو جو انبیا علیہم السلام کے وارث ہیں، تو وہ لطائف کا علم حاصل کیے بغیر ممکن نہیں ۔ اسی طرح اگر تم ہر قسم کی آمیزش اور بے فائدہ باتوں سے پاک وصاف راہ سلوک کے طالب ہو تو وہ بھی علم لطائف کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی ۔ لطائف کا علم وہ عظیم نعمت ہے جو متاخرین صوفیاء کے حصے میں آئی ہے یہ ہم پر بلکہ اکثر لوگوں پر فضل ایزدی ہے مگر بیشتر لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے، ذکر و فکر کا وہ طریقہ جس پر آجکل لوگ عمل پیرا ہیں اور اسے اپنے اسلاف سے نقل کرتے ہیں دو اقسام پر مشتمل ہے، پہلی قسم یہ ہے کہ کسی سالک کو راہ حقیقت کا شوق گلوگیر ہوا اور جس طرح اس سے بن پڑا وہ اس راہ پر چل پڑا، بالآخر وہ ایک جائے اطمینان پر پہنچ گیا، اور اس سے رشد و ہدایت کے آثار شروع ہو گئے طالبان راہ اس کی طرف بڑھے تو اس نے اپنے حاصل کردہ مقام کی طرف ان کی راہنمائی کی، گویا اس کی نگاہ میں اس کے علاوہ کوئی مقام ہے اور نہ کمال، چنانچہ اس کے مسترشدین اس کے بتائے ہوئے طریق کار پر پابند ہو گئے، اور اسی کیفیت ہی کو مقصود سمجھ کر اس پر اعتماد کر کے بیٹھ گئے، اس گروہ کی اکثریت صرف کسی ایک نسبت کی حامل ہوتی ہے، مثلاً نسبت شوق و اضطراب، نسبت اویسیہ وغیرہ، ملائکہ سفلیہ سے مشابہت کی نسبت یا اسی قبیل کی دوسری نسبتیں، اس صورت میں ان کے لطائف میں سے کوئی ایک لطیفہ تو اس نسبت کی وجہ سے تربیت حاصل کر کے مہذب ہو جاتا ہے لیکن باقی لطائف اپنی جہالت پر قائم رہتے ہیں، اگر ایسے حضرات کے کمال کی مثالی صورت تمہارے سامنے آئے تو ایک ایسی شکل نظر آئے گی جس کا آدھا چہرہ سیاہ اور آدھا سفید ہو گا: خلطوا عملاً صالحاً و آخر سیئاً (انہوں نے ملے جلے عمل کیے تھے اور کچھ برے)۔

---

[1] تمکین مقام رسوخ: مستقر ہے جس میں سالک صاحب مقام ہوتا ہے وہ مغلوب الحال نہیں ہونے پاتا، اس مقام میں سالک انبیاء کے معنوی کمالات سے فیضیاب ہوتا ہے۔

لطائف

اس گروہ کے اکثر لوگ شریعت کی پابندی نہیں کرتے، اور کہتے ہیں کہ یہ سارے احکام شریعت کا ظاہر ہیں، شرع کی حقیقت اور خلاصہ تو وہی ہے جسے ہم نے پایا ہے، وسیعلموا الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[۱] (اور عنقریب ان لوگوں کو معلوم ہو جائے گا جنھوں نے ظلم کر رکھا ہے کہ کیسی جگہ ان کو لوٹ جانا ہے) دوسری قسم وہ کامل و مکمل شیوخ ہیں جنھیں ''تدبیر کلی'' نے مسندِ رشد و ہدایت پر فائز کیا، ان کے سبب اُمتِ مرحومہ کا افتراق و انتشار ختم ہوا اور ان کے ذریعے مرادِ الٰہی کا ظہور ہوا، تمام ضروری باتیں انھیں الہام کے ذریعے بتا دی گئیں اور سالکانِ راہ کی رہنمائی کا فریضہ انھیں سونپ دیا گیا، ان کے معتقدین مسترشدین نے نسلاً بعد نسلٍ اپنے شیوخ سے یہ طریقہ ایسے ہی حاصل کیا، جس طرح اس عظیم راہ جس پر ہزاروں لوگ گامزن رہے ہیں؛ ان بزرگوں نے مناسب طریق پر اس راہ کے قواعد مقرر کیے، ہر بیماری کے لیے دوا اور ہر درد کے لیے علاج ڈھونڈے لیکن اس کے باوجود بھی اگر ان حضرات کے طلباء اور پیروکار علم لطائف سے بے خبر ہوں، تو انہیں کئی طرح کے نقصانات اٹھانا پڑتے ہیں۔

مثلاً ان نقصانات میں سے ایک یہ ہے کہ بہت سے مریدین مسترشدین کہ جن کا کوئی ایک لطیفہ فطری طور پر قوی ہوتا ہے، اور دُوسرا کمزور اگر ایسے لوگ بلا سوچے سمجھے اشغال و اذکار میں مشغول ہو جائیں، اور وہ سمجھیں کہ اس طرح تمام لطائف کی تربیت ہو جائے گی تو اس کیلئے طویل عرصہ کے بعد وہ لطیفۂ قوی تکمیل کو پہنچے گا، اسے جوش و خروش حاصل ہوگا: اور اس کی تہذیب و تربیت کی علامات ظاہر ہوں گی، اور سالک اپنے مقام طمانیت پر پہنچ جائے گا'' اور یہ مقامِ طمانیت جو کئی مراتب کے عبور اور بہت ساری فناؤں کے بعد حاصل ہوتا ہے، درحقیقت وہی لطیفہ ہے جو سالک کی فطرت میں قوی تھا، دُوسرا نقصان یہ ہے کہ سالک پر کئی احوال اور فنا و بقا کے مختلف مقامات کا ظہور ہوتا ہے اور وہ کسی حالت کی نسبت کسی ایک لطیفہ سے نہ سمجھنے کی وجہ سے حیران ہو جاتا ہے، اور اس وہم میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ شاید اُسے کچھ بھی حاصل نہیں ہوا، اور جو کچھ اس سے پہلے حاصل ہوا ہے وہ خود فریبی کے علاوہ۔

---

[۱] الشعراء: ۲۲۷

Marfat.com

۱۹

کچھ نہیں، اس وجہ سے اس پر غم واندوہ چھا جاتا ہے اور اس کے واردات بند ہو جاتے ہیں، اگر شروع ہی میں وہ ہر حالت کی نسبت کسی خاص لطیفے کی طرف کرتا اور فنا و بقا کے تمام واردات ایک خاص امر کے تحت سمجھتا، تو اس روحانی قبض سے چھٹکارا حاصل کر لیتا۔

تیسرا نقصان یہ ہے کہ علم لطائف سے بے خبر شخص جس وقت اولیائے کرام کے حالات دیکھے گا اور اس کی نظر ان کے احوال و اقوال کے اختلافات پر پڑے گی تو وہ شک میں پڑ جائے گا کسی وقت ان کی ایک حالت کو دیکھے گا اور کسی وقت دوسری! اس طرح وہ کام کرنے سے رک جائے گا، اور اس بات کا بھی امکان ہے کہ یہ کسی شخص کی انتہائی حالت دیکھ کر سمجھ بیٹھے کہ سلوک کی حقیقی اور آخری منزل شاید یہی حالت ہے، حالانکہ اصل میں ان کے احوال و اقوال کے اختلافات اور انتہائی مقامات کا تنوع تو فطری طور پر ان کے لطائف کی قوت و ضعف کے اختلافات اور تنوع پر مبنی ہوتا ہے۔

چوتھا نقصان یہ ہے کہ جو کام کسی چیز کے حقیقی مقصد معلوم کر لینے اور اس مقصد کے ساتھ اس کام کی مناسبت کا علم حاصل کر لینے کے بعد کیا جائے، اس میں معمولی سی کاوش بھی کافی ثابت ہوتی ہے اور ایسا شخص روز بروز اس کا فائدہ دیکھتا ہے اور اپنی بصیرت اور معرفت کے ساتھ اس میں غور و خوض کرتا ہے، چنانچہ وہ ایک کشادہ راہ پا لینے میں کامیاب ہو جاتا ہے الغرض علم لطائف کے فوائد اور فضائل بے شمار ہیں، انہی چند باتوں سے اس علم کے فوائد کا بآسانی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

فصل ۲

حقیقتِ لطائف

لطائف کی حقیقت اور ان کی خصوصیات کا بیان حقیقتِ رُوح کے بیان کی تفصیلات پر مبنی ہے اور حقیقتِ رُوح کا مسئلہ علمِ سلوک سے نہیں بلکہ علمِ حقایق سے تعلق رکھتا ہے اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علمِ حقایق کے بارے میں کوئی اشارہ نہیں فرمایا، اور نہ ہی آپ نے علمِ سلوک اور تہذیب نفس کے علاوہ اور کسی چیز کی تبلیغ فرمائی ہے، لیکن اس کے باوجود علمِ حقایق ایسا مشہور علم ہے کہ عرب و عجم کی کوئی جماعت اس سے بے خبر نہیں، اور نہ ہی کوئی ایسا گروہ ہے جس کی زبان پر اس علم کا چرچا نہ ہو، اگرچہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مشہور علوم (علومِ حقائق) کی طرف اجمالی طور پر اشارہ فرمایا ہے تاہم اُن کی تفصیل اور تشریح میں غور و خوض سے شدت کے ساتھ منع فرمایا ہے اور انبیاء علیہم السلام کی یہی سنّت رہی ہے۔

اس سے تمہیں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ شاید یہ علوم انسانی طاقت سے باہر ہیں، نہیں نہیں! ایسی کوئی بات نہیں، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ عام لوگوں کے سامنے ایسے علوم کا اظہار مصلحت کے خلاف ہے۔

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد
ورنہ در محفل رنداں خبرے نیست کہ نیست

(خلافِ مصلحت ہے کہ راز پردہ سے باہر نکلے ورنہ وہ کونسا راز ہے جو محفلِ رنداں سے مخفی ہے)

لہٰذا ہم ایسے لوگوں کے لیے لائق اور مناسب ترین بات یہی ہے کہ ہم بھی اس علم کی قیل و قال سے اجتناب کریں، اور دیکھی ہوئی باتوں کو نادیدہ سمجھیں، لیکن چونکہ اس مسئلے میں صوفیائے کرام کا اختلاف

Marfat.com

خاصا وسیع ہو گیا ہے، اور حقائق معلوم کرنے کے سلسلے میں وہ بے تاب ہو گئے، اور علم لطائف کی بنیاد بھی یہی مسئلہ تھا، اس لیے اس پر بحث کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور ضرورت تو ممنوعات (منع کردہ اشیاء) کو بھی مباح کر دیتی ہے۔

رُوح اس چیز سے عبارت ہے کہ جس کے جسم کے ساتھ ملنے سے جسم میں زندگی پیدا ہوتی ہے اور اس کی جدائی سے جسم مُردہ ہو جاتا ہے، تم نے دیکھا ہوگا کہ جس وقت گوبر میں بدبُو پیدا ہوتی ہے اور جوش پیدا ہو جاتا ہے تو اس تعفن اور سڑاند سے گوبر کے اجزاء میں ایک کیڑا پیدا ہو جاتا ہے اور ایک حس اور حرکت ظاہر ہوتی ہے اس حس و حرکت کا قریبی سبب رُوح ہے، جس وقت آدمی مر جاتا ہے، تو اس میں موجود حس و حرکت زائل ہو جاتی ہے اور وہ پتھر کی طرح بے جان بن جاتا ہے وہ چیز جس کی جدائی سے یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے رُوح ہے، اب اس رُوح کی حقیقت پر غور کرنا چاہیے۔

واضح رہے کہ رُوح تین اجزا سے مرکب ہے، پہلا جزو وہ پاکیزہ ہوا ہے جو کئی دفعہ تحلیل ہونے کے بعد عناصر کے لطیف بخارات سے پیدا ہوتی ہے اور یہ غذا، نشوونما اور ادراک کی قوتوں کی حامل ہوتی ہے اسے ہم نسمہ، رُوح طبعی، اور بدن ہوائی کے ناموں سے بھی موسوم کرتے ہیں، اور یہ ہڈیوں اور گوشت میں اس طرح سرایت کیے ہوئے ہے جس طرح آگ کوئلے میں اور گلاب کا پانی اس کے پھول میں، اور جسم کا رُوح ہوائی کے ساتھ تعلق بھی اسی جز کی وجہ سے ہے، اور جسم اس کی جدائی سے اس طرح مُردہ ہو جاتا ہے جس طرح کہ وہ خود بھی جسم کی جدائی سے رنج و تکلیف اٹھاتی ہے، اس لطیف بخار کا اصل مرکز دل، دماغ اور جگر ہے، یہ خون کے جوش سے قلب میں پیدا ہوتا ہے، اور اس کے گاڑھے، پتلے، صاف اور مکدر، گھٹنے اور بڑھنے کے سلسلے میں طبی تدابیر کے تصرفات جاری ہیں، اطبا کے ہاں ان میں سے ہر حالت کے اثرات اور نتائج معروف، اور تجربہ کی روشنی میں مشہور ہیں، قلب سے اس تعلق کے انقطاع ہی کا نام موت ہے، اور جسم موت کی وجہ سے اس درخت کی مانند ہو جاتا ہے جسے جڑ سے کاٹ ڈالا جائے، اگرچہ اس کے

Marfat.com

۲۲

کاٹنے کی وجہ سے درخت کی خوراک اور ضائع شدہ چیز کا بدل ضائع کر دیا جاتا ہے؛ تاہم اس لکڑی کے پھٹنے اور اس کی ساخت کے درہم برہم ہونے کے لیے ایک مدت درکار ہوتی ہے بالکل اسی طرح نفس ناطقہ کا ان لطیف بخارات کے ساتھ تعلق موت کے بعد بھی باقی رہتا ہے اور یہ لطیف بخارات لحمی بدن کی صورت کے ساتھ قائم رہتے ہیں، ہاں آہستہ آہستہ اس کے بعض اجزاء منتشر ہو جاتے ہیں۔

دُوسرا جز نفس ناطقہ ہے، اسے بھی اچھی طرح سمجھنا چاہئے، جب ہم کسی چیز کی گٹھلی زمین میں بوتے ہیں اور پانی، ہوا اور زمین کے لطیف اجزاء اسے ہر طرف سے گھیر لیتے ہیں، تو وُہ گٹھلی اپنی خداداد قوت سے اجزائے لطیفہ کو اپنی طرف کھینچ کر انہیں ایک دُوسری صورت میں بدل دیتی ہے اور پھر اسے ایک باقاعدہ نظام اور مقررہ قاعدے کے مطابق اپنے جسم کی نشو و نما میں صرف کرتی ہے، پھر اس میں برگ و بار ظاہر ہونے ہیں اور رفتہ رفتہ پھل، پھول، پتے اور شاخیں نکل آتی ہیں، بالآخر اس میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے ہر گٹھلی کا دائرہ کار ہمیں بالکل علیحدہ معلوم ہوتا ہے اور ہر درخت کا نظام الگ، چنانچہ اس مقام پر عقل ایک ایسے نفس کے اثبات پر مجبور ہو جاتی ہے، جو ان قوتوں کا حامل ہے۔ اسی طرح جب مرکباتِ ارضیہ کی عفونت اپنے انتہا کو پہنچ جاتی ہے مثلاً مادۂ منویہ اور خونِ حیض رحم میں جمع ہو جاتے ہیں اور والدہ کا نفس اس میں تدبیر کرتا ہے، تو دل، جگر اور دماغ ظاہر ہو جاتے ہیں، اور اس میں روح ہوائی پھونک دی جاتی ہے، ہر دو صورتیں آپس میں بدل جاتی ہیں، اور ان اجزاء کی صورت سے ایک دُوسری صورت نمودار ہو جاتی ہے اس صورت کے احکام بھی دوسری نوعیت کے ہوتے ہیں اسی طرح ایک نفس ہے، جو انسانی نظام کا تقاضا کرتا ہے، اور خواص انسانی مثلاً رائے کلی اور لطائف خمسہ اس سے پُوری تفصیل کے ساتھ پھوٹتے ہیں، اسے نفسِ ناطقہ کہا جاتا ہے، اس کے علاوہ تمام نفوس بالخصوص نفسِ ناطقہ، نفس کلیہ کے بحر کے بُلبلے اور اس کی موجیں ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اہلِ وجدان کے مطابق عالم میں ایک نفس ہے جو تمام موجودات کی تدبیر

Marfat.com

۲۴

کرتا ہے۔ عرش سے فرش تک سب کچھ اسی نفس کا مقتضیٰ ہے، اور اسے نفسِ کُلّیہ کہتے ہیں، اور افعالِ خاصہ کی ابتدائیت کے اعتبار سے اسے طبیعتِ کلّیہ، اور وہ نظام جو اس نفس کا مقتضیٰ ہے، اسے مصلحت کلّیہ کہتے ہیں، اور افلاک کے نفوسِ جزئیہ، طبائع عناصر، نفوسِ نباتیہ اور حیوانیہ کو اعضا کے مختلف مزاجوں اور قوتوں کی حامل ارواح کے مانند سمجھنا چاہئے، اور یہ ساری کی ساری ایک ہی نفس میں اکٹھی اور ایک ہی مدبّر کی تدبیر کے ماتحت ہیں اور پیدائش کے مختلف طریقوں اور ادوار میں ظاہر اور مخفی وہی ایک ہی نفس ہے جس وقت پانی ہوا ہو جاتا ہے اور ہوا پانی، نفس کلیہ تو دونوں حالتوں میں ایک ہی طرح پر باقی ہے فرق صرف یہ ہے کہ ایک صورت میں وُہ مخفی ہوگیا اور دُوسری وضع میں ظاہر پس نفسِ ناطقہ کی حقیقت وہی نفس کلیہ ہے مگر ایک خاص قسم کے ظہور کے ساتھ جو اس میں ہیولیٰ کی استعداد کے تقاضے سے موجود تھا اس نے مکمل ظہور کیا ہے اور نفسِ کلّیہ میں نفسِ ناطقہ کے اضمحلال کی وجہ سے وجودِ روحانی سے فنا پیدا ہو جاتی ہے۔ تیسرا جزو رُوحِ ملکوت ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ نفسِ کلّیہ کی بعض قوتیں آیندہ ہونے والی صورتوں کا ان کے وقوع سے پہلے ادراک کرتی ہیں، جس طرح انسان کوئی کام کرنے سے پہلے اس کا تصور اپنے ذہن میں قائم کرتا ہے اس کی مثال یُوں ملتی ہے کہ مثلاً ایک مربّع شکل جس وقت ہم خارج میں بناتے ہیں، تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ یقیناً وہی صُورت ہے جو ہمارے ذہن میں موجود تھی۔ بعینہٖ اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ خارج میں جو صورت ظاہر ہوتی ہے یہ بالکل وہی صُورت ہے جو ان قوتوں میں موجود تھی۔

حاصلِ کلام یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے نوعِ انسانی کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو بہت عرصہ پہلے اس نے ان قوتوں میں نوعِ انسانی کی صورت اجمالیہ پیدا کر دی اور سالہا سال بعد اس کی خاص عنایت سے تازہ حالت میں ایک دُوسرا فیض انسانی صورت تک پہنچا، تو وہ ایک ہی چیز بہت ساری چیزوں میں اس طرح ظہور پذیر ہوگئی جیسے ایک آئینے میں آفتاب کی صورت

Marfat.com

۲۴

ظاہر ہو، لیکن اس کے ارد گرد مختلف رنگوں اور سائزوں کے کئی آئینے رکھ دیے جائیں تو ہر ایک آئینے میں وہ صورت جلوہ گر ہو گی۔ اب ایک حیثیت سے تو وہ ساری صورتیں اپنا مستقل وجود رکھتی ہیں، لیکن دوسری حیثیت سے یہ ساری صورتیں اسی ایک اجمالی صورت کی رہین منت ہیں، لہٰذا ان صورتوں میں سے ہر صورت ایک انسان کی روح ہے طویل عرصہ کے بعد ایک تازہ فیض اس صورت کے ساتھ آملتا ہے اور بعض نازل قوتوں میں اس کا نزول ہوتا ہے جب انسانی جسم میں روح ہوائی پھونک دی جاتی ہے اور نفس کلیہ ظہور سے خفا میں چلا جاتا ہے اور پھر دوسری شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور نفس کلیہ ظہور کی صورت میں مقید ہونے کے اعتبار سے نفسِ ناطقہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور وہ روحانی صورت اس کے ساتھ متحد ہو جاتی ہے، اسی جز کی وجہ سے وہ حظیرۃ القدس میں حاضر ہوتا ہے اور اس شخص کے اعمال علیین یا سجین میں لکھے جاتے ہیں۔ اگر وہ کوئی نیک عمل کرتا ہے تو اس مثالی صورت میں ایک سفید نقطہ ظاہر ہوتا ہے، اور اگر بُرے عمل کرتا ہے تو اس مثالی صورت میں سیاہ نقطہ نمودار ہوتا ہے اور یہ قیامت میں انسانی جسم کے ساتھ متحد ہو جائے گا۔ چنانچہ جسم کے اعضاء و جوارح کے تکلم اور نامہ ہائے اعمال کے ظہور کا واقعہ ہو گا۔ جب روح کے اجزا معلوم ہو گئے تو اس کے ساتھ یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ ان میں سے ہر ایک جز کی الگ خصوصیات ہیں اور پھر دو دو کی علیحدہ خاصیتیں ہیں۔ معاش اور معاد کے احکام میں سے روح پر جو باتیں وارد ہوتی ہیں وہ ساری انہی خصائص کی طرف منسوب ہوتی ہیں اور لطائف نفس بھی اجزا کی اسی کثرت سے پھوٹتے ہیں پس روح ہوائی کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ عناصر سے امداد حاصل کر کے ناسوت میں اپنا ٹھکانہ بنا لیتی ہے، اور روح ہوائی کی تین حالتیں ہیں:

پہلی یہ کہ وہ جوارح کے تابع اور اس کی مغلوب ہوتی ہے اور اس کا کام جوارح سے صادر شدہ افعال کی تکمیل ہے، بایں طور کہ طبیعت کے اقتضا سے عادت کے طور پر جوارح سے افعال جاری ہوتے ہیں اور روح پوری طور پر ان میں ڈوب جاتی ہے۔ اس حالت میں یہ

Marfat.com

۲۵

نفسِ بہیمی ہوگا۔

دوسری حالت یہ ہے کہ رُوحِ ہوائی جوارح کے ذیل میں مستغرق ہونے سے رہائی حاصل کرلے اور وُہ اخلاق وصفات جو اروح قلبیہ اور دماغیہ سے متعلق ہیں، اس پر غلبہ حاصل کرلیں یا پھر اعمالِ جوارح ان اخلاق کی صورت میں ہوں یا ان کے متمم ہوں اور وہ اخلاق اعمالِ جوارح کے بغیر ممکن نہ ہوں۔ایک صورت یہ ہے کہ وُہ اخلاق تو فی نفسہا مکمل ہوں اور جوارح کے اعمال ان اخلاق کے مقتضی اور ان کی تشریح ہوں، جو بھی صورت ہو اس حالت میں نفسِ انسانی ہوگا۔

روحِ ہوائی کی تیسری حالت یہ ہے کہ وہ روح القدس کے سامنے جو حظیرۃ القدس میں قائم ہے موجود ہو، اور اس کے ساتھ اپنا ربط پیدا کرلے۔ ملأ اعلیٰ کا ساکن اور ملاء اعلیٰ کے فرشتوں کا اپنی استعداد کے مطابق ہم زبان ہو، اس کے دل پر رُوحِ افلاک سے اسرار ورموز کا فیضان ہو۔ جزا کا باعث درحقیقت اپنی خاصیت سے حظیرۃ القدس کی طرف اسی جز کی کشش ہے لہٰذا وُہ صفات جو اس مقام کے مناسب ہیں رُوحِ ہوائی پر مرتکز ہوں تو راحت وانس پائے گا۔ اور اگر ایسی صفات جو اس مقام کے حسبِ حال نہیں، روحِ ہوائی میں پائی جائیں تو وحشت اور نفرت محسوس کرے گا، اس روحِ ہوائی کا روحِ علوی کے ساتھ وہی رابطہ ہے جو پارے میں چاندی کے جوہر سے رطوبت مائیہ کا ہوتا ہے۔ رطوبت اور چاندی آپس میں ایسے یکجان ہوگئے ہیں کہ ان کا جُدا ہونا بہت مشکل ہے، باسمجھ لوگ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس کا بہاؤ رطوبت کی وجہ سے ہے اور ثقل چاندی کی وجہ سے۔اسی طرح روحِ علوی اور روحِ ہوائی باہم ایسے مل گئے ہیں کہ ان میں تفریق ممکن نہیں، اور کشش کے تقاضے سے ان میں سے ہر ایک دوسرے کی طرف کھنچتا ہے اور ہر ایک دُوسرے کی صفات مثلاً درد سے رنجیدہ اور راحت سے مسرور ہوتا ہے، اور نفسِ ناطقہ کی خصوصیت اس روحِ ہوائی کے ساتھ اس کے بدن کے مختلف اجزا کو جمع کرنا اور ان میں گرہ لگانا ہے جیسے کہ ہم نفسِ نبات میں دیکھتے ہیں کہ مختلف اجزا کو ایک صورت بناکر ان میں گرہ لگاتا ہے، اور اگر اسے جڑ سے کاٹ ڈالا جائے تو بھی اس کے اجزا کے منتشر

Marfat.com

۲۶

ہونے کے لیے ایک مدت درکار ہے۔ اسی طرح نفسِ ناطقہ روح ہوائی کے اعضاء کو باہم ملا کر ان میں ایک مزاج پیدا کر دیتا ہے۔ پھر اگر روح ہوائی اور بدنِ لحمی کے درمیان موت حائل ہو جائے تو وہ بدن کی غذا اور اس کے نشوونما کے نظام کو درہم برہم کر دیتی ہے، اس وقت روح ہوائی کی مثال اس شخص کی ہو گی جس کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہیں، اور نفس بدستور اس کی تدبیر میں مصروف رہتا ہے، اور روح ہوائی میں حسِ مشترک، متصرفہ، واہمہ، خیال اور حافظہ بدستور باقی رہتے ہیں، اسی طرح اخلاقِ فاضلہ اور ہر آن پیدا ہونے والا عزم بھی اپنی حالت پر قائم رہتا ہے۔ اگر بصر اور سمع ختم ہو گئی ہے تو حسِ مشترک اس کی قائم مقام بن جاتی ہے کیونکہ دنیا میں عرصہ دراز تک سمع و بصر کے ذریعے ادراک ہوتا ہے، اور آدمی اس صورت سے آشنا اور اس کا خوگر ہوتا ہے، تو اب جدائی کے بعد نفس ناطقہ کے فیضان بلکہ مصلحت کلیہ کے سبب جو اس جگہ مصلحت جزئیہ کی طرف منتقل ہو گئی ہے، وہی حسِ مشترک سمع و بصر کا کام دیتی ہے، اور معمولی سی توجہ سے مبداء فیاض کی عنایت سے وہ سنی اور دیکھی جانے والی صورت اس پر اس طرح فائض ہوتی ہے جیسے نتیجے کا فیضان قوت ادراکہ پر جس وقت وہ حدس کی صورت میں بعض مقدمات کا ملاحظہ کرتی ہے۔

نفس ناطقہ کی خاصیت یہ ہے کہ وہ اپنی اصل کے اعتبار سے نفسِ کلیہ میں فانی ہے، اور عروق ما سار یقا کے راستے انانیت کبریٰ کے داعیہ کو قبول کرتا ہے، اور روح ملکوت کی راہ سے ملائکہ سے الہام اور حظیرۃ القدس کا مشاہدہ کرتا ہے، اگر روح ہوائی روح ملکوت سے مغلوب ہو جائے تو وہ فرشتوں کے مشابہ ہو جاتا ہے، ملاء اعلیٰ کے فرشتے ہوں خواہ ملاء سافل کے، ان دو لطیف اجزاء اور روح ہوائی کے درمیان پانچ لطائف پیدا ہوتے ہیں، اور ان کی پیدائش کا راز یہ ہے کہ یہ دونوں لطیف اجزاء روح ہوائی کے ساتھ قائم ہونے ہیں اس پر اعتماد کرتے ہیں، اور اس کے ساتھ عشق و محبت کا تعلق پیدا کر لیتے ہیں، پس لامحالہ ہر دو اجزاء کا فیض روح ہوائی کی قوتوں کے تنوع کے باعث متنوع ہو گا، لہٰذا وہ قوت کہ جس کا

Marfat.com

۲۷

زیادہ حصہ جگر میں ہے وہ نفسِ شہوانی ہے، اور وہ قوت کہ جس کا زیادہ حصہ اس صنوبر الیسی شکل والے گوشت کے ٹکڑے میں ہے جو ملکات اور اخلاق کا حامل ہے قلب ہے۔ اور وُہ قوت کہ اس کا بہتر حصہ دماغ میں ہے اور اس کا خاصہ معقولات اور متوہمات کا ادراک ہے، عقل ہے نفس، قلب اور عقل ان تمام کا مسکن اور مقر روح ہوائی ہے مگر دُو لطیف اجزا کا فیض اس زمین کی طرح قبول کرتی ہے، جو کسی چشمے سے متصل ہونے کی وجہ سے تر و تازگی حاصل کرتی رہتی ہے یا جس طرح بدن عروق ماسار یقا کے ذریعے جگر سے تر و تازگی حاصل کرتا ہے، ان تینوں قوتوں سے یہ تین چیزیں پیدا ہوتی ہیں، لیکن نفس روح ہوائی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے، اور عقل روح سماوی سے اور قلب نفسِ ناطقہ سے، اس لیے متقدمین صوفیا نے اپنی تمام شاخوں سمیت اصل لطیفہ انسانیہ قلب ہی کو قرار دیا ہے، اور انھوں نے عقل کو رُوح کی زبان فرض کیا ہے، جب سالک رُوح ہوائی کے تسلط سے چھٹکارا حاصل کر لیتا ہے، اور اس کا واسطہ دو لطیف اجزا سے پڑتا ہے تو اس کا قلب روح بن جاتا ہے اور اس کی عقل سِتر ہو جاتی ہے پھر قلب اور روح کے درمیان فرق یہ ہے کہ قلب روح ہوائی کی وُہ قوت ہے، جو جسم کی گہرائیوں سے پھوٹ کر پھیل جاتی ہے مگر وُہ ہر دو لطیف اجزا کے فیضان کی رہین منت اور ان کی تری سے سیراب ہوتی ہے، اور رُوح انہی دو لطیف اجزا سے عبارت ہے جو آپس میں مل ہوئی ہیں رُوح ہوائی کے لباس میں اور اس پر بھروسہ کیے ہوئے ہیں۔

عقل اور سِتر کے درمیان فرق یہ ہے کہ عقل روح ہوائی کی وُہ قوت ہے جو دماغ میں جاگزیں ہے لیکن ان دو لطیف اجزا کے فیض سے مستفید اور ان کی تری سے سیرابی حاصل کرتی ہے اور سِتر آپس میں مربوط ان دو اجزائے لطیف سے عبارت ہے جو روح ہوائی کے لباس میں ملبوس اور اس پر اعتماد کیے ہوئے ہیں، اس لیے روح قلب سے کہیں زیادہ لطیف ہے، اور سِتر عقل سے زیادہ منور ہے قلب کا کام وجد، روح کا کام محبت، عقل کا کام یقین اور سِتر کا کام مشاہدہ ہے، ہر دو مراتب میں فرق نمایاں ہے۔

Marfat.com

۲۹

جب سالک روح ہوائی سے مکمل طور پر فراغت حاصل کر لیتا ہے اور اسے ان دو لطیف اجزا سے واسطہ پڑتا ہے جو آپس میں سیماب کی شکل میں ملے ہوئے ہیں، تو اس وقت سالک تین حالتوں سے خالی نہیں ہو گا۔ یا روح ملکوت اسے اپنی طرف کھینچے گی اور وہ روح القدس میں مل کر محو ہو جائے گا، اس کے بعد از سر نو بقا حاصل کرے گا۔ اور اس کی یادداشت بحال ہو جائیگی اور یہ طریق نبوت ہے۔

یا نفس ناطقہ اسے اپنی طرف کھینچتا ہے اور وہ انانیت کبریٰ میں فنا ہو جاتا ہے اور پھر از سر نو بقا حاصل کر کے اپنے آپ میں واپس آ جاتا ہے اور یہ ولایت کبریٰ کا مقام ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ وہ مذکورہ دونوں صورتوں کا پوری طرح جامع بن جاتا ہے اور یہ مرتبہ جمع الجمع[1] ہے، اور جمع الجمع کے مقام پر فائز ہونے والا دو طرح پر الہام سے فیضیاب ہوتا ہے کبھی نفس کلیہ کی طرف سے اس پر الہام ہوتا ہے، اور انانیت کبریٰ کا داعیہ اس پر طراوت کا فیضان کر رہا ہوتا ہے، اور کبھی روح القدس کی طرف سے اس پر الہام کیا جاتا ہے اور ملأ اعلیٰ کے ارادے ماسا ریقا کی طرح اس پر نازل ہوتے ہیں۔ مجھے (شاہ ولی اللہ محدث) امید ہے کہ میں اس آخری قسم پر فائز ہوں گا۔

وراء ذلك فلا اقول لانه

سر لسان النطق عنه اخرس

(اس کے علاوہ کیا ہے اس کے بارے میں میں کچھ نہیں کہتا کیونکہ یہ ایک ایسا راز ہے کہ جس کے بیان سے نطق کی زبان عاجز ہے)

---

[1] اس حقیقت کا انکشاف کہ خلق حق سے قائم ہے۔ اس مقام پر حق کا جمیع موجودات میں مشاہدہ ہوتا ہے، سالک یہاں حق کو خلق سے اور خلق کو حق سے دیکھتا ہے اور حق و خلق کو خلق میں دیکھتا ہے یعنی خلق کو خلق اور حق کو حق دیکھتا ہے اور ہر ایک کو دوسرے کا عین پاتا ہے۔

Marfat.com

فصل ۳

حکمتِ تخلیق کے مطابق برتنے

لطائفِ ظاہرہ کی تہذیب کا بیان

نقل سے یہ بات ثابت ہے کہ'' لطیفۂ انسانیہ کی تین شاخیں ہیں: قلب، نفس اور عقل، حدیث میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا:

''بلاشبہ انسان کے جسم میں ایک لوتھڑا ہے۔ اگر وہ صحیح ہوتا ہے تو سارا جسم درست رہتا ہے اور اگر اس میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے اور وہ لوتھڑا قلب ہے۔''

ایک دوسری روایت میں ہے:

''دل کی مثال اس پر کی طرح ہے جو بیابان میں پڑا ہو اور ہوائیں ایک سے دوسری طرف الٹتی پلٹتی رہیں۔''

ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ:

''نفس ارادہ و خواہش کرتا ہے، لیکن کبھی اس کی پیروی کی جاتی ہے اور کبھی نہیں کی جاتی۔''

اسی طرح ایک روایت میں ہے:

''آدمی کا دین اس کی عقل ہے، جسے عقل نہیں اس کا دین نہیں۔''

اور ان الفاظ کے استعمال کے مواقع پر نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اتباعِ خواہشات اور تقاضاسے لذات کی نسبت نفس کی طرف کی گئی ہے۔ ارادے کا عزم وارادہ، محبت

Marfat.com

۳۰

عداوت، بہادری اور بزدلی اور اس قسم کی دوسری صفات دل کے اوصاف ہیں، اور فہم و معرفت اور جن چیزوں پر یقین کرنا چاہئے ان پر یقین و اعتماد عقل کے کام ہیں، حکماء نے نفس ناطقہ کی تین قسمیں بیان کی ہیں قوی طبعیہ، قوی حیوانیہ اور قوی ادراکیہ قسم اول کا مقام جگر ہے، دوسری کا دل اور تیسری کا دماغ!

یہ مباحث انھوں نے اپنی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں، اور یہ ان کے مشہور مسائل میں سے ایک ہے لیکن ان کے تفصیلی مباحث اس کتاب کے موضوع سے خارج ہیں۔

دراصل نفس کا اصلی کام اقتضائے خواہشات اور اتباع لذات ہے، اسی طرح جسم کی ساخت کو قائم رکھنا اور اس کے لیے جو چیزیں ضروری ہیں انھیں فراہم کرنا، اور ان چیزوں کا دفع کرنا کہ جنہیں دور کرنا بدن کا طبعی تقاضا ہے، بھوک پیاس، بول و براز کی ضرورت، کسل و الم اور نیند اور غلبہ شہوت سب نفس کی وجہ سے ہوتے ہیں، اور یہ مقدار ضروریات زندگی میں سے ہے البتہ سخت ریاضتوں اور مجاہدوں سے اس کی فطرت بدل کر اسے اس کے مزاج سے نکال لیتے ہیں، اور قلب کا کام، غصہ و ندامت، خوف و جرأت، فیاضی و بخل اور محبت عداوت ہے، ہر شخص یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ کسی چیز سے ناپسندیدگی کس طرح پیدا ہوتی ہے اور اسے اپنے آپ سے دفع کرنے میں اس کا دل کس قدر پرجوش ہوتا ہے، روح باہر کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور آدمی کی رگیں کیوں کر پھول جاتی ہیں۔ اسی طرح ڈر کی حالت میں انسان کا دل لرزتا ہے، روح اندرون بدن چلی جاتی ہے، چہرے کا رنگ زرد پڑ جاتا ہے اور حلق خشک ہو جاتا ہے، اسی طرح دل کی دوسری صفات ہیں؛ اور عقل کا کام گزشتہ باتوں کا یاد رکھنا اور آئندہ امور کے متعلق سوچنا ہے، ہر شخص بذاتِ خود ان باتوں کا تجربہ حاصل کر لیتا ہے۔

لطیفہ انسانیہ کی یہ تینوں شاخیں ایک حیثیت سے ایک دوسرے سے جدا اور دوسری حیثیت سے متحد ہیں، ان کے تباین کی وجہ یہ ہے کہ نفسِ ناطقہ نے نسمۂ ہوائیہ اور ارواحِ طبعیہ میں حلول کیا ہوا ہے، ان کا متقوم اور متغایر ہے اور یہ ارواح مختلف مقامات اور متعدد مزاجوں کی

Marfat.com

۳۱

حامل ہیں، ایک شخص کی طبعی قوت بہت طاقتور اور مضبوط ہوتی ہے، وہ کھانا بھی اچھی طرح ہضم کرلیتا ہے اس کی اخذ و بطش اور جماع کی قوت بھی بہت مضبوط ہوتی ہے، لیکن اس کے باوجود قلبی صفات اور عقلی ادراکات کے اعتبار سے وہ انتہا درجے کا کند ذہن، احمق اور بے وقوف ہوتا ہے، غصہ و جرأت یا خوف و خجالت اس میں بہت دیر سے ظہور پذیر ہوتے ہیں، اور بہت جلدی ختم ہو جاتے ہیں، اسی طرح گزشتہ باتوں کی یادداشت، مستقبل کی سوچ بچار، مفید چیز کے فائدے اور مضر باتوں کے ضرر و نقصان کی پہچان کے سلسلے میں وہ بالکل ناکارہ ہوتا ہے، ایسے شخص کو نباتات سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔

ایک دوسرا شخص جرأت و غیرت، سخاوت و وقار ایسے صفات سے متصف، بلکہ ان صفات میں اپنے اقران و اماثل سے بھی بلند ہوگا، مگر طبعی اور عقلی قوتوں کے اعتبار سے دوسروں کے عُشرِ عشیر نہیں ہوگا، اس شخص کی مثال نر جانوروں اور درندوں کی سی ہے، ایک اور شخص یادداشت انتظامی امور اور اس قسم کی دوسری باتوں میں اپنے ہمسروں سے کہیں زیادہ فائق ہوگا، مگر قوائے طبعیہ اور عقلیہ سے بے بہرہ ہوگا، ایسے شخص کو ملائکہ سفلیہ کے ساتھ تشبیہ دی جا سکتی ہے۔

اگر لوگوں کے حالات پھر ان کے بعض پہلوؤں کی قوت اور بعض کے ضعف کا جائزہ لیا جائے اسی طرح ان کے مقامات کے اختلاف اور ان میں سے ہر ایک میں خلل پیدا ہونے سے جبکہ ان میں اخلاط ردیہ کا غلبہ ہو، تو لازمی طور پر یہ بات ماننا پڑتی ہے کہ یہ شعبے باہم مختلف اور ایک دوسرے سے جدا ہیں، اور ان میں اتحاد کی وجہ یہ ہے کہ نفس ناطقہ جو ان شعبوں کا مقوم ہے وہ ایک ہے اور اس کے اصل مزاج میں کوئی فرق نہیں، یہ تینوں فوارے ایک ہی منبع سے فیضیاب اور یہ نہریں ایک ہی دریا سے سیراب ہو رہی ہیں، اس کے باوجود ان میں سے ہر ایک اپنے دائرہ کار میں دوسرے کا محتاج ہے، اگر نفس قلب کی موافقت نہ کرے تو رگیں پھول لیں گی اور نہ ارواح کا ظہور و غلبہ ہوگا! اور اسی طرح جب تک عقل دل پر خطرے کی گھنٹی نہ بجائے نفرت، عداوت اور جذبہ انتقام کا ظہور کیونکر ہوگا؟ ایسی معرفت کہ جس کے ساتھ عزم قلب شامل نہیں،

Marfat.com

۳۲

وہ صرف حدیثِ نفس کا حکم رکھتی ہے، اور ایسا ادراک جو طبعی قوتوں کی بدولت حاصل ہوا ہے جو حواس کا خاصہ ہیں، اگر اس کے ساتھ تصدیق و ایقان شامل نہیں، تو اس کی مثال لولے لنگڑے انسانوں کی ہے، اور وہ نفس کہ افعال طبعیہ کے صدور کے سلسلہ میں جس کے ساتھ قلب و عقل کی موافقت نہیں ہے۔ اس دو تین ماہ کے بچے کی طرح ہے جس میں سلامتی اور متانت ہے اور نہ قوت۔ بلیں دونوں کے اجتماع کی وجہ سے کہ ان میں باہم تباین بھی ہے اور اتحاد بھی! "عروق ماساریقا" ان میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان کا تعلق قائم ہے ان میں سے ہر ایک اپنا حکم دوسرے کی طرف القا کرتا ہے۔ اور اپنا وسوسہ ڈالتا ہے، چنانچہ یہاں سے بہت سارے اخلاق اور ملکات پیدا ہوتے ہیں، ان کی تشریح تفصیل کی متقاضی ہے البتہ اس مضمون کے لیے اس میں جو کچھ ضروری ہے وہ قلمبند کیا جاتا ہے۔ قلب و عقل کے نفس کے تابع ہو جانے کی وجہ سے کئی قسم کے برے اخلاق پیدا ہوتے ہیں، اجمالی طور پر اسے نفس بہیمیہ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، مثلاً جماع سے لذت حاصل کرنا یا نظر و لمس سے لطف اندوزی ایسے امور قلب کو اپنا تابع بنا لیتے ہیں، اور ان امور کی محبت پورے طور پر دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے، پھر عقل کو صورتِ محبوب کے تصور، اس کی یاد اور اس کے وصال کے طریقوں پر غور و فکر کا حکم کرتا ہے۔ انہی چیزوں کے مجموعے کا نام عشق ہے۔ اسی طرح کھانے پینے کی لذتیں عقلی اور قلبی قوتوں کو اپنے تابع بنا لیتی ہیں، ان صورتوں کو انسان ذرا سی توجہ سے پہچان سکتا ہے: اور نفس و عقل کے قلب کے تابع ہو جانے سے کئی طرح کے رذائل پیدا ہوتے ہیں اسے نفس سبعیہ کہا جاتا ہے، یہ نام ایک جز بول کر کل مراد لینے کے قاعدے کے تحت ہے، ورنہ جوشِ غضب کے علاوہ نفس سبعی میں تو اور بھی بہت ساری چیزیں آتی ہیں، مثلاً دل کہ جس کی رَنج کا توام گاڑھا ہے تاریک نہیں، اپنے ہمسروں پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور یہ ایک ایسی صفت ہے جو دل میں ودیعت کی گئی ہے، اور نفس اس کا معاون بن جاتا ہے، اگر کشتی لڑنے کا موقع درپیش آ جائے تو وہ نئی طاقت بہم پہنچاتا ہے اور ارواحِ طبعیہ کو ان کی مدد کے لیے روانہ کرتا ہے۔ اور اگر کھانے پینے ... میں کچھ وقت کے لیے رکاوٹ پڑ جائے تو بغاوت و سرکشی ... نہیں کرتا۔

Marfat.com

۳۳

عقل بھی اس کی مدد کرتی ہے، اس کے لیے باریک تدبیریں اور لمبے چوڑے منصوبے سوچتی ہے، اور اگر قلب ونفس عقل کے مطیع و فرمانبردار ہو جائیں تو صفاتِ پسندیدہ ظاہر ہوتی ہیں، اور یہ نفسِ مطمئنہ کہلاتا ہے، مثلاً کوئی شخص عقل سے یہ بات سمجھ لے کہ نیک کاموں میں اس کی سعادت، اور بداعمالی میں بدبختی و شقاوت ہے، تو نفس اس کے حکم سے سرتابی کرے گا اور نہ ہی اس کی مخالفت پر کمربستہ ہوگا، بلکہ دل بھی محبت اور شوق سے اس چیز کے حصول میں کوشش کرے گا، اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ایک ایسا آدمی جو بہت عقلمند اور ذہین ہے کوئی مصلحت سوچتا ہے مگر اس کے بعض اسباب و عوارض کی وجہ سے اس کے دل میں اس کام سے نفرت و کراہت پیدا ہوگئی، ایک عجیب لذت اس کے ہاتھ سے نکل رہی ہے تاہم قلب ونفس اس کی نافرمانی نہیں کرتے، مضبوط دل والے آدمی کو جب غصہ یا غیرت آتی ہے یا اس میں غم اور حیا کا ظہور ہوتا ہے تو نفس اپنے کام سے رک جاتا ہے بھوک پیاس کا احساس ختم ہو جاتا ہے طعام کو ہضم کرنے اور فضلات کو خارج کرنے کی طاقت باقی نہیں رہتی، عقل اسے ہر چند ڈانٹ ڈپٹ کرتی ہے کہ غم و غصہ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس میں بہت نقصان ہے کوئی فائدہ نہیں، اس کے باوجود قلب کے حکم سے اُسے سرتابی میسر نہیں ہوتی، اور قوی النفس مرد جو عورت سے وصال یا لذیذ طعام میں محو ہے، اگرچہ اس فعل پر لوگوں کے مواخذے کا خوف بھی اس کے دل میں گزرتا ہے، اور عقل اس کے سامنے گالی گلوچ اور مار پٹائی کی ساری متوقع صورتیں بھی پیش کرتی ہے تاہم اس کی مثال اُس خر کی ہے جو اپنی ہم جنس کے اتصال یا گھاس چارے پر لوٹتا ہوا ہے اس وقت وہ مارپیٹ سے بے نیاز ہو کر اپنے کام میں مشغول ہوتا ہے، یہ ساری صورتیں عقلمند اور دانا شخص کو آگاہ کرتی ہیں کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو مغلوب اور اس کی امداد و اعانت کرتا ہے، کبھی عقل اس فعل کی برائی معلوم کر لیتی ہے، اور اس کے برے انجام سے باخبر ہو جاتی ہے، مگر اس کا حکم نافذ نہیں ہو سکتا اور کبھی عقل عروق "ماساریقا"[1] کے راستے اس غالب ہونے والے نفس کے مناسب علوم کو جذب کرتی ہے، اور وہ اسی چھٹکارے کو مصلحت اور تدبیر حقیقی

---

[1] وہ باریک رگیں جو آنتوں سے رطوبت جذب کر کے جگر تک پہنچاتی ہیں۔

Marfat.com

۴۴

سمجھتی ہے، اور اپنے پہلے یقین سے رجوع کر لیتی ہے، چنانچہ خطاء اجتہادی کی سی ایک کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور اس برائی سے بمشکل نجات حاصل ہوتی ہے، اور کبھی دل معشوق کی محبت سے معمور ہوتا ہے لیکن مادۂ منویہ مفقود ہوتا ہے یا دل غیرت اور انتقام کے جذبات میں سرگرم ہوتا ہے مگر جسمانی طاقت ساتھ نہیں دیتی، اور کبھی نفس اس کا معاون بن کر جسم کی گہرائیوں سے مادۂ منویہ اور کثیف ریاح آلۂ تناسل میں گراتا ہے اور اس میں ایک ایسی نئی طاقت پیدا کرتا ہے جو آرام کی حالت میں محسوس نہیں ہوتی تھی، اس بیماری کا علاج بھی بہت ہی مشکل ہے، یہ اخلاق وخصائل جبلی ہوتے ہیں اور ان کا زائل کرنا ناممکن ہے، البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ شدید ریاضتوں سے یہ پردۂ خفا میں چلے جائیں، اور پھر لقا کے وقت ظاہر ہو جائیں، ہاں ان کی تہذیب وتربیت کی صورت یہ ہے کہ انہیں ان کے مصرف میں استعمال کیا جائے صرف ضروری مقدار پر اکتفا کرتے ہوئے زائد سے احتراز کیا جائے یا ایسی ہی دوسری تدابیر اختیار کی جائیں واللہ اعلم۔

الغرض یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہیے کہ نفس کا شعبہ جگر میں اقامت پذیر ہے، قلب کا شعبہ اس گوشت کے لوتھڑے (دل) میں، اور عقل کا شعبہ دماغ میں، اور نفس بہیمی سارے بدن میں جاری وساری ہے، البتہ جگر میں اس کے پاؤں زیادہ مضبوط ہیں، اسی طرح نفسِ سبعی سارے جسم میں جاری ہے لیکن دل میں اس کا قدم زیادہ پختہ ہے اور نفسِ مطمئنہ بھی سارے بدن میں نافذ ہے البتہ اس کا پختہ قدم دماغ میں ہے، نیز یہ بھی معلوم رہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں دو قوتیں پیدا فرمائی ہیں ایک قوت ناسوتیہ ارضیہ! اسے ہم قوتِ بہیمیہ کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں، اسی قوت کی وجہ سے انسان جانوروں اور درندوں کی برابری کرتا اور ان کے دائرے میں داخل ہوتا ہے، اور دوسری قوت ملکیہ ہے جس کی وجہ سے انسان فرشتوں کی برابری کرتا اور ان کے زمرے میں داخل ہو جاتا ہے، اور تہذیبِ نفس سے مراد یہ ہے کہ قوت ملکیہ کے ذریعے قوتِ ناسوتیہ میں تصرف کیا جائے، قوتِ ملکیہ کے احکام ظاہر ہوں اور قوت بہیمیہ کے آثار کم ہو جائیں یا پردۂ خفا میں چلے جائیں، اور یہ مسئلہ حکمتِ خلقی سے نہیں بلکہ تہذیب شرع سے تعلق رکھتا ہے البتہ حکمتِ خلقی سے

Marfat.com

۳۵

قریب تر ہے اللہ ہی حقیقت حال بہتر جانتا ہے۔

چونکہ لوگ تینوں شعبوں اور نفوس مذکورہ میں مختلف ہیں، اس لیے تہذیب کے شعبے بھی مختلف ہوں گے، اس سلسلے میں بات کافی طویل ہو گئی ہے، نیز یہ بھی معلوم رہے کہ بسا اوقات ان تینوں طبقوں کے شعبے اور ان کی تہذیب کے مراتب ایک دوسرے سے متمیز ہوں گے، ہر ایک کی علیحدہ صورت اور ڈھانچہ ہوگا، یہاں تک کہ بعض سالکین اشتباہ میں پڑ جاتے ہیں اور انھیں حیرت ہوتی ہے کہ ان مختلف صورتوں اور شکلوں میں اتحاد شعبہ کیا ہے؟ لیکن پختہ کار سالکین ان کو جدا جدا صورتوں میں اچھی طرح جانتے اور ان کے اصول و فروع سمیت ان کے اتحاد سے باخبر ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ حق بات فرماتا اور راہ ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

Marfat.com

فصل ۴

طبِ روحانی جسے اللہ تعالیٰ نے خاص و عام سب لوگوں کے لیے نازل فرمایا ہے اور اسے شریعت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے کے مطابق

جوارح اور لطائف ثلاثہ ظاہرہ کی تہذیب کا بیان

ان لطائف کی تہذیب و تربیت کا پہلا مرتبہ طبیعت سے شریعت کی طرف خروج ہے۔

اور اگر شریعت کی حقیقت سمجھنا چاہتے ہو تو خوب یاد رکھو کہ لوگ نفس امارہ کے اسیر تھے، شیطان پوری طرح ان پر غالب ہو چکا تھا، اور یہ اس مقام پر پہنچ گئے تھے کہ اگر اسی حالت میں مر جائیں تو سارے کے سارے عذاب قبر اور یوم حساب کی سزاؤں میں مبتلا ہو جائیں اور چند لوگوں کے سوا ان میں سے کوئی بھی نجات حاصل نہ کر سکے، چنانچہ زمین و آسمانوں کے منتظم حقیقی نے اس مشتِ خاک پر اپنی رحمتِ کاملہ کا نزول فرمایا، اور اس کے لیے تدبیرِ کلّی کا ایک حصہ عنایت کیا، اور بعض حالات میں تدبیرِ کلّی تدبیرِ جزئی تک پہنچاتی ہے، چنانچہ اس نے انسانوں میں سے ایک ہستی کو منتخب فرما کر اس کے دل میں اُن اشیاء کے علوم کا فیضان کیا جن سے اس عمومی بیماری کا علاج ہو سکتا ہے، اور چار و ناچار اسے اس بات پر تیار کیا کہ وہ یہ علم لوگوں کو سکھلا دے چاہے وہ اسے پسند کریں یا نہ کریں، اور لوگوں کو اس کا پابند بنائے، اس بیماری کے لیے جو علاج تجویز ہوا اسے شریعت کہتے ہیں، اس علاج میں توجہ اس نوع کی صورت نوعیہ اور اس کے کلّی خواص (عام انسان) کی طرف ہوتی ہے، کسی ایک فرد کی خاص استعداد کی طرف توجہ نہیں ہوتی اور اس علاج سے بنیادی مقصد یہ ہے کہ انسانیت دنیا میں ظلم، اور آخرت میں قبر اور حشر کے عذاب سے بچ جائے، واضح رہے کہ اس سے لطیفہ فنا و بقا کا وصال یا بقاء مطلق اور تمکین تام کا حصول ہرگز مقصود نہیں ہے، خلاصۃ البشر علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی ذاتِ گرامی سے جو بات بھی تمہیں پہنچے اس کا اصلی محمل یہی ہے جو شخص اسے کسی دوسرے مراتب پر محمول کرتا ہے وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر و نواہی کے مقاصد و مصالح کو نہیں سمجھا، ہاں یہ علیحدہ بات ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سارے

Marfat.com

۳۷

مراتب ایک دوسری طرح سے ذکر فرماتے ہیں، اور ان تمام کمالات کی طرف رہنمائی فرمائی ہے، اور اس کی مثال اس طرح ہے، سورج خربوزے کو پکا دیتا ہے اگرچہ سورج کو اس بات کا علم نہیں کہ زمین میں خربوزہ بویا ہوا ہے، اور نہ ہی خربوزہ یہ بات جانتا ہے کہ اس کی تکمیل آفتاب پر موقوف ہے یا موسم سرما گرم مزاج آدمی کو ترو تازہ بنا دیتا ہے۔ اگرچہ ان میں سے ہر ایک ایک دوسرے کو پہچانتا ہے اور نہ اس کے احسان کا قائل ہے، اسی طرح وہ نفوس کلیہ کہ جنھیں مبداء فیض نے مصلحت کلیہ سے زمین پر اتارا ہے نفوسِ ناقصہ کی تکمیل کرتے ہیں، اور اس مقام پر ان کے درمیان پیغام و کلام کا کوئی رابطہ نہیں ہوتا، ہاں البتہ ان نفوس میں سے ذکی لوگ کسی نہ کسی طرح اس احسان کا عرفان حاصل کر لیتے ہیں، اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس برزخ (آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی) کے کلمات اور فرمودات سے اشارہ و کنایہ کے طور پر ان اسرار و رموز کا استنباط کرتے ہیں۔

بہر طور جو بات میں نے اس برزخ اعظم[1] صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کی ہے وہ یہ ہے کہ ان اعتبارات سے اس قصد کے ساتھ جس طرح لوگ لفظ قصد سے سمجھتے ہیں اور ہر لحظہ تجدد اس کا خاصہ ہے ان معانی کا ارادہ بھی نہیں فرمایا جیسا کہ آگ کا ارادہ اُوپر کی طرف اور زمین کا ارادہ نیچے کی طرف ہوتا ہے، یہ الگ ہے، چونکہ میرے دل میں یہ خیال پختہ طور پر ڈالا گیا ہے کہ میں قصدِ طبعی کو قصدِ متجدد سے متمایز کروں! اور ہر باب میں صوفیا کی تعبیرات کے تسامح سے جو خرابیاں پیدا ہوئی ہیں انہیں نظر انداز کر دوں! اس لیے ان باریکیوں میں اہلِ بصیرت کے نزدیک میں معذور سمجھا جاؤں گا، اور جو کچھ ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس پر نگران ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اس تدبیر کا حاصل یہ ہے کہ انسان کے اندر دو قوتیں ودیعت کی گئی ہیں قوت ملکیہ اور قوتِ بہیمیہ، پھر ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ خواص ہیں جو اس کی امداد کرتے ہیں، اس لیے مناسب ہے کہ انسان خواص ملکیہ اختیار کرے تاکہ یہ قوت قوی تر ہو جائے اور قوتِ بہیمیہ قوت

---

[1] وہ چیز جو دو مختلف چیزوں کے درمیان واصل و فاصل ہو "برزخ البرازخ"، "برزخ جامعہ"، برزخ اعظم، برزخ اکبر، برزخ کبریٰ سب حقیقتِ محمدی کے نام ہیں جو ظہور و بطون کے درمیان واسطہ ہے۔

Marfat.com

ملکیہ کے تابع اور اس کے رنگ میں رنگی جائے نہ یہ کہ قوت بہیمیہ اپنی طبیعت اور مزاج سے ہی مکمل آئے یا قوتِ بہیمیہ قوتِ ملکیہ میں بدل کر قلب حقیقت اختیار کرلے، پس اللہ تعالیٰ نے چار خصلتوں کے بارے میں خاص طور پر آگاہ فرما کر ان کی حفاظت کا حکم دیا ہے اور ان کی مخالف خصلتوں سے منع فرمایا ہے اگر تم غور سے دیکھو تو بِرّ کی تمام قسمیں درحقیقت انہی چار خصلتوں کی تشریحات و تفصیلات پر مبنی ہیں اور اثم (گناہ) کی تمام تفصیلات ان چار خصلتوں کے اضداد پر مشتمل ہیں: یہ چار وہ خصائل ہیں کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام ان کی دعوت دیتے اور انھیں اختیار کرنے کا حکم دیتے رہے ہیں، نہ یہ منسوخ ہو سکتی ہیں اور نہ ان میں کسی قسم کے تغیّر تبدل کی گنجائش ہے۔ شارع کا اختلاف ان کی ظاہری صورت میں ہے ان کی حقیقت اور اصلیت میں کوئی اختلاف نہیں ہے

دم بدم گر شود لباس بدل
مرد صاحب لباس را چہ خلل

(اگر ہر لحظہ لباس بدلتا رہے تو اس سے صاحب لباس میں کیا نقص واقع ہو سکتا ہے!)

ان چار خصلتوں میں سے پہلی طہارت ہے، اس کے ذریعے انسان فرشتوں سے مناسبت پیدا کرتا ہے، دوسری خصلت عاجزی ہے اس کے سبب انسان ملاء اعلیٰ کے ساتھ مشابہت حاصل کرتا ہے، تیسری خصلت سخاوت ہے اس کے ذریعے ان خسیس بشری صفات جو انسان کو درندگی اور خواہشات نفس کی بنا پر دامن گیر ہوتے ہیں سے اپنی جان چھڑاتا ہے اور پاکیزگی و صفائی کی نعمت حاصل کرتا ہے، چوتھی خصلت عدالت ہے اور اس کے ذریعے انسان ملأ اعلیٰ کی رضامندی، ان کی موافقت اور ان کی شفقت و رحمت حاصل کرتا ہے، شریعت کی تدبیر دو طرح سے انسانیت کی فلاح کے لیے سرگرم عمل ہے ایک یہ کہ اچھے اعمال کے اکتساب اور بُرے اعمال جنہیں کبائر کہا جاتا ہے کے ترک سے انسان کی اصلاح اور ملتِ حقہ کے شعائر کا قائم کرنا، مگر یہ تینوں باتیں وقت اور حد کی پابند ہیں، اور تمام مکلفین کے لیے ان کی پابندی لازمی

Marfat.com

۳۹

قرار دی گئی ہے یہی ظاہر شرع ہے جسے اسلام بھی کہا جاتا ہے، دُوسرے ان چار خصلتوں کے ذریعے نفوس کی تہذیب، بِرّ کی مثالی صورتوں سے ان کے حقیقی انوار تک رسائی، اور گناہ کی ظاہری صورتوں کے ساتھ ساتھ ان کی معنوی صورتوں سے پرہیز یا وہ دوسری خرابیاں کہ جن کی نہی وارد ہوئی ہے کے ترک کا نام باطنِ شرع ہے اور اسی کو احسان کہتے ہیں، اور جب شریعت نے ان تدابیر کے ذریعے لوگوں کی تربیت کی اور چار و ناچار انھیں اس پر آمادہ کیا تو یہ سمجھنا چاہئے کہ لوگ ان اثرات کو قبول کرنے کے سلسلے میں فطری اور کسبی طور پر مختلف واقع ہوئے ہیں، یہ تین قسم کے افراد ہیں چنانچہ قرآن مجید کی اس آیت میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے،

ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنھم ظالم لنفسہٖ ومنھم مقتصدٌ ومنھم سابقٌ بالخیرات۔[1]

(پھر یہ کتاب ہم نے ان لوگوں کو پہنچائی جن کو ہم نے تمام دنیا کے بندوں میں سے پسند فرمایا پھر بعضے تو ان میں سے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض ان میں متوسط درجے کے ہیں، اور بعضے ان میں خدا کی توفیق سے نیکیوں سے ترقی کیے چلے جاتے ہیں)

یعنی ہم نے اُمّتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ کو کتاب کا وارث بنایا ہے جو اپنی ہیئت اجتماعیہ میں تمام امتوں سے بہتر اور برگزیدہ ہے، اس میں سے بعض نے تھوڑا اثر قبول کیا ہے اور بعض پورے طور پر متاثر ہوئے ہیں اور کچھ دُوسرے درمیانی حالت میں ہیں، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب قوت ملکیہ قوت بہیمیہ کے متصادم ہوتی ہے تو تین حالتوں سے باہر نہیں ہوتی، یا قوتِ بہیمیہ غالب ہوگی، اور قوتِ ملکیہ اس کی مغلوب و مقہور، خاص اوقات کے علاوہ قوتِ ملکیہ کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا، اور نہ ہی اپنی خاص صفات سے محظوظ ہوتی ہے، اس شخص پر اگر برے اور ضرر رساں افعال غالب ہوں گے تو اسے فاسق کہا جائے گا، اور اگر اس میں ملکات

---

[1] فاطر: ۳۲

Marfat.com

۳۰

اور اخلاقِ فاسدہ قوی ہوں تو وہ عملی منافق ہے، اور اگر قوتِ بہیمیہ اور قوتِ ملکیہ باہم متصادم ہوں اور قوتِ ملکیہ نے قوتِ بہیمیہ کا گلا مضبوطی سے دبا رکھا ہو لیکن ابھی تک قوتِ بہیمیہ کے ہاتھ پاؤں کھلے ہوں اور وہ اس سے نجات حاصل کرنے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہی ہے اور قوتِ ملکیہ اس کی پکڑ دھکڑ سے فارغ ہے اور نہ اس کے مقابلے سے دست کش ہوئی ہے۔ تو ایسے شخص کو "صاحب الیمین" کہتے ہیں۔

اس صورت میں بعض بہیمی قوتوں کے باقی رہ جانے کا سبب ان دو باتوں میں سے ایک بات ہوگی، پہلی یہ کہ فطری طور پر قوتِ سبعیہ یا قوتِ عقلیہ کمزور واقع ہوئی ہے، اس کے باوجود وہ کثرت سے نیک عمل کرتا ہے اس طرح ان نیک اعمال سے وہ نتیجہ اور فائدہ حاصل نہیں ہوتا جس کی ضرورت ہے، دوسری یہ کہ فطری طور پر تو یہ قوت صحیح پیدا ہوئی ہے لیکن اس نے نیک اعمال کی کثرت نہیں کی اور معاش وغیرہ میں کھو گیا ہے، اور اگر قوتِ ملکیہ مظفر و منصور ہو کر قوتِ بہیمیہ کو اسیر بنا ڈالے اور اسے زنجیروں میں جکڑ لے یا مسلسل فاقوں سے اس کی خواہشات ختم کر دے تو ایسا شخص "سابق" اور "مقرب" کے القابات سے یاد کیا جاتا ہے، اور اس شخص میں دو باتیں ضروری ہیں، سابق مذکور دونوں قوتیں اس میں صحیح طور پر پیدا کی گئی ہوں، اور نیک اعمال کی بھی کثرت کرے تاکہ عقل عقائد حقہ کی تربیت اور شائستگی حاصل کرلے اور قوتِ عازمہ قلبیہ کو اپنی گرفت میں لے کر اپنا تابع بنا لے، اور یہ قوتِ عازمہ جسے ہم سبعیہ کا نام دیتے ہیں، نفس کو ضبط میں رکھے تاکہ انسان ہر طرح قربِ بارگاہ کے لائق ہو۔

اس مبحث میں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم تینوں اقسام میں سے ہر ایک کی علامات بیان کریں، اور ان قاعدوں کی تفصیلات بتائیں جو شارع علیہ السلام نے ان تینوں شعبوں کی تہذیب، اور ان تین قوتوں کے بارے میں ارشاد فرمائی ہیں، اس کے بعد وہ تہذیب جو اصلاح سے عبارت ہے اور وہ تہذیب کہ جس کا حاصل جبلت کی تبدیلی ہے کے درمیان امتیاز اور ان میں وہ فرق جو شارع علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے، بیان کریں گے، اور اللہ ہی سیدھے

Marfat.com

۱۴۱

راستے کی طرف راہنمائی کرتا ہے، ظاہر شریعت میں جسے اسلام بھی کہا جاتا ہے اور جس کا بیان اس آیت میں ہے:

قالت الاعراب امنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا[1]۔

(یہ گنوار کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے، آپ فرما دیجئے کہ تم ایمان تو نہیں لائے لیکن یوں کہو کہ ہم مخالفت چھوڑ کر مطیع ہو گئے)

زیر بحث لطیفہ جوارح ہے جس چیز کا اقرار ضروری ہے اس کا اقرار کرنا اور جس چیز پر عمل کرنا لازمی ہے اس پر عمل کرنا اس لطیفہ کی تحقیق یہ ہے کہ قلب، نفس اور عقل اس حیثیت سے کہ جوارح کا قیام اُن سے وابستہ ہے، اور افعال جوارح کی تکمیل کا آلہ، اور جوارح میں فنا ہیں؛ لطیفۂ جوارح کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، اسی لطیفے کی تفہیم کے لیے اس فقیر (شاہ ولی اللہ) کو ایک اُونٹ دکھایا گیا جو قریب المرگ تھا، اور اس میں ایک معمولی سی رمقِ حیات کے علاوہ کچھ بھی باقی نہیں تھا، اس کے تینوں لطائف ظاہرہ کمزور ہو گئے تھے لیکن شتربانوں نے ابھی تک اسے اونٹوں کی قطار میں باندھ رکھا تھا اس میں چلنے کے علاوہ اور کچھ بھی طاقت نہیں تھی، وہ رُوح نکلنے کے آخری وقت تک چلتا رہا اور اس کے بعد مر گیا۔ اس کا چلنے سے رُکنا عین وہی تھا جو اس کی موت تھی، چنانچہ اس حال میں مجھے آگاہ کیا گیا کہ یہ اونٹ لطیفہ جوارح میں فانی تھا، اعمالِ شریعت کا مواخذہ بھی اسی لطیفے پر ہوتا ہے اور شریعت کے اندر بحث بھی اسی لطیفے سے ہوتی ہے۔

الغرض شریعت میں فاسق کا علاج خارجی طور پر مقرر کیا گیا ہے، ہر طرف سے اس کا گھیراؤ کیا گیا ہے تاکہ وہ مجبوراً اس بُرے کام سے باز رہے مثلاً پہلے پہل عورتوں اور مردوں میں پردے کا حکم دیا گیا، اگر اس کی پابندی کی جائے تو کسی قسم کی بُرائی پیدا نہیں ہو گی،

---

[1] الحجرات: ۱۴

Marfat.com

۴۲

اس کے بعد اسبابِ بدکاری مثلاً حُسنِ نساء کے نظارے اور مردوں عورتوں کے باہمی اختلاط کو قابلِ سزا جرم قرار دیا گیا، پھر بدکاری پر ایک مقررہ سزا قائم کی گئی، اسی طرح شراب بنانے اور بیچنے پر پابندی عائد کی گئی؛ پھر شراب پینے والے پر حد مقرر کی گئی، اسی طرح دوسری باتیں سمجھ لیجئے، اگر خلافت کا نظام پورے طور پر نافذ ہو جائے تو فسق کا نام ہی باقی نہ رہے، یہ بحث ہماری اس کتاب کے موضوع سے خارج ہے۔

اصولی طور پر منافق کی تین قسمیں ہیں، پہلا وہ ہے کہ جس پر قوتِ طبعیہ اور نفسِ شہوانیہ نے غلبہ حاصل کر لیا ہے، قلب و عقل اس کے تابع اور نفسِ سبعیہ اور نفسِ دراکہ بھی اس کے ممد و معاون بن گئے ہوں، اس شخص کی کیفیت یہ ہے کہ یہ شریعت اور عقل کی اجازت اور منشا کے خلاف جہاں چاہے گا جائے گا اور جو اس کے جی میں آئے گا وہ کر گزرے گا، مثلاً یہ شخص اپنی معشوقہ سے چمٹ جائے گا چاہے عقل و شرع اسے روک رہے ہوں اور رواج و سماج میں یہ بات باعث ننگ و عار ہو! یہ اپنے کام میں مصروف رہے گا، اور کبھی یہ شخص شریعت کی کسی رخصت کو آڑ بنا کر لوگوں کی گرفت سے چھٹکارا حاصل کرتا ہے، اپنے طور پر بھی اپنے اس فعل کے جواز کے لیے کوئی نہ کوئی عذر تلاش کر لیتا ہے، پھر اس عذر کے ذریعے شریعت کے تقاضے کو جو خود دل میں اس کے کمزور ایمان کے برابر ضعیف ہے "ٹالتا رہتا ہے" ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں "دھوکہ باز" فرمایا ہے:

یخادعون اللہ وھو خادعھم۔[1]

(چالبازی کرتے ہیں اللہ سے حالانکہ اللہ اس چال کی سزا ان کو دینے والے ہیں)

اور ان کے سینے تنگ کرنے کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

---

[1] النساء: ۱۴۲

Marfat.com

۳۴

الا انھم یثنون صدورھم[1]

(وہ لوگ دوہرا کیے دیتے ہیں اپنے سینوں کو)

کیونکہ اس مقام پر صدر سے مراد علوم صدر ہیں اور سینوں کو دوہرا کرنے سے مراد یہ ہے کہ حق کے خیال کو باطل نظریات سے چھپاتے ہیں اور اپنے علم کو جہالت میں تبدیل کر لیتے ہیں، اور کبھی یہ شخص اس مقام سے بھی نیچے اُتر آتا ہے، شریعت اسے تنبیہ کا کام نہیں دیتی اور وہ اسی ناقابلِ قبول عذر پر مطمئن ہو رہتا ہے، بلکہ حق و باطل کی کش مکش تک اس کے سینہ سے نکل جاتی ہے اور کبھی وہ اس درجے سے بھی نیچے آ تا ہے، کسی رخصت کی آڑ لیتا ہے اور نہ شرعی حکم کی کوئی پرواہ کرتا ہے بلکہ اسے فراموش کر دیتا ہے، اور بعض اوقات وہ اس مرتبے سے بھی تنزل میں آتا ہے، یہاں وہ برائیوں اور گناہوں کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان میں اسے خوبیاں نظر آتی ہیں، اس صورت میں گناہوں نے مکمل طور پر اسے گھیر رکھا ہوتا ہے فرمانِ خداوندی ہے:

واحاطت بہ خطیئتہ فاولئک اصحب النار ھم فیھا خالدون[2]-

(اس کو اس کی خطا اور قصور اس طرح احاطہ کرے سو ایسے لوگ اہل دوزخ ہیں، اور وہ اس راہ میں ہمیشہ رہیں گے)

تنزل کے انہی درجات میں انسان لذیذ طعاموں، نشہ آور اور خمار انگیز مشروبوں، گانے بجانے، شطرنج، کبوتر بازی، ریس کورس، آرام و آسائش، عمدہ لباس، منقش و مزین بنگلوں، خوشنما باغوں، بہترین سواریوں جو انسان اپنے دماغ میں تصور کر سکتا ہے کی طلب میں وارفتہ ہو جاتا ہے، ان میں سے ہر ایک سے نفس کی لذت اندوزی، قلب کے اشتیاق اور عقل کی سعی و کاوش محتاج بیان نہیں، اس سے یہ بات بخوبی معلوم کی جا سکتی ہے کہ دل کس طرح ان امور کے ارتکاب پر رضامندی ان کے مخالف امور پر غصہ و ناراضگی کا اظہار کرتا ہے، اور کس طرح ہر اس

---

[1] النساء: ۵ [2] البقرہ: ۸۱

Marfat.com

۴۴

چیز سے محبت جو ان ممنوعات تک پہنچاتی ہے، اور جو ان سے باز رکھتی ہے اس سے نفرت کرتا ہے پھر دوستی کی صورت میں مال صرف کرنے، جسمانی طور پر اس کی خدمت کرنے اور نفرت کی صورت میں گالی گلوچ سے بڑھ کر مار پیٹ بلکہ قتل تک کو کچھ نہ سمجھنے اور طویل عرصے تک دل میں کینہ رکھنے کا اظہار ہوتا ہے، پھر عقل کیسے کیسے بہانوں سے اس کی اچھی اور نفع مند صورتیں پیش کرتی ہے، اور اس کی رکاوٹیں دفع کرنے کی کوشش کرتی ہے، اور عقل ایسی چیزوں سے رخصت حاصل کرتی ہے، جن کی وجہ سے وہ اپنے لیے عذر رکھتی ہے، اور یہ ساری صورتیں معمولی غور و فکر سے جانی جاسکتی ہیں۔

دُوسری قسم کا منافق وُہ ہے کہ جس کی قوتِ سبعیہ حد سے متجاوز اور نفس و عقل اس کے تابع ہوتے ہیں، ایسا شخص ہمیشہ اپنے اقران و اماثل پر غلبہ حاصل کرنے کی دُھن میں رہتا ہے اور مخالفت کرنے والوں سے انتقام لینے پر آمادہ رہتا ہے یہ شخص مدتوں اپنے دل میں کینہ رکھتا ہے اور مسلسل قتل کرنے، مار پیٹ یا مال و اسباب چھیننے یا اپنے دشمنوں کی توہین و تذلیل کی فکر میں لگا رہتا ہے، جو اس کا مطیع ہو اسے سراہتا ہے، اور جو اس کا ہمسر ہو اسے پاؤں تلے روندنا چاہتا ہے، معمولی معمولی باتوں پر بھڑک اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ان نالائق لوگوں میں سے نہیں کہ کسی کی بات برداشت کرلوں! یا اپنی بے عزتی گوارا کرلوں! ہرچہ بادا باد، اس کا مسلک "آگ کو شرم پر اختیار کرلینا" ہوتا ہے طلب عزت اور اس راہ میں اپنے مشرب سے ہٹ جانے میں نفس اُس کا موافق اور عقل اُس کی مُعاون ہوتی ہے، اپنے غُصّے کے نکالنے میں وُہ ہر تکلیف گوارا کرلیتا ہے، اور کینہ اور انتقام لینے کے سلسلے میں اس کے سامنے ہر منصوبہ اور پروگرام ہر وقت تیار رہتا ہے، یا ایسا شخص کسی قوم کی دوستی یا کسی خاص رسم و رواج کا اسیر ہے، اور اس سلسلے میں وہ اپنی تمام تر کوششیں صرف کرتا ہے، اور عقل و شریعت کی پابندی و رکاوٹ کو کوئی اہمیت نہیں دیتا، اور کہتا ہے کہ دوستوں سے وفاداری میرا دین اور اپنی وضع کی پابندی میرا آئین ہے، میں ان لوگوں میں سے نہیں ہُوں جو ہر روز نئے دوست بناتے اور ہر روز نئی وضع اختیار کرتے ہیں، جاہلوں کے خیال میں قوتِ سبعیہ والے قوتِ مردمی کے اوصاف سے متصف ہوتے ہیں، اور

Marfat.com

۴۵

ان کے نزدیک یہ قوتِ شہوانیہ والوں سے زیادہ بلند مرتبہ دکھائی دیتے ہیں، ع

پسند اپنی اپنی خیال اپنا اپنا

تیسری قسم کا منافق وہ ہے جس کی قوتِ دراکہ منتشر ہو گئی ہو، ایسا شخص یا تو صحیح المزاج عقل کا مالک ہوگا، مگر تجسم (جسمانیت باری)، تشبیہہ (مثال باری)، شرک اور تعطیل (ذات باری کو معطل سمجھنا) ایسے شبہات میں حیران و درماندہ ہوگا، یا پھر قرآن مجید، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قیامت اور جزا و سزا کے بارے میں شکوک و شبہات میں مبتلا ہوگا، اگرچہ ابھی تک وہ دائرۂ اسلام سے خارج نہ ہوا ہو، یا اس کی قوتِ دراکہ پر بے فائدہ اور ظلمانی افکار غالب آ گئے ہوں، جن کی بنا پر اس کے دل میں کوئی یقین بیٹھتا ہے اور نہ وہ کسی عزم و ارادے کی تکمیل کر سکتا ہے، اگرچہ ابھی تک اس کا دوسرا پہلو بھی پختہ اور راسخ نہیں ہوا، یا وہ شعر و شاعری اور علوم ریاضی وغیرہ میں اس قدر منہمک ہو گیا ہے کہ شریعت میں غور و فکر کے لیے اس کی عقل میں گنجائش اور وسعت ہی نہیں ہے الغرض اصولی طور پر منافقین کی تین قسمیں ہیں البتہ قلت و کثرت اور ایک جہت و کام کا ایک قسم سے ہونا اور دوسری جہت و کام سے دوسری قسم میں اس کی شمولیت کے اعتبار سے ان کی کئی اقسام بن جاتی ہیں، جن کا شمار عقل کی طاقت سے باہر ہے اور شارع نے منافقین کے لیے جو علاج مقرر کیا ہے وہ یہ ہے نفس شہوانیہ پر نفسِ سبعیہ کو غالب کیا جائے اور جو اعمال اس کے مؤید ہوں اس عمل میں انہیں ساتھ شامل کیا جائے، پس اس کے لیے لازمی ہے کہ معبود برحق کا اثبات کرے ایسے رسولوں کا مُرسِل، کتابوں کا مُنزِل، حلال کو حلال اور حرام کو حرام کرنے والا، لوگوں کو اُن کے اعمال پر جزا دینے والا، اور ہر ظاہر و مخفی چیز کا جاننے والا سمجھے، اسے اللہ تعالیٰ نے تذکیر بآلاء اللہ، تذکیر بایام اللہ اور موت اور اس کے بعد کے واقعات سے مضبوط و مستحکم کیا ہے، اور اس اعتقاد سے نماز، روزہ وغیرہ ایسے جو بھی اعمال صادر ہوں گے، اسے ان کے ساتھ مربوط کر دیا ہے، تاکہ جس وقت عقل کو ان امور پر یقین حاصل ہو جائے تو نفسِ سبعیہ کی طبیعت اصلاح پذیر

Marfat.com

۴۶

ہو جائے گی، اسے ثواب کی اُمید اور عذاب سے خوف پیدا ہوگا، اللہ تعالیٰ اور اس کے شعائر سے محبت ہوگی، فطری طور پر نفس میں جو زور اور جوش ہے وہ اسی امید و خوف اور محبت الٰہی میں صرف ہوگا، اس طرح قوت بہیمیہ مغلوب ہو کر اپنے افعال سے باز رہے گی، اللہ تعالیٰ نے عقل پر خصوصی مہربانی فرمائی ہے کہ اس کے ساتھ اس کی فطرت اور جبلت کے مطابق خطاب فرمایا ہے اور اپنی صفات کے سمجھنے میں اس کی باگ ڈھیلی کر دی ہے اور اس کے شکوک و شبہات رفع کر دیئے ہیں نیز اس نے اپنے لطف و عنایات سے عقل کو سبعیہ پر اس طرح غلبہ عطا فرمایا کہ اس کے ساتھ سبعی جبلت کے مطابق معاملہ کیا، بایں طور کہ اس نے امید ثواب خوفِ عذاب اور محبتِ منعم کی راہ دکھائی، صفاتِ سبعیہ میں سے صرف انہی صفات کو منتخب فرما کر انھیں آخرت کے بارے میں صرف کیا۔ پھر اس نے کمالِ مہربانی سے قوتِ سبعیہ کو قوتِ بہیمیہ پر مسلط کر دیا اور قوتِ بہیمیہ کے پسندیدہ امور آخرت کے حوالے کر دیئے، گویا جو چیز فوری مطلوب تھی اسے دیر سے حاصل ہونے والے منافع پر فروخت کر دیا، حاصلِ کلام یہ کہ علاج فطرتِ سلیمہ کے ساتھ مشابہت پیدا کرنا ہے، یہاں وہ مثال صادق آتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ صناعت طبیعت کی اقتداء کا نام ہے، لہٰذا جسمانی طب طبیعتِ بدن کے اقتداء اور روحانی طب قوی اور سلیم نفس کی جبلت کی پیروی کا نام ہے، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ہر نوع کے افراد باہم اگر مختلف ہوتے ہیں، بعض صورت نوعیہ کا مظہرِ کامل ہوتے ہیں، بعض مادہ میں نقص کی وجہ سے آثارِ نوع پوری طرح قبول نہیں کر پاتے، اور بعض میں احکام نوع کے خلاف ایک ہیئت پیدا ہو جاتی ہے مثلاً انسان کی صورتِ نوعیہ کا تقاضا ہے کہ ہر مرد میں غلبۂ خواہشات اور غصہ و جرأت کے اوصاف پورے طور پر پائے جائیں چنانچہ بعض افراد میں تو یہ چیزیں پورے طور پر پائی جاتی ہیں اور بعض میں کم درجے اور کچھ دوسرے لوگوں میں مادہ کے بگاڑ کی وجہ سے غصہ اور بہت زیادہ بزدلی پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح نفس انسانی کے مزاج کا تقاضا ہے کہ عقل نفس سبعیہ پر اور نفسِ سبعیہ نفسِ شہویہ پر غالب ہو۔ عقل کی مثال اس گھوڑ سوار

Marfat.com

۴۷

شکاری کی ہے جس نے اپنے پیچھے چیتا بٹھا رکھا ہو، اس صورت میں طبیعی تقاضے کے مطابق مرد چیتے پر اور چیتا اپنے شکار پر غالب ہوگا، پس انسان کی طبع سلیم ہی کی موافقت کا نام شریعت ہے۔ چنانچہ اس حدیث میں اس کی پوری طرح وضاحت کی گئی ہے:

ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ ثم ابواہ یھودانہ وینصرانہ ویمجسانہ کما تنتج البھیمۃ جمعاء ھل تحس فیھا من جدعاء۔

(ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے اپنے مذہب کے مطابق یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں، جیسے جانور کا ہر بچہ صحیح و سالم پیدا ہوتا ہے کیا کبھی تازہ پیدا ہونے والے بچھڑے کے تم نے ناک کان کٹے دیکھے ہیں)

اگر عقل نفس سبعی پر اور نفس سبعی قوت بہیمی پر غلبہ حاصل کر لے تو اس سے انسانی اعتدال پیدا ہوتا ہے اور قوت بہیمی کے لیے ایک مصرف مقرر ہو جاتا ہے تاکہ اس مصرف میں کھانے پینے، لباس مکان اور نکاح وغیرہ میں سے جو چیزیں ضروری ہیں انہیں اس طرح استعمال کرے کہ عقل کی مخالفت ہو اور نہ قوت سبعیہ کی مزاحمت پیش آئے اور تقاضائے مزاحمت سے بھی باز رہے اور یہ قوت بہیمیہ کی اصلاح ہے، پھر قوت سبعیہ کو وسعت دیتے ہیں تاکہ وہ دو کاموں میں مشغول ہو، ایک یہ کہ اپنی معاش کے سلسلے میں اس طرح اعتدال اختیار کرے کہ نہ عقل کی نافرمانی ہو اور نہ قوت بہیمیہ پراگندہ ہو، دوسرے اپنے پروردگار کے ساتھ محبت و وفاداری اور خوف و رجاء کا سلسلہ استوار رکھے، اسی طرح عقل بھی انہی دو امور کی تکمیل میں اپنی سعی و کاوش دکھائے اور قوت بہیمیہ کو قوت سبعیہ اور عقل کے تابع بنانے کے لیے صیام اور کفارات کی ورزش مقرر کی گئی ہے، تاکہ عقل اور قوت سبعیہ مشترک طور پر کام کا تقاضا کریں، اور چار و ناچار بہیمیہ کو اس پر عمل پیرا ہونے پر مجبور کریں، پھر قوت سبعیہ کی تہذیب و تربیت کے لیے دائمی عبودیت اور ابدی سخاوت کی راہ متعین کی، الغرض اس تہذیب سے تربیت حاصل کرنے والا

Marfat.com

۴۸

کی بھی اصولی طور پر تین قسمیں ہیں: پہلی قسم ان لوگوں کی ہے جن کا لطیفۂ قلبیہ زیادہ مہذب اور شائستہ ہے، یہی وہ لوگ ہیں جو صدیق، شہید اور عابد کہلاتے ہیں، اللہ اور رسول کے ساتھ دوستی اور دائمی عبودیت کا ان پر غلبہ ہوتا ہے، اور یہ لوگ اپنی قوتِ غضبیہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ جہاد میں صرف کرتے ہیں۔

دُوسری قسم ان لوگوں کی ہے جن کا لطیفۂ شہوانی زیادہ شائستہ ہوتا ہے۔ یہ زُہاد کہلاتے ہیں۔ نفانی خواہشات سے کنارہ کشی ان پر غالب ہوتی ہے۔

تیسری قسم ان لوگوں کی ہے جن کا لطیفۂ عقلیہ زیادہ قوی اور طاقت ور ہے، انہیں "راسخین فی العلم" کہا جاتا ہے، اور وُہ گروہ جو پوری تہذیب و تربیت تو حاصل نہیں کر سکا البتہ اس نے نفاق کی بُرائی سے کسی قدر گلو خلاصی کرالی ہے "اصحاب الیمین" کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ تہذیب و تربیت کے اعتبار سے لوگوں کی اقسام خاصی طوالت کی متقاضی ہیں، مگر یہ اس کتاب کا موضوع نہیں، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین، مقربین اور اصحابِ یمین کی علامات و نشانیاں پُوری طرح بیان فرمائی ہیں آپؐ کا فرمان ہے:

"جس شخص میں تین باتیں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے،

۱۔ جب کسی سے عہد کرے تو وعدہ شکنی کرے،

۲۔ اگر کسی سے جھگڑے تو فحش کلامی کرے،

۳۔ اگر اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کا مرتکب ہو۔"

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تینوں فریقوں کی علامات و خصائل پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے اور جاہلوں نے اس طبِ روحانی میں جو چیزیں خلط ملط کر دی تھیں انھیں الگ کر دیا ہے، اسی وجہ سے "صوم وصال" اور متواتر روزوں سے منع فرما دیا اسی طرح ترک سحور کو مکروہ اور ترکِ دنیا کو بُرائی اور قباحت قرار دیا تاکہ اس سے اعتدالِ مزاج اور طبیعت سلیمہ کے ساتھ مناسبت کی موافقت جو طب روحانی کی کسوٹی ہے ہاتھ سے نہ جائے ذالک تقدیر العزیز العلیم۔

Marfat.com

فصل ۵

سید الطائفہ حضرت جنید قدس سرہٗ کے طریق پر

لطائفِ خمسہ کی تہذیب کا بیان

اور اسے طریقت و معرفت سے موسوم کیا جاتا ہے

صحابہ اور تابعین کے مبارک دور کے بعد کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے جنہوں نے تعمق (ہر بات میں بال کی کھال اتارنا) اور تشدد کا طریقہ اختیار کیا، احتیاط اور کسرِ نفس کے بارے میں شریعت سے ایک بھنک ان کے کانوں میں پڑ گئی تو انھوں نے تشخیص اور مقدار کا لحاظ کیے بغیر ہر بیماری کے لیے ہر دوا تجویز کر دی اور کہنے لگے کہ اس راہ میں نفس و عادت اور رسوم و رواج کے علاوہ کوئی دوسری چیز مانع نہیں ہے، لہٰذا انتہائی کوشش کر کے نفس سبعی و شہوی کو مغلوب کرنا چاہیے، ان لوگوں نے نفسانی خواہشات، لذیذ طعام اور عمدہ لباس ترک کر دیے اور ان کی طبیعت ان بیماری زدہ لوگوں کی سی ہو جاتی ہے جو مسلسل بیماری کی وجہ سے نفس کے تمام تقاضوں کو فراموش کر چکے ہوتے ہیں یا پھر ان کی طبیعت ان خشک مزاج زاہدوں کی سی ہو جاتی ہے جو متمدن لوگوں کی تہذیب سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں، ان تمام باتوں کے بعد انہوں نے ضروریاتِ زندگی میں سے کچھ چیزیں نفس کو دیں جیسے کڑوی دوا دی جاتی ہے تاکہ جسمانی نظام ٹوٹ پھوٹ نہ جائے، اس طرح انھوں نے خود اپنے آپ کو ذلت میں ڈالا اور نفس کو ایسے کاموں میں مشغول کر دیا جن کی وجہ سے وہ عزت و مرتبے کی محبت، غلبہ و شوکت کی ہوس، اور خواہشِ مال فراموش کر دے ہمیشہ ویرانوں اور جنگلوں میں زندگیاں بسر کرنے لگے،

Marfat.com

۵۰

اور انھوں نے موتِ[1] احمر، موتِ ابیض اور موتِ اسود اختیار کر لی، نہ انہیں دنیا سے کوئی سروکار باقی رہا اور نہ دنیا کو اُن سے کوئی تعلق! اور انھوں نے قوتِ دراکہ کی ایسی تربیت کی کہ وُہ معانی اذکار کے علاوہ اور کچھ نہ اخذ کرے اور نہ دل میں "احادیثِ نفس" کا گزر ہو، اور عبادات و معاملات میں اختلاف فقہائے سے اجتناب اور شبہات سے کنارہ کشی انھوں نے اپنا مقصود ٹھہرایا، اور اپنے سارے اوقات اس طرح عبادات کی نذر کر دیئے کہ اس سے زیادہ متصور نہیں ہو سکتا، اور یہ سب عام لوگوں کا تصوّف ہے جنھوں نے بے فائدہ ریاضتوں کی مشقتیں اٹھائیں، انھیں اس راہ کے آغاز کا علم ہوا اور نہ انجام سے آگاہی! اور سب سے پہلے شخص جنھوں نے اسے ایک قاعدہ قرار دیا حارث محاسبیؒ ہیں اور ہم نے ان چند کلمات میں اس مسلک کا بہترین خلاصہ بیان کیا ہے صاحبِ فہم اسے اچھی طرح سمجھ لے گا!

بعض مستعد لوگ سخت ریاضتوں کے بعد ملائکہ سفلیہ کی سی ایک حالت پیدا کر لیتے ہیں اور بعض کو الہام ہوتا ہے کہ وہ ملائکہ سفلیہ کی طرح لوگوں کے امور میں دخل اندازی کریں، اور یہ ابدال ہوتے ہیں اور بعض کو اس قسم کا الہام تو نہیں ہوتا، مگر ان میں بعض مثالی قوتوں کا جستہ جستہ ظہور ہوتا ہے، اور ان سے کشف، سچے خواب، غیبی آوازوں کی سماعت، تھوڑے وقت میں لمبی مسافت طے کرنے، اور پانی پر چلنے ایسے امور کا صدور ہوتا ہے۔

سید الطائفہ حضرت جنیدؒ وُہ پہلے بزرگ ہیں جنھوں نے باریکیوں کو چھوڑ کر درمیانی راہ

---

[1] موتِ احمر، سُرخ موت یعنی خواہشات پر غلبہ پالینا یہاں لذائذ و خواہشات کی قربانی کی جاتی ہے اور ان کا خون بہایا جاتا ہے، اس لیے اسے موتِ احمر کہتے ہیں۔ موتِ ابیض، سفید موت یعنی بھوک پیاس اور نیند پر قابو پالینا۔ اس سے نورانیت بڑھتی ہے اسے موتِ ابیض کہتے ہیں۔ موت اسود، سیاہ موت یعنی دارین سے مُنہ پھیر لینا الفقر سواد الوجہ فی الدارین یہ موت تصفیہ سے متعلق ہے۔

Marfat.com

۵۱

اختیار کی ہے اور ہر ریاضت کو اپنے مقام پر رکھا ہے، حضرت جنیدؒ کے بعد جس قدر صوفیائے کرام آئے ہیں وہ سب آپ ہی کی راہ پر چلے ہیں، اس لیے ان میں سے کوئی یہ بات سمجھے یا نہ سمجھے مگر وہ حضرت جنیدؒ کے زیر احسان ہیں اور "قوت القلوب" کے مولف جو صوفیاء کے ابو حنیفہ ہیں نے حضرت جنیدؒ کے اس طریق کی شرح تفصیل کے ساتھ بیان کی ہے، مگر مجموعی طور پر انھوں نے حارث محاسبیؒ کے طریق کو بھی اس میں خلط ملط کر دیا ہے کیونکہ اس دور میں تصوف ابھی تک تشدد کے دائرے سے باہر نہیں نکلا تھا، اللہ ہی حقیقت حال زیادہ بہتر جانتا ہے۔

سید الطائفہ حضرت جنیدؒ کے سلوک کی بنیاد پانچ لطائف کی تہذیب پر ہے اور وہ لطائف یہ ہیں، نفس¹، قلب²، عقل³، روح⁴ اور سر⁵، ان میں سے ہر ایک کے لیے ایک تہذیب، خاصیت اور انسانی جسم میں مقرر مقام ہے، نفس قلب اور عقل کی تہذیب و تربیت ان کی اصطلاح میں طریقت کہلاتی ہے، اور روح اور سر کی تہذیب معرفت کے نام سے موسوم کی جاتی ہے یہاں صوفیاء کی تعبیرات کے تسامح کی وجہ سے گڑبڑ پیدا ہوگئی ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس کی حقیقت سے پردہ اٹھا دیں تاکہ ہر باب میں ان کی تفصیلات کی تکلیف نہ اٹھانا پڑے، خوب اچھی طرح جان لو کہ ان الفاظ (نفس، قلب، عقل) کا اطلاق کئی معانی پر ہوتا ہے کبھی نفس بول کر مبداء حیات مراد لیتے ہیں، اس اعتبار سے یہ روح کے مترادف ہوگا، اور کبھی نفس بول کر طبیعت بشریہ مراد لیتے ہیں، جس کا خاصہ اکل و شرب ہے، اور کبھی نفس سے نفس شہوانی مراد لیتے ہیں، اس کی تشریح ہم گزشتہ اوراق میں کر چکے ہیں کہ طبیعت بشریہ قلب و عقل پر حکمرانی کرتی ہے، اور ان دونوں کو اپنا محکوم بنا لیتی ہے، یہاں سے بہت سارے رذائل (اخلاق سیئہ) پیدا ہوتے ہیں جن کے مجموعے کو نفس کہا جاتا ہے۔

اور اسی طرح کبھی قلب بول کر مضغۂ صنوبری (صنوبر کی شکل والا لوتھڑا) مراد لیتے ہیں، جبکہ بعض اوقات اسے نفس ذاکرہ کے معنی میں لیتے ہیں، اس معنی کے اعتبار سے یہ عقل کے مترادف ہوگا، لیکن ہمارا مقصود یہ ہے وہ یہ ہے کہ ارواح قلبیہ نفسانی صفات مثلاً غضب

Marfat.com

۵۲

اور حیا وغیرہ کو اٹھاتی ہیں اور عقل و نفس اس کے معاون بن جاتے ہیں، اور اسی کو ہم قلب کہتے ہیں، اور عقل کا اطلاق کبھی جاننے کے معنی پر اور کبھی اس قوت پر ہوتا ہے جس کی وجہ سے جاننا ہوتا ہے، اس معنی کے اعتبار سے عقل جوہر قائم بنفسہٖ نہیں بلکہ اعراض میں سے ایک عرض ہوگا، اور کبھی عقل بول کر جوہر روح مراد لیتے ہیں، یہ اس کے بعض افعال کی وجہ سے ہے جو ادراک ہے، اور عقل سے ہماری مراد یہ ہے کہ ادراکی قوتیں تصور اور تصدیق کو ظاہر کریں، اور قلب و نفس اس کے تابع ہوں، اور قوتِ مدرکہ کے مزاج اور قلب و نفس کے تعاون کے درمیان ایک ہیئت اجتماعیہ پیدا ہو جائے، اس تحقیق سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ تینوں لطائف تمام بدن میں جاری و ساری ہیں لیکن قلب کے پاؤں مضغۂ صنوبری کے ساتھ، نفس کے پاؤں جگر کے ساتھ اور عقل کے پاؤں دماغ کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں، اسی طرح رُوح کا اطلاق کبھی تو مبداءِ حیات پر ہوتا ہے اور کبھی اس پاکیزہ ہوا پر جو گوشت پوست کے اس جسم میں سرایت کیے ہوئے ہے، اور کبھی اس سے روح ملکوت مراد لی جاتی ہے جو انسان کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے پیدا کی گئی اور میثاق بھی اسی کے بعض تنزلات کی نمائش میں سے تھا، اور یہاں رُوح سے ہماری مراد وہی قلب ہے جو احکامِ سفلی ترک کر چکا ہے اور روح ملکوت اور نفس ناطقہ کی مشابہت اس پر غالب آگئی ہے! اسی طرح سِر لغت اور شریعت میں کسی خاص معنی کے لیے وضع نہیں کیا گیا، لفظی اعتبار سے یہ پوشیدگی کے معنی پر دلالت کرتا ہے، لطائف نفس میں سے ہر طبقہ مخفی ہے، اسی بناء پر کبھی عقل کو سِر کہتے ہیں اور کبھی رُوح کو، لیکن ہمارے نزدیک سِر سے وہی عقل مراد ہے جو زمین کی طرف جھکاؤ چھوڑ کر علوی احکام کا اثر قبول کر چکا ہے، اور اسے تجلّی اعظم کا مشاہدہ نصیب ہے، اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ لطیفۂ رُوح جسم سے برتر ہے لیکن وہ قلب کی طرف متوجہ ہے، اسی طرح لطیفۂ سِر بھی جسم سے بلند ہے، مگر اس کی توجہ دماغ پر ہے، الغرض صوفیاءِ کرام کی اصطلاحات میں اختلافات کی وجہ سے اصل مقصود کے سمجھنے میں خاصی دشواری پیدا

Marfat.com

۵۳

ہو جاتی ہے، بعض صوفیائے کرام دل کے حالات میں سے کوئی ایک حالت مقرر کر کے اس کے بیان میں غور کرتے ہیں اور روح کے حال کو اس کا بطن قرار دیتے ہیں مثلاً قلب کے لیے محبت کو مقرر کر کے الفت وانس اور کشش کو باطنی گردانتے ہیں حالانکہ وہ قلب کی کیفیات میں سے نہیں بلکہ روح کے حالات میں ہے، اسی طرح یقین کو جو عقل کا کام ہے کھینچتے ہیں اور اس کے کئی بطون قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پہلا مرتبہ علم الیقین، دوسرا مرتبہ عین الیقین اور تیسرا مرتبہ حق الیقین ہے، اس لیے عقلمند اور سمجھدار آدمی کو چاہیے کہ وہ اس کلیہ کو ذہن نشین رکھے اور صوفیائے کرام کی عبارات کے اختلاف سے پریشان خاطر نہ ہو، اور جاننا چاہیے کہ قلب ونفس اور عقل وقلب کے مابین گہرا تعلق ہے اور یہ آپس میں اس طرح یکجان اور متصل ہیں جیسے کمان میں لکڑی اور جانوروں کے سینگ آپس میں ایک دوسرے کا جز ہوتے ہیں، اس اتصال اور قرب کی وجہ سے ان میں سے ہر ایک دوسرے کی خاصیت کا اثر قبول کر لیتا ہے، حقیقت میں آگ سے نرمی سینگ کا خاصہ ہے۔ لیکن اس کی گردش سے لکڑی بھی پھر جاتی ہے اور اس کے ساتھ مڑنے لگتی ہے، اسی طرح صلابت اور سختی لکڑی کے اوصاف ہیں مگر اس کے ساتھ مل کر سینگ بھی یہی خاصیت اپنا لیتے ہیں جس وقت کمان کی درستی کا ارادہ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اسے کسی کمان کی صورت کی میزان میں رکھ کر تیار کریں، تو لازمی ہے کہ ہر حکم کو اس کے منبع سے منسوب کریں، اور ہر اثر کے ظاہر ہونے کی مقدار کو اس کی اصل قوت کے اندازے کے ساتھ متعلق کر دیں، یا پھر اس اتصال کی مثال پارہ کی سی ہے جس میں دو جز اکٹھے ہو گئے ہیں، اس کا سیلان پانی اور ثقل چاندی کی وجہ سے ہے اور پارے سے جو کرشمے ظاہر ہوتے ہیں وہ اسی اتصال کا نتیجہ ہیں، اگر بالغرض پانی اور چاندی ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو پارہ اس درہم کی طرح ہو گا جو چلو بھر پانی میں پڑا ہو، اس کے سارے کرشمے باقی رہیں گے اور نہ ظاہری شکل وصورت کی نمائش! اسی طرح صوفیاء کے بہت سارے حالات اسی گرہ کی وجہ ظاہر ہوتے ہیں، اور جب صحو خالص،

Marfat.com

۵۴

تمکین محض اور بقاء مطلق کا ظہور ہوتا ہے اور کسی دوسرے سے اختلاط کے بغیر ہر لطیفہ اپنے دائرہ کار میں مصروف ہوتا ہے تو یہ ساری نمائشیں ختم ہو جاتی ہیں وجد[1] باقی رہتا ہے اور نہ شطح[2]، اور نہ عام آدمی سے صوفی کی تمیز کی جا سکتی ہے۔

واضح رہے کہ "مقام" ایک صفت ہے جو راہ خداوندی کے سالک کو حاصل کرنی چاہیے تاکہ اس کا سلوک مکمل ہو۔ اور ایک ایسی وسیع حد لازمی ہے جو اپنے اندر احوال و اوقات کے تمام اختلافات اور استعداد کی گنجائش رکھتی ہو، زید کے لیے ایک طریقہ اختیار کرنا پڑتا ہے اور عمرو کے لیے دُوسرا، اور حال اس مقام کے ثمرہ یا اس کی اس خاص وضع کا نام ہے جو اس شخص میں اس کی خاص استعداد کے مطابق اس وقت ظاہر ہوتی ہے، اس لیے وُہ مقام کو کسبی اور حال کو وہبی گردانتے ہیں مثلاً نفس سبعیہ اور شہوانیہ کے مقتضیات کا ترک مقام کہلاتا ہے اور جنس نورانیت، اور صفائی روح کی صورت میں اس کے بعد جو ثمرہ اور نتیجہ نکلتا ہے وُہ حال کہلاتا ہے، اور اسی طرح سالک کے دل میں نصیحت کے اثر کی صورت، اور مقام توبہ تک اس کی رسائی بھی حال ہے، چونکہ نفس کی اصل فطرت تقاضائے خواہشات ہے اس لیے ضروری ہے کہ توبہ اور زہد سے اس کی تربیت کی جائے، اسی طرح اپنے مقتضیات کی طلب میں اس کی سرشت، سرکشی اور غیظ و غضب ہے، اس لیے اس کا علاج اس طرح ہوگا کہ اس پر نفس سبعیہ مسلط کر دیا جائے تاکہ انسان اپنے اوپر جوش کرے، اپنے آپ کو مکروہ سمجھے اور اسے اپنے اوپر حکمرانی حاصل ہو۔

ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ انسان خود اپنے اوپر عتاب کرتا ہے اور اپنا احتساب کرتا ہے چنانچہ

---

[1] کسی ارادہ و کوشش کے بغیر قلب پر کسی حالت کے طاری ہونے کو وجد کہتے ہیں۔

[2] وُہ کلمات جو غلبۂ حال اور مستی و شوق میں صوفیائے کرام سے بے اختیار صادر ہو جاتے ہیں جو بظاہر خلافِ شرع معلوم ہوتے ہیں، لیکن حقیقت میں ان میں کسی بتر کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

Marfat.com

۵۵

اسے ندامت و شرمندگی محسوس ہوتی ہے، یہ نفسِ شہوانی پر نفسِ سبعی کا تسلط ہے اور یہ ایک ایسا معنی ہے جو نکتہ کے سمجھے اسے دل میں اتارے، اور پیوست کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا، چنانچہ ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ بعض باتیں دل میں اثر کرتی ہیں اور یہ اثر ایک عرصے تک باقی رہتا ہے، یہ قلب پر قوتِ دراکہ کا تسلط ہے، اس لیے اکابر صوفیہ نے زاجر (گناہوں سے منع کرنے والا جذبہ) کو توبہ کی کنجی قرار دیا ہے، ممکن ہے کہ دنیا کے تغیرات اور حوادثات کو دیکھ کر دل خود بخود بھڑک اٹھے اور گناہوں سے دستبردار ہو جائے، یا کسی واعظ کی بات پر اسے وقت لگ جائے اور یک دم دل اس کی طرف پھر جائے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اہل اللہ کے ساتھ طویل صحبتیں اسے آہستہ آہستہ استقامت کی طرف لے جائیں، اس صورت میں زاجر فوری نہیں بلکہ تدریجی ہوگا، اور زاجر وجد کا سبب بنتا ہے اور وجد کی حقیقت یہ ہے کہ قلب میں ایسا تغیر پیدا ہو جو تمام اطراف کو گھیر لے، اور دل کو جوارح پر جو گرفت حاصل تھی اسے درہم برہم کر دے اور یہ وجد کبھی بے ہوشی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، اور کبھی اچھلنے کودنے اور کپڑے پھاڑنے کی شکل میں، کبھی رونے دھونے اور غمگینی کی صورت میں نمودار ہوتا ہے تو کبھی حق تعالیٰ کی طرف کشش اور اس کے ماسوا سے نفرت کے روپ میں! اور زاجر قلب پر عقل کے فیضان کا نام ہے اور وجد دل کا کام، اور دل کے ہاتھوں نفس کے قید ہونے کا نام ہے، اس کے بعد بیداری کا مرحلہ آتا ہے، یہ ہوشیار اور خبردار ہونے کا نام ہے، یعنی انسان مخالف چیزوں کو مخالف سمجھے ان سے بدظن ہو اور نفرت کرے، یہ عقل کی امداد اس کا قلب کے حکم کے مطابق چلنا اور اس کے ادراک کا مقتضیات قلب میں مصروف و مشغول ہونا ہے، اس کے بعد تمام مخالف چیزوں سے مکمل طور پراگندہ ہو جائے، تمام پرانے طور طریقے بدل دے عبادات و طاعات میں مشغول ہو جائے، نفس کو اس کے فریب پر صبر دلائے اور اس کی سرکشی زائل کرے، یہ جوارح و عادات کو قلب کے مسخر کرنے، اپنے تابع فرمان بنانے اور اپنے مذہب و مسلک کا پابند کرنے کا عمل ہے، اس کے بعد زہد ہے اور یہ ان مباح چیزوں سے کنارہ کشی کا نام ہے جو دل کو یادِ الٰہی کی مشغولیت سے

Marfat.com

۵۶

سے روکتی ہیں، خواہ وہ چیزیں خارجی ہوں، مثلاً کوئی ایسا کام جو انسان کا سارا وقت کھا جائے اور اسے اتنی فرصت نہ دے کہ وہ آخرت کی طرف توجہ کر سکے! یا وہ چیزیں نفسانی ہوں، مثلاً اہل و عیال اور مال کی مشغولیت، کیونکہ ان کی محبت اور انس ذکر کی چاشنی اور حلاوت سے رکاوٹ کا باعث بنتی ہے اسی طرح لوگوں کے ساتھ یاوہ گوئی یا شعر و شاعری اور علوم عقلیہ سے دل چسپی ایسی باتیں بھی محبوب سے دل کی روگردانی کا باعث ہیں، اس کے بعد محاسبہ اور "ہوش در دم" کا مرحلہ ہے؛ یعنی ہر لحظہ اپنے حال پر مطلع رہنا کہ یہ وقت غفلت میں گزر رہا ہے یا حضور میں، معصیت میں بسر ہو رہا ہے یا اطاعت میں؛ پھر اگر وقت حسب منشا گزر رہا ہے تو اس پر شکر ادا کرنا، اور اس کیفیت کے باقی رہنے بلکہ اس میں اضافے کی فکر کرنا اور اگر خلاف منشا ہے تو توبہ کی تجدید کرنا۔

الغرض جو کچھ بیان کیا گیا ہے یہ تہذیب نفس کا بیان ہے، خواہ پہلے حاصل ہو خواہ قلب و عقل کی تہذیب و تربیت کے بعد اس مجموعے کو ہم توبہ کہتے ہیں، پھر مقام توبہ کی کئی صورتیں ہیں؛ مثلاً جب ایک مرد جوان ہوتا ہے تو اس میں عورتوں کا میلان پیدا ہوتا ہے، اور آہستہ آہستہ اس محبت کی ساری مقتضیات کا ظہور ہوتا ہے، مثلاً اپنا سارا وقت اس خیال کی نذر کرتا ہے، اور اس کے حاصل کرنے کے لیے جان و مال تک کی بازی لگا دیتا ہے۔ اس سلسلے میں جو چیزیں ظاہر ہوتی ہیں، ہر شخص میں ان کا ظہور جدا نوعیت کا ہوتا ہے، لیکن عقل ان کی اصل کے ایک ہونے کی وجہ سے سب کو متحد جانتی ہے؛ چنانچہ جس وقت اس مرد کا نفس شہوانی مطیع ہو جاتا ہے اور قلب و عقل کا حکم مان لیتا ہے تو اس وقت جو بھی حالات اور کیفیات ظاہر ہوں گی دانا لوگ انھیں ایک ہی نام سے یاد کرتے ہیں؛ اور وہ نام ہے "توبہ"۔ پس توبہ کا مقام تو ایک ہے لیکن اس کے نتائج اور احوال زیادہ ہیں، اور نفس کو مسخر کرنے کے سلسلے میں قلب کی چار خصلتوں سے امداد و اعانت کی جاتی ہے، وہ چار خصلتیں یہ ہیں: (۱) کم کھانا (۲) کم سونا (۳) کم بولنا اور (۴) لوگوں سے کم ملنا۔ اور یہ امداد و اعانت ایسی ہی ہے جیسے سرکش گھوڑے کو رام کرنے کے لیے

Marfat.com

۵۷

کوڑے یا چوک سے امداد حاصل کی جاتی ہے۔ قلب کی جبلت ایک تو تسخیر جوارح، اطوار و اوضاع کی تبدیلی اور اشغال میں مشغولیت سے ہوتی ہے اس اعتبار سے اثر تہذیب صدق و ادب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

اور دوسرے حیاء، شرمندگی، بے چینی، شوق، ندامت، اور اپنے آپ پر پیچ و تاب کھانے سے ہے، اور اس اعتبار سے تہذیب کا اثر وجد ہے، اور نفس شہوانی پر غلبہ حاصل کرنا، حرص و غصہ کو خاطر میں نہ لانا اور طوعاً کرہاً اسے استقامت پر رکھنا، اس اعتبار سے تہذیب نفس کا اثر صبر ہے، اور عقل کی موافقت اور اس کی بات سُن کر اُسے قبول کرنا اس اعتبار سے تہذیب کا اثر توکل اور تقدیر پر رضامندی ہے۔ اور دوستوں کے ساتھ وفاداری، اور ان کے طور و طریق کی پابندی کرنا اس اعتبار سے تہذیب کا اثر تقویٰ اور شعائر الٰہی سے محبت ہے، اور مطلوب کے مقابلے میں دوسروں کو معمولی سمجھنا اور قلب کے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ سے لمبی خواہشات حب جاہ اور غضب و بخل ایسے جذبات پر قابو پانا اس اعتبار سے تہذیب نفس کا اثر فیاضی ہے۔ اس تحقیق سے معلوم ہوگیا کہ قلب کے اصلی مقامات صدق، صبر، توکل، تسلیم، تقویٰ، محبت شعائر اللہ اور سماحت ہیں، یہی وجہ ہے کہ صوفیا نے ان مقامات کے بارے میں طویل گفتگو کی ہے، اور ان کی تفصیلات پوری شرح و بسط کے ساتھ بیان کی ہیں۔

اپنے مافوق کے تابع ہونے کے اعتبار سے تہذیب عقل کا ثمرہ دو باتیں ہیں: ایک یہ کہ احیانِ عالیہ سے وہ یقین جو تجلی اعظم کے ساتھ حظیرۃ القدس میں ثابت ہے، اس پر عروج ماسا رتقا کے ذریعے نمودار ہو، اور اس کے دل میں یقین پیدا ہو جائے مگر اسے یہ پتہ نہ چل سکے کہ یہ یقین اسے کیونکر حاصل ہوا ہے؟ اور نہ اس یقینی چیز کے بارے میں تفصیل کے ساتھ کچھ بیان کر سکے۔

داند اعمیٰ کہ مادرے دارد
لیک چونے بخاطرش ناید

Marfat.com

(نابینا کو یہ تو علم ہے کہ اُس کی ایک والدہ ہے مگر وہ کیسی ہے اس سے وہ بے خبر ہے)

اور یہ یقین توکل اور تسلیم تک پہنچاتا ہے، اور دل اور نفس کو اپنے رنگ میں رنگ دیتا ہے، دُوسرا یہ کہ علم عالی کے ظروف میں سے جسے شرع میں "لوح" اور اصطلاحِ صوفیا میں عالم مثال سے تعبیر کرتے ہیں جو چیز واقع ہونے والی ہے اُس کا خواب، بیداری یا صورتِ خیالیہ یا وہمیہ جسے کشف کہتے ہیں، کی صورت میں اُس پر فیضان ہو! اور اپنے ماتحت میں تصرف کرنے کے اعتبار سے بھی تہذیب عقل کا ثمرہ دُو چیزیں ہیں، پہلی یہ کہ مقدمات سے نیچے تک انتقال اور فراست اس کے ذہن میں راسخ ہو جائے اپنے معاملات کے بارے میں فراستِ صادقہ حاصل ہو جائے دل کے کھٹکوں اور مخفی باتوں پر اسے اطلاع نصیب ہو جائے، دُوسری یہ کہ کتاب وسنت اور سلف کے اقوال واحوال جو عادتاً اس کے کانوں تک پہنچے ہیں' میں عقل بڑی برکت سے تصرف کرتی ہے چنانچہ ہر کلمے کا مقصد ہر حدیث کی "تاویل"، اور ہر آیت کے اعتبارات واشارات کا ادراک کر لیتی ہے، اور اس کے ذہن پر اسماء صفات کی صورت پرتو افگن ہوتی ہے، اور فوری طور پر اس کے ظاہر و باطن کو اپنا مطیع بنا لیتی ہے، اور تجلیات معنویہ پوری طرح ظہور پذیر ہوتی ہیں' یہ سب تہذیب وتربیت کے نتائج اور فوائد ہیں، اور تہذیب کی اصل دائمی عبودیت ہے، اس کا فائدہ تینوں لطیفوں کے لیے عام اور اس کا نفع اس کی ساری اقسام کو شامل ہے، اس مقام میں متقدمین اور متاخرین صوفیہ میں اختلاف ہے، متقدمین صوفیہ نفس، عقل اور قلب کو اپنی ذوات اور خصوصیات کے اعتبار سے مہذب بنانا مقدم اور زیادہ ضروری سمجھتے ہیں، اور دائمی عبودیت کو ان ریاضتوں کا تتمہ اور تکملہ سمجھتے ہیں اور متاخرین صوفیہ دوام عبودیت کے بغیر آغاز ہی نہیں کرتے اور نہ اس کے علاوہ کسی دُوسری چیز کو ایسا اہم اور مفید سمجھتے ہیں۔ اس نسبت کی تکمیل کے بعد وُہ دیکھتے ہیں کہ سالک کے دل میں یہ تخم کیا برگ و بار لاتا ہے، اور یہ پودا کیونکر پھلتا پھولتا ہے؟ اگر استقامتِ طبع اور سلامتیِ فطرت کی بناء پر سارے مقامات نے

Marfat.com

۵۹

ظہور کیا ہے تو درست! ورنہ جو مقامات ظاہر نہیں ہوئے ان کے اظہار کی کوشش کرتے ہیں حقیقت میں متاخرین صوفیا اس معاملے میں صحیح طریقے پر کاربند ہیں، اور بلاشبہ یہ وہ عجیب غریب نعمت ہے، جو متاخرین صوفیا کے لیے محفوظ تھی، پس اگر تہذیب نفس اور توجہ و ریاضت' یقین اور جذبۂ محبت سے پہلے ظاہر ہو تو یہ شخص "سالک" اور "مرید" ہے۔

الغرض دوام عبودیت کی دو قسمیں ہیں، ایک کا تعلق زبان اور جوارح سے ہے یعنی اپنے اوقات ذکر و تلاوت، اور حضور قلب اور توجہ خاطر کے ساتھ نماز میں بسر کرے یہ تصوف کے ابواب میں سے ایک مشہور باب ہے جس کی مکمل تفصیلات "قوت القلوب"، "احیاء العلوم" "غنیۃ الطالبین" اور "عوارف المعارف" میں شرح و بسط کے ساتھ بیان کی گئی ہیں، اور دوسری قسم عقل اور قلب سے متعلق ہے، یعنی دل کا رِ محبت سنبھالے اور محبوب حقیقی کے ساتھ پیوستہ و وابستہ ہو جائے اور عقل "یادکرد" اور "ہوش دردم" میں مصروف ہو، اور اس بارے میں حضرت خواجگانِ نقشبندیہ کے طریق سے زیادہ مفید اور موثر ہم نے کوئی دوسرا طریقہ نہیں دیکھا۔

اور اس مسئلے میں اختلاف ہے ایک گروہ تو باطن کی درستگی پر اکتفا کرتا ہے اور ظاہر کو زیادہ اہمیت نہیں دیتا بلکہ اسے آسان اور معمولی بات سمجھتا ہے، اور یہ متاخرین صوفیا کی غلطیوں میں سے ایک غلطی ہے، حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"ظاہر کی اس قدر مقدار کافی سمجھی جائے جو سنت سے ثابت ہے"

آپ کے فرمان کا یہ ہرگز مقصد نہیں کہ سرے سے بنیادہی کی نفی کر دی جائے، اور اشغال و اذکار میں ہر لطیفے کی پرورش اور مقام کی رعایت کا نکتہ پوشیدہ ہے اور ظاہری عبودیت کے بغیر مقام صدق اور نفس و جوارح کی تہذیب و تربیت محال ہے، جب سالک دائمی عبودیت پر کاربند ہو جاتا ہے، اپنا ظاہر و باطن اس کے لیے وقف کر دیتا ہے، کسی وقت بھی اپنے احتساب سے غافل نہیں ہوتا، اور یہ صنعت اس کے قلب کی گہرائیوں اور عقل و نفس کی گہرائیوں میں اتر جاتی ہے، اور باطن کے بطن میں قرار پکڑ لیتی ہے تو لامحالہ یہ سارے مقامات

Marfat.com

۶۰

اپنے تمام خواص کے ساتھ ظاہر ہو جاتے ہیں فنِ سلوک میں یہ کیفیت مادہ کا حکم رکھتی ہے اور مقاماتِ مذکورہ صورت کا جیسے کسی بھی قسم کی شبیہ بنانے کے لیے پہلے موم کی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح سب سے پہلے دائمی عبودیت کو استوار اور محکم کیا جائے بعد میں جو بھی مقام ہے وُہ درست ہو سکتا ہے ؎

ثبت العرش اولاً ثم انقش

(پہلے تخت مکمل کر لو پھر اس پر نقش و نگار بناؤ)

دوامِ عبودیت کے درست ہو جانے کے بعد مقامات کا ظہور ان تینوں شعبوں کے اصلی مزاج کے مطابق ہو گا۔ پس مقامِ صدق اس شخص کو حاصل ہو گا کہ جس کا قلب فطری طور پر جوارح اور اوضاع پر غالب ہے اور اس سے سرزد حرکات میں جوارح اور اوضاع پر قلب کے تسلط کا اظہار ہو رہا ہو۔

اور جو شخص اپنی اصل فطرت کے اعتبار سے ناقص واقع ہُوا ہے اگر اس کے دل میں کسی قوم کی محبت پیدا ہو تو اس کا دل اس قوم کے رسوم و رواج اختیار کرنے پر مائل ہو گا اور ظاہری اطوار مثلاً آدابِ گفت گو، میل ملاقات، اور اچھی چیزوں کے تحفے تحائف وغیرہ کے سلسلے میں اپنی کسی عادت میں تبدیلی نہیں کرے گا، ایسے شخص کو مقامِ صدق کی تکمیل سے معذور سمجھنا چاہیے، اور جس شخص کا دل متانت سے خالی ہے اور ہجوم مصائب کے وقت بے قابو اور بے صبر ہو جاتا ہے، ایسے شخص کو مقامِ صبر کے کمال اور اس کے حقوق کی ادائیگی سے مایوس سمجھنا چاہیے، دوامِ عبودیت ایک ایسا تخم ہے جس کا پھلنا پھولنا اور برگ و بار زمین کی استعداد پر موقوف ہے، دیکھنا چاہیے کہ اصل فطرت کے اعتبار سے زمین اچھی ہے یا شور زدہ کلر! اسی اصل کے مطابق آگے اس میں عمل کیا جائے گا، ارشادِ باری ہے:

ولن تجد لسنة الله تحويلا[1]

(اور آپ خدا کے دستور کو کبھی منتقل ہوتا ہوا نہ پائیں گے)

---

[1]

Marfat.com

۶۱

اور اگر دوامِ عبودیت پورے طور پر حاصل ہو گئی لیکن مقامات جلوہ گر نہ ہوئے تو کوئی خوف نہیں، شیخ بایزیدؒ نے اسی نکتے کی وجہ سے ایک ایسے شخص کو جو دوامِ عبودیت کا مرتبہ تو حاصل کر چکا تھا لیکن ابھی مقامات سے خالی تھا، سلطان الذاکرین کا لقب عطا فرمایا تھا اس علومی قاعدے کو سمجھ لینے کے بعد مناسب ہے کہ ان مقامات کی تشریح اور ان میں سے ہر ایک کی طرف توجہ کا اجمالی بیان بھی ہو جائے، صدق ظاہر کی باطن کے ساتھ موافقت کا نام ہے یہ صدقِ احوال سے ماخوذ ہے صدقِ اقوال سے نہیں، اور اس کے وجود کی اصلیت مزاجِ قلب کی صحت اور قلب کا جوارح پر غلبہ ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"اگر تیرے دل میں عاجزی ہوتی تو تیرے جوارح میں ضرور اس کے آثار پائے جاتے۔"

قلب جوارح پر فرمانروائی کرتا ہے اور اپنی محبت کے مطابق جوارح کے آداب اور اوضاع کی کیفیت پیدا کر لیتا ہے، اور جب قلب کی یہ صفت فطری ہو، اور عرصۂ دراز تک وہ دوامِ عبودیت پر کاربند رہے تو اس صفت اور عبودیت کے درمیان ایک مقام پیدا ہو جاتا ہے، اور وہ صدق ہے، اس کے بعد جوارح میں خشوع، گفتگو میں آداب، اور محبوب کے ساتھ نسبت رکھنے والے تمام لوگوں کی تعظیم اور تکریم کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے، مثلاً اگر کسی ورق پر خدا کا نام لکھا ہوا ہو تو اس کی تعظیم کرتا ہے، اگرچہ اس نے یہ بات کسی سے سنی تک نہ ہو کہ جس ورق پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا ہو اس کی تعظیم کرنی چاہیے، اور اگر کسی شخص سے اللہ کا نام سنتا ہے تو جلّ جلالہٗ کہہ کر سر جھکا دیتا ہے اگرچہ یہ سبق اسے کسی نے پڑھایا بھی نہ ہو، اور جس وقت دوامِ عبودیت حاصل کرلے مرشد اسے تفصیل کے ساتھ آدابِ جوارح کی تعلیم دے اور ان کی نگہداشت کرائے اور مناسب ہے کہ دل کے انقیاد کے ساتھ اس سے مسلسل اِن آداب کی محبت ظاہر ہو تاکہ اس راہ کے فیض کا در اس پر کھل جائے، اور وجد دل کو حیاء، غم، ندامت اور دنیا سے نفرت ایسے احوال میں مشغول کرنے سے عبارت ہے، اگر شرط یہ ہے

Marfat.com

- ۶۲ -

کہ جوارح اس تشغل سے مغلوب ہو جائیں، جب دوام عبودیت انسان میں یہ استعداد اور موافقت پیدا کر دے اور ارواحِ قلبیہ اپنی بنا میں تھوڑی سی رقت بھی رکھتے ہوں، تو یہ سارے احوال اللہ تعالیٰ کی نسبت اور اس کی طرف توجہ کرنے سے پیدا ہوں گے اور ارواح کے قوام میں رقت کی وجہ سے ان حالات کا دفع کرنا دل پر سخت ہو گا۔

اور اس سے جوارح کے انقیاد میں زیادتی، بیہوشی اور کپڑوں وغیرہ کے پھاڑنے کی کیفیت پیدا ہو گی، اور یہ دونوں قسم کے وجد اپنی خصوصیات کے ساتھ حال ہوں گے، اور وجد کی استعداد اور قابلیت جو اس شخص کے نفس میں پائی جاتی ہے "مقام" ہے اور اس کا حصول رُوح کی رقت پر مبنی ہے، اور رُوح کی رقت، غذا میں کمی، اپنے اوپر غم واندوہ کی کیفیت طاری کرنے، اچھے لباسوں سے احتراز اور خوشی وتن آسانی کے ترک کرنے سے حاصل ہوتی ہے اور وجد لوگوں کے ساتھ کم آمیزی سے نصیب ہوتا ہے، بالخصوص ان لوگوں سے جو وجد کے منکر ہوں، یا کم از کم ایسے لوگوں سے حجاب کرنا چاہیے؛ نیز وجد کی بہتری کے خیال کرنے، خیالات کو اس کی طرف اُبھارنے، دل کو دوسری تمام اطراف سے بند کر کے اسبابِ وجد میں مصروف ہونے سے بھی وجد پیدا ہوتا ہے نیز پاکیزہ نغمے اور موثر زیر وبم جو طبعاً دل میں اُتر جاتے ہیں، بھی وجد کا باعث بن جاتے ہیں، ان چند کلمات میں وجد کے تمام اسباب بیان کر دیئے گئے ہیں، ان پر غور کیجئے!

یہاں یہ ایک ایسی فاش غلطی ہے کہ جس کا اکثر جاہل اہل وجد ارتکاب کرتے ہیں، اور وہ یہ ہے کہ ان کی طبعیت البشریہ، اطاعت اور دوام عبودیت اختیار کیے بغیر اسی طرح اس یقین کو تابع کیے بغیر جس کا نزول عقل پر ہوتا ہے پسندیدہ نغمات اور راگوں کے زیر وبم سے متاثر ہو جاتی ہے جس طرح جانور گانوں اور پرکشش راگوں سے متاثر ہوتے ہیں، یہ جہلا اسے ایک بلند مرتبہ اور مقاماتِ اولیاء میں سے اونچی منزل سمجھتے ہیں حاش للہ ثم حاش للہ ایک ایسی منزل جس میں انسان اور جانور مشترک ہیں، کیونکر بلند ہو سکتی ہے اور جب یہ طبعیت دوامِ عبودیت

Marfat.com

۶۴

سے مل جائے تو غور کرنا چاہیے کہ ان کے ملاپ سے جو نتیجہ برآمد ہوا ہے اس کا میلان ارضی اور سفلی مادہ کی طرف ہے جو بمنزلہ ماں کے ہے یا اس کا میلان عالم علوی یعنی حظیرۃ القدس کی طرف ہے جو بمنزلہ باپ کے ہے اگر سچ پوچھتے ہو تو صبر بھی قلب کے مزاج کی متانت پر موقوف ہے یعنی صبر اسی متانت اور دوام عبودیت کے درمیان پیدا ہوتا ہے اور یہ بھی دوسرے مقامات کے حصول کی طرح عقل کو قلب پر مسلط کرنے سے حاصل ہوتا ہے، اور اس کی اعانت مواقع صبر میں پڑنے، صابرین کے اجر و ثواب پر نگاہ رکھنے، اور بے صبری کرنے والوں کی حقارت و برائی کا خیال کرنے سے ہوتی ہے۔

اعتماد و توکل کی دو قسمیں ہیں، پہلی یہ کہ وعدۂ خداوندی پر اعتماد ہو، اور یہ اس الہام یا کشف سے پیدا ہوتی ہے، جو اوپر سے عقل پر اس طرح نازل ہوتا ہے کہ اس میں جانب مخالف کا احتمال تک باقی نہیں رہتا، یہاں ایک بری خصلت ہے جو توکل سے مشابہ ہے اسی وجہ سے عام لوگ اسے توکل سے اس طرح خلط ملط کر دیتے ہیں کہ ان میں تمیز نہیں کر پاتے اور وہ خصلت بد تہور ہے یعنی انجام کار کا لحاظ کیے بغیر اقدام کرنا، یا عیش کوشی میں مبتلا ہو کر معاش کی فکر سے بے پرواہ ہو جانا۔

اور تقویٰ حدود شرع کی حفاظت کا نام ہے اسی طرح شعائر اللہ کی محبت سے مراد قرآن مجید، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم، اور کعبۃ اللہ سے محبت ہے بلکہ ہر اس چیز سے محبت جو اللہ تعالیٰ سے نسبت رکھتی ہے، یہاں تک کہ اولیاء اللہ سے محبت بھی شعائر الٰہی کی محبت میں شامل ہے اسے بعض حضرات فنا فی الرسول یا فنا فی الشیخ کہتے ہیں، اور سماحت و حریت سے مراد یہ ہے کہ دل غصہ حرص اور بے صبری ایسے ان مقتضیات قلب کا مطیع نہ ہو، جنھیں نفس قلب پر القاء کرتا ہے متاخرین صوفیاء بالخصوص مشائخ نقشبندیہ نے قلب کے احوال سے ایک دوسرا حال مستنبط کیا ہے جس سے متقدمین صوفیا آشنا نہ تھے البتہ کسی قاعدے قانون کے بغیر کبھی کبھار اس کے بارے میں ان سے کچھ چیزیں ظاہر ضرور ہوئیں مثلاً تلمیذ میں تاثیر،

Marfat.com

۶۴

اور چیز عالی میں ہمت کی تاثیر، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ انسان میں غلبہ حاصل کرنے اور عزم کی قوت رکھی گئی ہے، صاحب قوت وعزم جس چیز کی طرف متوجہ ہوتا ہے اسے بہت حقیر اور اپنے آپ کو اس پر غالب جانتا ہے اور اس شخص کا جب کسی کے ساتھ کوئی جھگڑا ہوتا ہے تو یہ اس پر غالب آجاتا ہے اور مخالف مغلوب پریشان خوفزدہ اور ہراساں ہوجاتا ہے، اور اگر قوت وعزم کا مالک کسی شخص کے ساتھ نشست وبرخاست رکھے اس وقت اس پر جو بھی کیفیت طاری ہو، مثلاً غم یا خوشی وغیرہ وہ اس شخص میں سرایت کر جاتی ہے لوگ قوتِ غلبہ کے اعتبار سے مختلف الحال واقع ہوئے ہیں، بعض میں یہ قوت پوری طرح پائی جاتی ہے اور بعض میں سرے سے ہوتی ہی نہیں، اور کچھ لوگوں میں یہ قوت درمیانہ درجے کی ہوتی ہے لیکن عادات کے جاری ہونے کے وقت یہ قوت معاملات یا گفتگو کے دوران یا ذمہ داری اور لڑائی جھگڑے کے وقت ظاہر ہوتی ہے، اور عادات کے جاری کرنے میں غم وخوشی کی سرایت گفت وشنید کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے جو اس صفت کی طرف مشعر ہوتی ہے، اسی وجہ سے عوام اس قوت کو دوسری تمام قوتوں سے جدا نہیں کرسکتے، اور نہ ہی ان کے دل میں اس کی تصویر آتی ہے، جب یہ شخص دوام عبودیت میں مشغول ہوتا ہے، اور اس کی صفاتِ قلبیہ مثلاً محبت، وجد، شوق، بغیر کسی قسم کی بات کیے، اور کام کیے مستقل ہوں، اور ان صفات کو ان چیزوں کے ساتھ ملانے کی احتیاج بھی باقی نہ رہے اور یہ خصلت اس کی تمام صفات قلبیہ میں نفوذ کر جائے اور قوتِ غلبہ بھی اپنا حصہ پالے تو جب یہ شخص اپنے شاگرد کی طرف متوجہ ہوگا، اپنی قوتِ غلبہ اور تاثیر کے ذریعے شاگرد کی روح کو قابو میں لے لے گا، اور اپنی چشم ہمت کو اس کے دل ودماغ میں پیوست کردے گا تو محبت ویقین وغیرہ سے جو صفت بھی چاہے گا اپنے شاگرد کے دل میں اس کا فیضان کردے گا، اور اسی کا نام تاثیر توجہ اور نظر قبولیت سے دیکھنا ہے، اور سچ بات تو یہ ہے کہ قوتِ غلبہ سے توجہ کرنا، اور اپنے طالب کو صفاتِ محمودہ میں سے کسی صفت سے متصف کردینا ایک بہت بڑی نعمت اور درجے کی

Marfat.com

۶۵

بات ہے، اس کی مثال اس شخص کی ہے جو چقماق پر لوہے کا ٹکڑا رگڑتا ہے تاکہ آگ سلگائے، کبھی تو اس سے آگ بھڑک اٹھتی ہے اور کبھی نہیں نکلتی، پھر کبھی آگ کی چنگاری نیچے چلی جاتی ہے اور کبھی روئی کے پنبے میں پڑ کر اُسے جلا ڈالتی ہے، اس کے مقابلے میں ایک دوسرا شخص ہے جس نے بہت ساری آگ اکٹھی کر رکھی ہے اور وہ ہر خشک و تر چیز کو ہر وقت بلا لحاظ صفات و شرائط بھسم کر ڈالتی ہے، ظاہر ہے کہ ان دونوں میں بہت فرق ہے، اور جب سالک کلمات و اذکار سے ملے ہوئے یقین اور حرف و آواز کے ضمن میں پیدا شدہ التفات سے گزر جاتا ہے تو اکثر قوت مدرکہ اور قوتِ واہمہ اس کی خدمت کرتی ہے اور وہ ایک ایسی وہمی صورت تراشتا ہے کہ جس کی کوئی شکل و رنگت ہوتی ہے اور نہ جہت، اور یقین کے لیے ایک صورت قائم کرتا ہے، تاکہ اس کی شرح و تفصیل پیش کرے اور اس صورت کی مثال اس تعلق کی ہے جو قید و بند سے آزاد کردہ سفید باز کو دوبارہ اپنے ٹھکانے پر واپس لاتا ہے، اور بعض اذہان میں یہ یقین صرف صورتِ خیالیہ کی شکل میں پھیل جاتا ہے اور اس کو تجلّی صوری کہتے ہیں چاہے بیداری میں ہو یا نیند میں، اور کبھی کشف کی ایک عجیب استعداد پیدا ہو جاتی ہے اور کشف حروف کے خواص، حرکات اور اشکال تک پہنچا دیتا ہے، اور یہ خواص کبھی تو دائمی تاثیر رکھتے ہیں، اور کبھی کسی خاص مقام سے مخصوص ہوتے ہیں اس مقصد کی خاطر حیوانات کو ترک کر کے ملائکہ سفلیہ پر اپنی توجہ مرکوز کرنے سے کافی فائدہ ہوتا ہے، اس مقام پر عام صوفیاء ایک بڑے اشتباہ میں مبتلا ہو گئے اور دونوں کے درمیان فرق کو نہیں سمجھ سکے، اعتبار یہ ہے کہ کوئی عارف ایک آیت یا حدیث سنتا ہے اور اس کا ذہن وہاں سے ایسی معرفت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جس کے لیے دلالت وضعی جاری نہیں کی گئی، دلالت وضعی عبارۃ النص، اشارۃ النص، ایماء النص اور ان کی قسم سے استدلال کرنے کو کہتے ہیں، بلکہ اس راہ سے کہ حدیث النفس میں ایک خیال سے دوسرا خیال اور ایک چیز سے دوسری چیز پیدا ہوتی ہے، اعتبار حاصل ہوتا ہے اور نیند یا بیداری میں خطرات کا انتقال اسی طرح ہوتا ہے جیسا کہ ظاہر ہے ماسوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ تمام

Marfat.com

۶۶

انتقالات کبھی تو حدیث النفس ہوتے ہیں اور کبھی شیطانی وسوسہ اور کبھی خاطرِ عقل، اور عارف کے حق میں یہ سچا الہام اور صحیح تعلیم ہوتی ہے، اور اعتبار مقامِ عارف اور اس کلمہ کے سماع کے درمیان پیدا ہوتا ہے، تم نے تجربہ کیا ہوگا کہ اگر کبھی کوئی گویا لیلیٰ مجنوں کا قصہ چھیڑے تو عاشق اپنی دردمندی، محبوب کی بے پروائی یا اس کی مہر و محبت اور توجہ کے فسانے دل میں دہرانے اور یاد کرنے لگ جاتا ہے اور اس طرح وہ بہت لطف اٹھاتا ہے حالانکہ یہ لیلیٰ کا قصہ ہے اور نہ اس سے مستنبط کوئی بات! بلکہ یہ سننے والے کے مقام سے اس کلمے کے ملنے کی بنا پر پیدا شدہ صورت ہے لہٰذا اعتبار میں اہم بات ذہن کا انتقال ہے نہ کہ دلالت کے طریقوں کا لحاظ، تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید میں تدبر و تفکر کے لیے فنِ اعتبار کو ملحوظ خاطر رکھا ہے، اور اسی کے مطابق ایک بحر بے پایاں چھوڑ دیا ہے مگر اس علم سے بحث ہماری اس کتاب کے موضوع سے خارج ہے۔ الغرض اعتبار ایک ایسا فن ہے جس کے اطراف و جوانب بہت وسیع ہیں، تفسیر عرائس البیان، حقایق سلمی اور شیخ اکبرؒ اور شیخ الشیوخ شہروردیؒ کے کلام کا ایک خاصا حصہ اعتبار کے موضوع سے متعلق ہے۔

جب سالک نفس، عقل اور قلب کی تہذیب سے فارغ ہو گیا، اور اس راہ کے دروازے اس پر کھل گئے تو اس کے بعد نفس، روح اور سِر کی تہذیب کی ضرورت ہے، وہ تہذیبِ نفس جو اس نے پہلے حاصل کر لی ہے اس تہذیبِ نفس سے جو مطلوب ہے بالکل جداگانہ چیز ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ نفس کی شرارت دو قسم پر ہے ایک یہ کہ نفس مرغوبات طبعیہ یا مرغوبات سبعیہ الیسی اپنی مقتضیات طلب کرتا ہے اور عقل و قلب کو پریشان کر دیتا ہے اور اپنا بیشتر وقت ان بُری عادات میں صرف کرتا ہے، اس کا علاج عقل کو قلب پر غالب کرنا اور قلب کو نفس پر مسلط کرنا اور دونوں کے درمیان مقامات کا پیدا ہونا ہے، جیسا کہ گزر چکا ہے۔

دوسری یہ کہ نفس اپنے شہوانی اور سبعی مرغوبات فراموش کر چکا ہو، اس صورت میں نفس کو چھنا کر بدو اس میں معشوق کی صورت اور لذتِ وصال نہ پاؤ گے، اور جس قدر ٹٹولو اس میں

Marfat.com

۶۷

حب جاہ و مال کا کوئی اثر تمہیں دکھائی نہ دے گا، لیکن اس میں سے ایک سیاہ دھواں اُٹھے گا جو روح اور سر کو مکدر کر دیگا اور اس میں سے ایک ایسا غبار اُٹھے گا جو ان دونوں آئینوں کو تاریک کر دے گا، اور اس سے ایسی تلخی پیدا ہوتی ہے جو روح اور سر کو جو آپس میں شیر و شکر ہوتے ہیں بدمزہ کر دیتی ہے اس غبار کی حقیقت میں جس قدر غور و خوض کرو گے سمجھ نہیں آئے گی کہ کیا چیز ہے؟ اور اس دھوئیں کی اصلیت معلوم کرنے میں عقل حیران اور درماندہ رہ جائے گی اسے مطلقاً پتہ نہیں چل سکے گا کہ یہ کہاں سے اٹھتا ہے لیکن عارف ناقد بخوبی جانتا ہے کہ یہ وہی نفس ہے جس کی بُری عادتیں کبھی نہیں چھوٹتیں؛ اور اسے کسی وقت بھی اس نفس کے ساتھ جہاد کرنے سے فراغت نصیب نہیں ہوتی، جاننا چاہیے کہ اصولی طور پر رُوح کی دو صفتیں ہیں، ایک یہ کہ وہ حظیرۃ القدس کے وسط میں قائم تجلی اعظم کی طرف منجذب ہوتی ہے، اور اس تجلی کے مقابل نفس کلیہ سے چمٹ جاتی ہے اور وہاں سے اس پر اطمینان اور بے کیف آرام کا فیضان ہوتا ہے اور یہ صفت رُوح کے لیے بہت اُونچے درجے کی حیثیت رکھتی ہے، اور اپنے ٹھکانے کی طرف اس کی انتہائی حرکت ہے، دوسری صفت اس کا ارواح طیبہ اور ملاء اعلیٰ کے ساتھ جمع ہونا، اور ان کی طرف کھنچنا ہے، اس صفت کا اثر یہ ہے کہ یہ ان سے اس طرح اثر قبول کرتی ہے جس طرح موم اس انگوٹھی کا اثر قبول کرتی ہے جو اس پر رکھی جاتے، انگوٹھی کے نقوش موم کے جسم پر چھپ جاتے ہیں اور یہ اثر اصل میں ایک اجمالی امر ہے جس میں احوال و اوقات کے تقاضوں کے مطابق مختلف آثار کی طرف وسعت پیدا ہو جاتی ہے کبھی باہمی مخاطبت کا سلسلہ ہوتا ہے، اور اس کا سبب عقل کی مبادرت ہے اور کبھی واردات کا سلسلہ ہوتا ہے، اس کا سبب قلب کی پیشدستی ہے اور یہ صفت مراتب روح کے پست ترین درجات میں سے ہے، اور اس کا منشا اس کا اپنے منازلِ اعلیٰ سے پیچھے رہ جانا ہے اور یہ بعض آلائشوں کی وجہ سے ہوتا ہے جن میں طبیعت ملوث ہو جاتی ہے، اور بعض اوقات اپنے اوپر تجربہ کیا گیا ہے کہ تجلی اعظم سے رُوح پہ ایک نور کا فیضان ہوتا ہے جسے ایک طرح آفتاب کی ایسی شعاع سے تشبیہ دے سکتے ہیں، جو جسم آفتاب سے

Marfat.com

بغیر ہو۔ الغرض یہ انجذاب تجلی اعظم کی نسبت سے ہو یا ملاء اعلیٰ کی نسبت سے محبت خاصہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، اور یہ محبت ایمان کے علاوہ ہے جس کا مقصود عقاید حقہ پر عمل کا یقین و اعتماد، اور ان عقائد پر قلب کی اتباع ہے، اور یہ محبت اس شوق اور تڑپ کے بھی علاوہ ہے جس کا منشا قلب اور جوش ایسے مقولہ وجد کے ساتھ متصف ہوتا ہے، بلکہ محبت خاصہ تو زمین کی طرح ہے جو اپنے مرکز کی طرف میلان رکھتی ہے، یا اس ہوا کی طرح ہے جو اپنے مقر کی طرف مائل ہے، دانا لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ میلان چیز ایک ہے جو دو شکلوں میں متشکل ہوتی ہے، فراق کے وقت تو یہ شوق و حرکت سے متمثل ہوتی ہے، اور وصل کی حالت میں اطمینان و سکون کے رُوپ میں، پس محبت خاصہ یہی میلان ہے بلکہ یہی میلان جبکہ وُہ اطمینان و سکون کے ساتھ متمثل ہوتا ہے اور اس کا منشا وُہ جذب ہے جو بنی آدم کی ارواح کی نسبت سے تجلی اعظم میں موجود ہے اور اس کا منشا وہ انجذاب ہے جو اس تجلی اعظم کی بہ نسبت طبائع ارواح میں رکھا گیا ہے۔

اس جذب و انجذاب کی مثال اس نسبت کی ہے جو مقناطیس اور لوہے میں ہے، پس محبت خاصہ تجلی اعظم کے ساتھ پیوستگی، نزدیکی، ہم آغوشی اور شعلہ ہائے الفت کی انگیخت اور ایسے دوسرے امور ہیں، اللہ تعالیٰ ہی حقیقتِ حال زیادہ بہتر جانتا ہے ؎

بلبلے برگ گلے خوش رنگ، در منقار داشت

واندراں برگ ونوا خوش نالہائے زار داشت

گفتمش در عین وصل ایں نالہ و فریاد چیست

گفت مارا جلوۂ معشوق دریں کار داشت

(ایک بلبل نے خوش رنگ پھول کا پتّا اپنی چونچ میں پکڑ رکھا تھا اور اس کے باوجود وُہ بدستور فریاد و فغاں میں مصروف تھا، میں نے اس سے پُوچھا کہ وصال میں یہ فریاد و فغاں کیسی؟ کہنے لگا یہ بھی جلوۂ معشوق کی نیرنگیاں ہیں)

Marfat.com

۶۹

اسی طرح اصولی طور پر بستر کی بھی دو صفتیں ہیں، ایک یہ کہ وہ تجلی اعظم کا مشاہدہ کرکے اس کا ادراک حاصل کرے اس کے حضور حاضر ہو، اور اس بارے میں جو بات بھی کہی جا سکتی ہو اسے حاصل ہو، اور یہ بستر کے مراتب میں سے سب سے بلند مرتبہ ہے، اور دوسری یہ کہ ارواح طیبہ اور ملاء اعلیٰ کا جو تجلی اعظم کے گرد مجتمع اور اس کی طرف منجذب ہیں، دیکھنا، ملاقات کرنا اور ان کا مشاہدہ کرنا ہے، اور یہ بستر کے مراتب میں سے ادنیٰ مرتبہ ہے، اور اس کا منشا یہ ہے کہ بستر بعض طبعی آلائشوں کی وجہ سے اپنے اعلیٰ مراتب کے حصول سے پیچھے رہ گیا ہے اور اس صفت کا اثر اس تجلی کی خبر دینا اور اس سے آگاہ ہونا ہے، اور اس کو غیر سے ممتاز کرسکتا ہے، یہ اثر پذیری انگوٹھی کے موم میں اثر سے مختلف ہے۔ اگر عقل سبقت کرے تو کشف ہوگا اور اگر قلب بھی اس کا موافق بن جائے تو معرفت ہوگی؛ پھر مشاہدۂ بستر اور اس یقین کے درمیان جس کا فیضان عقل پر ہوتا ہے، فرق ہے، اور وہ فرق یہ ہے کہ مشاہدۂ اس چیز کے حضور و ظہور کو کہتے ہیں جس کی تلاش کی جا رہی ہوتی ہے مگر یقین تو پس پشت باور کرنے اور ان دیکھی چیز کو جاننے کا نام ہے، یہاں ایک بہت بڑا مغالطہ ہے جسے ہر صاحب وجدان حل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، اور وہ یہ ہے کہ کبھی قوتِ واہمہ عقل کی خدمت کرتی ہے اور یقین کے لیے شرح و تفصیل گھڑتی اور ایک صورت وہمی تراش لیتی ہے، چنانچہ جس وقت صاحبِ وجدان پر یہ صورتِ وہمیہ غالب آتی ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ یہ مشاہدہ ہے، ان دونوں میں امتیاز کے لیے وہ ہر چند اپنے علوم و معارف کے گھوڑے دوڑاتا ہے، مگر اس کی پیش نہیں جاتی، اس لیے کہ اگر یہ کہیں کہ مشاہدہ آمد ہے اور صورت وہمیہ آورد، تو یہ بات بھی درست نہیں، کیونکہ آورد زیادہ عمل کی وجہ سے خود آمد کی مانند ہو جاتی ہے، اور آمد ابتدائی مرحلے میں آورد سے مشابہ ہوتی ہے، اور اگر کہیں کہ وہم طبیعت، وضع اور مکان میں مقید ہوتا ہے اگرچہ وہ حیز (مکان) انتہائی لطیف ہو اور تجلی اعظم تو کسی طرح بھی کسی مکان میں مقید ہوتی ہے اور نہ کسی خاص وضع کی پابند ہے، تو یہ بات بھی سود مند نہیں، کیونکہ حیز وہمی انتہائی

Marfat.com

۷۰

لطافت اور نزاکت کی وجہ سے مجرد محض کے مشابہ ہو گیا ہے اور صوفی کے لیے اس میں فرق کرنے کا کوئی امکان باقی نہیں رہا، اور اگر کہیں یہ صورت وہمیہ حواس میں ہے اور مشاہدہ تو حواس سے باہر بلکہ شش جہات سے بھی خارج ہے، تو اس کا کیا فائدہ؟ اس لیے کہ وہ خود حواس کی احاطہ کردہ اشیاء کو غیر احاطہ شدہ سے ممتاز نہیں کر سکتا۔

الغرض یہ ایک ایسا مشکل مسئلہ ہے جسے کسی کامل، صاحبِ تمکین شخص کے علاوہ کوئی دوسرا حل نہیں کر سکتا، اس کے باوصف اگر یہ صورت اپنی لطافت اور نزاکت میں مجرد محض کے مشابہ ہو جائے تو یہ بجائے خود ایک ایسی کیمیا ہے جو سر کے مراتب کے قریب پہنچاتی ہے، اور روح اور سر کے درمیان عجیب حالات پیدا ہوتے ہیں، پس اگر یہ دونوں اپنے اصلی مستقر پر پہنچ جائیں اور اپنے اوج پر ترقی کریں اور نفس بھی اپنی شرارتوں سے رک جائے تو اسے تجلی اعظم کا مشاہدہ حاصل ہوگا، اور یہ مشاہدہ اسے ایک عجیب کشش، نادر الفت، بے مثال محبت اور الفت کی جلوہ ریزیوں کے ساتھ نصیب ہوگا اس کیفیت کا نام "ہیئت اجتماعیہ سے اتصال" ہے اور اگر اس حالت کا اثر قلب و عقل پر پڑے تو حواس اور جوارح اپنے اپنے کام سے معطل ہو جاتے ہیں، اسے غیبت اور "وجود عدم" کے ساتھ اتصال سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اگر سر اپنے بعض امور سے پہلوتہی کرے اور روح نے اپنے اوج پر ترقی کی ہوئی ہو، تو ایک حالت کا ظہور ہوتا ہے جسے "ہبوط" کہتے ہیں جس طرح بلبل پھول کا سامنا ہوتے ہی بیقرار ہو جاتا ہے اس وقت اسے پھول کی طرف توجہ اور اس کے مشاہدے کا بھی ہوش نہیں رہتا، اور اگر سر اس سے بھی زیادہ پہلوتہی کرے تو اس کیفیت کا ظہور ہوتا ہے جسے "انس" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اگر سر بدستور اپنے کام میں مصروف ہے، مگر روح نے تخلف کیا ہے تو یہ حالت "معرفت" ہے، اگر روح کا تخلف بڑھ جائے تو تفرقہ ظاہر ہوگا وہ دیکھے گا سہی لیکن مشاہدہ اور اک کی لذت محسوس نہیں کرے گا، اور اگر اس حالت میں نفس کا دھواں اُٹھے اور روح و سر سے مل جائے اور انھیں پریشان کر دے تو یہ حالت "قبض" کہلاتی ہے، اور اگر نفس اس حال کا

Marfat.com

۔۱۰۔

مطیع بن جائے اور اپنے آپ سے ہی خوشی و مسرت محسوس کرے اور اس انس کی شرح و تفصیل خوشی سے کرے تو یہ کیفیت "بسط" کے نام سے موسوم ہوتی ہے، اور اگر بعض حالات میں انصال نصیب ہو اور بعض میں نہ ہو تو اسے تجلی و استتار کہتے ہیں، اور اگر اتصال کی ایک قسم ایک وقت ظہور پذیر ہو اور دوسرے وقت مٹ جائے تو اسے لوامع اور سواطع کہتے ہیں، اور یہ سب مقام قلب اور عقل سے رُوح اور سِر کی طرف ترقی کے ابتدائی مرحلے میں ہوتا ہے اور کبھی "انصال" نسمہ کے بعض حجابات میں پوشیدہ ہوتا ہے اور اس کا باقی حصہ مخاطبات، واردات، خواطر اور دواعی حق کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، اگر قلب سبقت کرے تو وہ نکتہ حال کے ساتھ زیادہ مشابہ ہوتا ہے اور اس نکتہ سے جو علم نکلتا ہے وہ قلب کے ذریعے نکلتا ہے، اور اگر عقل سبقت کرے تو وہ نکتہ ادراک اور ذکاوت سے زیادہ مشابہ ہوگا، اور اس کے ذریعے دل پر جو حالت گزرے گی وہ عقل کے واسطے سے ہوگی، اور اگر روح و سِر اپنے پست مقام میں نیچے اتر آئیں، تو انہیں ملاء اعلیٰ کے ساتھ اتصال اور ان کے زمرے میں شرکت نصیب ہوتی ہے، ارشاد باری ہے:

یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیہ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی[1]

(اے نفس مطمئنہ! اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرلے اس حال میں کر تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ پھر میرے (خاص) بندوں میں داخل ہو کر میری جنت میں چلا آ۔)

اور اگر یہ انصال اور شرکت نسمہ کے بعض پردوں میں مستور ہو جائے تو پھر مخاطبات، خواطر اور دواعی ملکیہ کی صورت میں ظہور پذیر ہوتا ہے، اور کبھی سِر اپنے بلند مراتب میں اور روح اپنے پست مراتب میں ہوتا ہے اور کبھی اس کے برعکس ہوتا ہے ان میں سے ہر ایک کی تفصیلات ہیں، جنھیں ان کا اہل ہی سمجھ سکتا ہے ؎

ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد

---

[1] سورہ الفجر، آیت ۲۷، ۲۸

Marfat.com

۷۲

واضح رہے کہ صوفیا نے فنا و بقا کے مسئلے میں خاصی طویل بحثیں کی ہیں، تاہم نص یا اجتہاد سے انہوں نے اس کی توضیح نہیں کی، اس بارے میں جو کچھ اس فقیر (شاہ ولی اللہ) نے سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ جوارح اور ان لطائف میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ علیحدہ حکم رکھتا ہے اور جس وقت یہ آپس میں مل جائیں تو دو حال سے خالی نہ ہوں گے، یا ان کی کیفیت یہ ہو گی کہ باہم پارے میں پانی اور چاندی یا کمان میں لکڑی اور سینگ کی طرح ایک دوسرے کے متصل اور مدغم ہوں گے، یا پھر ان میں سے ہر ایک اپنے حکم میں مستقل ہوگا، البتہ جسم کی ترکیبی ضرورت کے مطابق دوسرے کی امداد و اعانت کرے گا، حالت اول میں غلبہ، سکر، محو اور وجد پیدا ہوں گے اور دوسری صورت میں صحو، تمکین اور استقامت حاصل ہو گی اور لوگوں میں سب سے بڑا اور عظیم وہی آدمی ہے جو تمکین خالص کا مالک ہے، اور جس کا ہر لطیفہ اپنے حال میں مستقل ہے، امتزاج کی صورت میں اگر جوارح، نفس شہوانی، اور نفس سبعی کا غلبہ ہو تو ایسا شخص فاسقین اور منافقین میں شمار ہوگا، اور ان کا مختصر بیان پیچھے گزر چکا ہے اور اگر دوام عبودیت دل میں اثر کرے، اور اس صفت کی وجہ سے دل، عقل، جوارح اور نفس پر غلبہ حاصل کر لے تو غلبہ، سکر اور وجد پیدا ہوتا ہے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ صاحب دل کی عقل مغلوب ہوتی ہے، اور وہ اس ہیجان کے وقت دنیا کی کوئی بات سمجھتا ہے اور نہ آخرت کی اور نہ ہی اپنے فائدے کی کسی بات کا ادراک کر سکتا ہے، بلکہ سردی گرمی، درد والم کے احساس تک سے بے نیاز ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اکثر اہل وجد اپنے آپ کو زمین پر یا پتھر پر پٹک دیتے ہیں یا بلندی سے نیچے گرا دیتے ہیں، اور اگر عقل غالب آجائے تو استقامت اور علم میں پختگی حاصل ہوتی ہے اس لیے پہلی حالت کو فنا اور دوسری کو بقا کے نام سے موسوم کرتے ہیں، اسی طرح پہلی کو غلبہ اور سکر، اور دوسری کو تمکین اور صحو بھی کہتے ہیں، قلب، جوارح، عقل اور نفس پر روح کے غلبے کا نام محو اور ان تمام پر بہتر کے غلبے کا نام غیبت ہے، اور یہ ساری "وجود ظلمانی" کی فنا اور وجود روحانی کی بقا کی تفصیلات ہیں، اس کے بعد ایک اور فنا ہے جس کا ذکر اگلے باب میں آرہا ہے۔

Marfat.com

۷۴

خلاصہ کلام یہ کہ ان تمام لطائف کی تہذیب و تربیت کا طریقہ اجمالی طور پر یہ ہے کہ اپنے ظاہر کو دائمی عبودیت کا پابند بنائے اور باطن کو ''یادکرد'' میں مصروف رکھے، تاکہ ہر ایک اپنا حصہ حاصل کر لے، اس کی مثال یوں ہے کہ جس طرح پانی درخت کی زیرزمین جڑیں ڈالتے ہیں، لیکن درخت کی طبعی افتاد کی بنا پر ایک مقررہ نظم و ترتیب کے مطابق اس میں شاخیں اور پتے پھوٹتے ہیں اور پھل پھول نمودار ہوتے ہیں، اور تفصیلی طور پر ان لطائف کی تربیت یوں سمجھے کہ ''ذکر بالجہر'' ضربات شدیدہ کے ساتھ کرے اسی طرح ''حبسِ نفس'' اور وہ باطنی تعلیم اختیار کرے جو مشائخ نقشبندیہ کے ہاں منقول و متوارث چلی آئی ہے۔ اس کے علاوہ روح پرور اور شوق انگیز نغموں سے اپنے دل کو زندہ رکھے! اور دائمی طہارت اور تلاوت اور اوراد کی نورانیت سے اپنے آپ کو منور کرے، اسی طرح اولیائے کرام کے ارواح کی نسبت اویسیہ روح کی بالیدگی اور پرورش کا باعث ہے، اور صفات الٰہی کا مراقبہ اور اسمائے الٰہی میں تدبر و تفکر عقل کو مجلا اور مصفا کرتا ہے اور یادداشت محض جس میں حروف و آواز کا دخل نہ ہو جیسا کہ نقشبندیہ کا معمول ہے، سِر کو ہوشیار اور متنبہ کرتا ہے، اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ نفس شہوات، غلبہ یا اپنے ہم جنسوں پر تفوق ایسے مرغوبات کا تقاضا کرتا ہے، مگر یہ شخص نفس کو ان رذائل سے روکتا ہے، اور اس کی مخالفت کرتا ہے، چنانچہ ایک لمبا جھگڑا قائم ہو جاتا ہے، اور معاملہ نفس کے ساتھ جہاد، ٹکر، اور گتھم گتھا ہونے تک پہنچ جاتا ہے، اس وقت بڑی بے مزگی پیدا ہو جاتی ہے لیکن جس وقت یہ غبار بیٹھ جاتا ہے اور شورش تھم جاتی ہے تو روح سے ایک عجیب قسم کا نور نازل ہوتا ہے جو سالک کے ظاہر و باطن کو گھیر لیتا ہے، یہ وہ عجیب کیمیا ہے جس سے عوام آشنا نہیں، اور وہ نادر دولت ہے جس کی طرف اس راہ کے راہیوں کے علاوہ کسی کی راہ نہیں، شیخ ابراہیم بن ادہمؒ نے بلاشبہ اپنی اس واردات میں اسی نورانیت و حلاوت کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ ''میں نے دو دفعہ نفس کو اپنے مقصود میں کامیاب ہوتے دیکھا ہے''۔ پھر آپ نے مخالفتِ نفس کے دو قصے بیان فرمائے۔

ہمارے نزدیک چند چیزوں سے لطائف کی تہذیب و تربیت کی پہچان ہو سکتی ہے، ایک

Marfat.com

۴۷

یہ کہ وہ چیز جو ہم نے ہر لطیفے کے لیے متعین کی ہے اس میں حلاوت پانا اس سے محظوظ ہونا اور اس میں لذت پانا، دوسری یہ کہ ہر ایک کی نسبت منعقد اور ہر ایک کے مقام کے ساتھ اس کی پہچان ہو گی، صاحب یقین صاحب عقل ہے، اور صاحب وجد و شوق صاحب قلب ہے، اور جو یادداشت کی نسبت رکھتا ہے وہ صاحب سر ہے، اور جو نسبت اویسیہ یا نسبت طہارت و عبادت رکھتا ہے وہ صاحب رُوح ہے، اور تہذیب لطائف کی معرفت کے لیے تیسری بات ان حالات و واقعات کو ملحوظ رکھنا ہے جو ان لطائف کی تہذیب پر دلالت کرتے ہیں، اور واضح رہے کہ سالک پر لطائف کی تکمیل سیر کے بعد اسی لطیفے کا غلبہ ہوتا ہے جو اصل فطرت میں زیادہ قوی ہو گا، پس جس شخص کا قلب زیادہ قوت کا ہو گا وہ انتہا تک وجد شوق اور اضطراب پاتا رہے گا، اگرچہ تمام لطائف کی تہذیب کی فضیلت حاصل کر چکا ہو اور صاحب عقل ہمیشہ اعتبارات اور معنوی تجلیات سے فیضیاب ہوتا رہے گا، اگرچہ وہ بھی اپنی سیر میں تمام لطائف کا احاطہ کر چکا ہو، اسی وجہ سے اس قسم کے معارف شیخ محی الدین محمد بن عربیؒ کے کلام میں بکثرت ملتے ہیں، اور صاحب رُوح مناسبات روح سے لطف اندوز اور صاحب سر احکام سر سے لذت یاب ہوتا ہے، ارشاد خداوندی ہے: كل حزب بما لديهم فرحون۔

اس مقام پر کسی غلطی کا ارتکاب نہ کر بیٹھو! اور نہ ہی کسی کامل سے آغاز کار کی کوئی بات دیکھ کر بدگمانی میں پڑو، کیونکہ وہ تو اس لطیفے کی بھروسے رہا ہوتا ہے جو اس پر غالب ہوتا ہے۔

اس مقام پر دو اور گہرے اور باریک نکتے ہیں، ایک یہ کہ لطائف کی سیر کرنے والوں میں ایک گروہ ایسا ہوتا ہے کہ ان کے مزاج کی افتاد ہی اس طرح ہوتی ہے کہ ان کا قلب نفس شہویہ کی قید میں مقید ہوتا ہے اور اسے کبھی بھی نفس شہویہ کی قید سے کامل رہائی نصیب نہیں ہوتی، جس وقت یہ گروہ نفس کے غلیظ حجابات سے چھٹکارا حاصل کر لیتا ہے، تو لامحالہ ان لوگوں کے نفس شہوانی کے تقاضے انتہائی لطیف اور نازک ہو جاتے ہیں، چنانچہ ان لوگوں پر امارد کو دیکھنے کی خواہش کا غلبہ ہوتا ہے۔ یا مزامیر کے سماع کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور یہ لذت دل اور

Marfat.com

۷۵

عقل کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور اس بُری خصلت اور دائمی عبودیت کے درمیان عجیب وغریب نتائج ظاہر ہوتے ہیں جن کے حل کرنے میں عوام حیران و درماندہ رہ جاتے ہیں، یہی وُہ مقام ہے جس کے متعلق اسلاف میں سے کسی نے دوسرے کے متعلق کہا ہے کہ ؎

"کاش کردے و گزشتے"

اور یہ مصرعہ بھی انہی لوگوں کے حق میں کہا گیا ہے ؎

کفر گیرد کاملے ملت شود

اسی طرح باقی باتوں کو سمجھنا چاہیے، اور احکام سبعیہ جو بعض کاملین سے منقول ہیں، اور توجہ کرنے اور کسی سے بوجھ اتارنے کے سلسلے میں ظہور پذیر ہوتے ہیں، کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے دُوسرا نکتہ یہ ہے کہ ملت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مختلف ادوار میں سے پہلے دور میں لطیفہ جوارح غالب تھا، یعنی لطیفہ قلب، جوارح اور قویٰ میں مضمحل ہونے کے اعتبار سے اور ان کی تقویم کے لحاظ سے، پس ان لوگوں کی باتیں ظاہر شرع پر محمول ہیں، اگرچہ ان چیزوں کے ضمن میں خواص کو اجمالی طور پر لطائف کی سیر بھی میسّر ہوتی رہی، ان اوراق میں جو کچھ تحریر کیا گیا ہے یہ سید الطائفہؒ کے علوم کے اصول وکلیات کا خلاصہ ہے۔ اللہ ہی حقیقت حال زیادہ بہتر جانتا ہے اور وہی آخری پناہ گاہ اور انجام کار کا مالک ہے۔

Marfat.com

فصل ۶

لطائف خفیہ کی تہذیب کا بیان

اسے علوم حقائق اور اشارات سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے

لطائف خفیہ کے مباحث میں غور و فکر سے پہلے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ حقائق اور ان لطائف کے احکام سے ذہن مالوف ہیں اور نہ کان ان سے مانوس ہیں، اس لیے ان سے صرف دو قسم کے لوگ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں، پہلے وہ جوان کے کمال کے قریب پہنچے ہوتے ہیں اور ان کی تہذیب کی صلاحیت رکھتے ہوں، ایسے لوگ اگر یہ بحث سنیں تو یہ اسے صحیح اور مستقیم صورت میں تصور کریں گے۔ اور یہ تصور ان کی فتح و کامرانی کا سبب بنے گا اور دوسرے وہ جوان لطائف خفیہ کی اجمالی معرفت رکھتے ہوں، لیکن تفصیلی معرفت کے لیے ان کے حوصلے میں گنجائش نہیں ہوتی، ایسے لوگ اگر یہ مباحث پڑھیں تو ان کی اجمالی معرفت تفصیلی بن جائے گی، اور عمل و ریاضت سے حاصل کردہ چیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہبی چیز کے ساتھ مل کر متحد ہو جاتی ہے، جو شخص ان مباحث کی باریکیاں سن کر سمجھ لے تو درست ورنہ اسے اس کے قائل پر چھوڑ دے اللہ اس پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے تاکہ جس روز ہر شخص اپنے پروردگار کے سامنے اپنے اسرار و بھید پیش کرے گا، تو وہ بھی ان علوم کو پیش کرے اور ہر شخص پر واضح ہو جائے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا تھا،

الغرض جس وقت سالک مذکورہ لطائف پنجگانہ سے فارغ ہو جاتا ہے تو اس کا سابقہ روح علوی سے پڑتا ہے اور یہ روح علوی دو چیزوں سے مرکب ہے، ایک نفس ناطقہ جو نفس کلیہ کے بحر کا ایک بلبلہ، یا نفس کلیہ کی شمع کا عکس یا فرد کلی، یا کسی نہ کسی طور پر حقیقت کا حصہ ہے، یہ

Marfat.com

٭٭

ساری مثالیں اس پر منطبق ہو سکتی ہیں اور نفوس معدنیہ، نفوسِ نباتیہ، نفوسِ فلکیہ، اور نفوسِ شیطانیہ میں سے ہر نفس اس نفس کلیہ کا ایک بلبلہ یا عکس ہے، البتہ ہر نفس کا حکم علیحدہ ہے، اور نفوس کا آخری دورہ نفوس کاملہ ہیں، جس طرح نفوس فلکیہ نفوس کا پہلا دورہ ہیں، پس جس طرح نفوس فلکیہ نفسِ کلیہ سے قریب تر ہیں، اسی طرح نفوس کاملہ بھی کسی نہ کسی وجہ سے نفس کلیہ سے قریب تر ہیں تاہم ایک قرب سے دوسرے قرب تک فاصلہ ہوگا، اگر اس مسئلے کو اچھی طرح سمجھنا چاہتے ہو تو جان لو کہ ہر نفس کا ایک خاص مادہ ہوتا ہے، اور نفس کلیہ اس مادے کی استعداد کے مطابق ظاہر ہوتا ہے، اور اسی مادہ کے لیے ایک خاص علامتی لباس پہن لیتا ہے، جس وقت مادہ ایک دفعہ نفس کلیہ کے فیض کی تہذیب سے بہرہ ور ہو جاتا ہے تو وہ نفس کے قابل ہو جاتا ہے، جب دوسری بار فیض سے مہذب ہوتا ہے تو لازماً ایسے نفس کے قابل ہو جاتا ہے جو پہلے سے زیادہ لطیف، مصفا اور عقلمند ہوتا ہے، پھر جس وقت یہ عناصر آپس میں مل کر متحد ہو گئے اور زمین و آسمان کی درمیانی کائنات ظہور پذیر ہوئی تو بحرِ نفس موجزن ہوا، اور زمین و آسمان کی درمیانی کائنات کے سب سے بلند حصے میں ایک خاص لباس میں جلوہ گر ہوا، اور اس ظہور کا اعتماد کائنات جویہ کے مزاج پر تھا پھر تازہ فیض ظاہر ہوا اور اس کا نتیجہ یہ تھا کہ اجزائے عناصر خواص عنصریہ سے الگ ہو جائیں، اور وہ خواص اس صورت خاصہ میں مستور ہو جائیں اور تمام چھوٹے اجزاء ایک فیض میں اکٹھے اور ایک حکم میں منسلک ہو جائیں۔

چنانچہ اس تازہ فیض کا نام نفسِ معدنی تجویز کیا گیا، اور جب نفوس معدنیہ نے دنیا میں پوری طرح ظہور کیا، اور بہت سے مخلوط عناصر اس نور کے ساتھ منور ہو گئے اور نفس کلیہ دوبارہ جوش میں آیا، تو معدنیات میں سے افضل اور اقرب نے مجردات کے ساتھ ایک خاص شکل میں متشکل ہو کر ظہور کیا، اور اس ظہور کا اعتماد اس صورت معدنیہ پر تھا، اور اس تازہ فیض کا منشا عناصر کو معدنی جسم میں جذب کرنا اور اسے اس کے حسبِ حال لباس پہنانا ہے، اور اسی طرح

Marfat.com

۷۸

نشوونما اور غذا کے بارے میں تصرف کرنا ہے جو مصلحت کلیہ کے قاعدے کی تقسیم کے مطابق اس کے لیے مقرر ہوا ہے، اور جب نفوس نباتیہ زیادہ ہو گئے اور مخلوط عناصر بھی نور سے منور ہو گئے تو نفس کلیہ پھر ایک دفعہ جوش میں آیا، اور ایک خاص صورت میں ملبوس ہو کر نباتات کے بہتر حصے میں ظہور پذیر ہوا، اس کے اس جگہ آنے اور خاص صورت اختیار کرنے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس میں بالارادہ حس و حرکت نمودار ہوتی ہے، پھر یہ فیض بھی جس وقت خالص مادہ میں داخل ہوا، اور دنیا کو اس تدبیر سے آراستہ کیا تو نفس کلیہ نے پھر ایک دفعہ جوش مارا اور ایک اور لباس میں نمودار ہو کر حیوانات کے بہترین حصے میں جلوہ گر ہوا، اس تجلی کا اثر عقل، قلب، نفس اور ان کے مخصوص صفات کا ظہور ہے۔ جیسا کہ پہلے ایک باب میں اس کے متعلق ہم بیان کر چکے ہیں، جس وقت یہ فیض بھی جہان پر اپنی نور باری کر چکا تو نفس کلیہ پھر ایک دفعہ موجزن ہوا، اور ایک خاص لباس پہن کر انسانیت کی اعلیٰ شکل میں جلوہ گر ہوا، اور اس جلوہ گری کا اثر مدبر مافی الکون یعنی نفس کلیہ کے تقاضوں کا اس خاص انا میں ظہور ہے اور اس صورت اور حجاب میں علوم و مقامات کا فیضان ہے، درحقیقت ان ماہیات کی فصول وہی فیض جدید ہے جو نفس کلیہ سے نازل ہوتا ہے اور ان کی جنس وہی مادہ ہے جو تدبیر اول سے فیض یافتہ ہے مگر چونکہ اہل عرف اس فصل و جنس کی تفصیلات کے بیان سے عاجز ہو گئے تھے اس لیے وہ نیچے اتر آئے اور بعض ایسے عوارضات کو جو جنس و فصل کے مقام پر رکھ دیا، اور اسی کی بات کرنے لگے اور ہمارے نزدیک انسان کی مختلف اقسام میں انسان کامل ایک علیحدہ قسم ہے، جس طرح انسان اپنے ابنائے جنس میں علیحدہ نوع ہے اور جس طرح انسان نے کلی ہونے کے اعتبار سے حیوان پر تفوق حاصل کیا ہے اسی طرح انسان کامل نے ان لطائف پنجگانہ کی وجہ سے اپنے غیر پر ترجیح حاصل کی ہے، اور یہ انانیت خاص میں نفس کلیہ کے ظہور کی وجہ سے ہے، اور انانیت خاص نے نفس کلیہ کو اپنا حصہ بنا لیا ہے" اور اس طرح کی اور بھی انسان کامل کی کئی دوسری خصوصیات ہیں جن کی تفصیل طوالت کی

Marfat.com

۷۹

متقاضی ہے۔

حاصل یہ کہ نفوس جزئیہ میں سے انسان کامل نفس کلیہ سے قریب تر ہے اور اس قرب و بُعد میں اختلاف کی بنیاد وہ فیض جدید ہے جو متجلی لہٗ کے حال کے مطابق ہے اور دُوسرا جزو روح سماوی ہے، اور وہ بھی نفس کلیہ کے بحر کا ایک بلبلہ ہے، مگر یہ نفس کلیہ کی موجزنی اور اس کے ایک عالم پیدا کرنے کے بعد ہے؛ اور یہ نشاۃ نفوس فلکیہ ہی کی شاخ ہے ما جسے عالم مثال کے ساتھ موسوم کرتے ہیں، حباب نے پہلے انسانِ کلی کی صورت میں ظہور کیا، اور عرصۂ دراز کے بعد یہ ایک صورت پھٹ کر کئی صورتوں میں پھیل گئی اور صورت انسان کے بارے میں تحقیقی بات یہ ہے کہ وُہ اپنی حد ذات میں کلی نہیں ہے بلکہ وُہ عالم مثال کے ہیولیٰ میں ایک مشخص فرد ہے لیکن اسے اس طرح بنایا گیا ہے کہ جس انسان کے ساتھ اسے کھڑا کریں، وُہ اس سے مختلف نہیں، اسی لیے ہم اسے انسانِ کلی کہتے ہیں، اور یہ متعدد صورتیں اپنی خاصیت نوعیہ کے ساتھ اس تجلی اعظم کی طرف منجذب ہیں، جو نفس کلیہ کے قلب میں قائم ہے، اور اس انجذاب کا سبب یہ ہے کہ تمام پیدا ہونے والے نفوس میں نفسِ بشریہ نفس کلیہ سے زیادہ قریب ہیں، الغرض اس روح علوی میں دو جزو موجود ہیں؛ اور یہ دونوں جزو آپس میں اس طرح متحد اور مختلط ہیں کہ ایک مادہ کا قائم مقام ہے اور دوسرا صورت نفسِ ناطقہ کا جو ایک ایسا حباب ہے جو نفوسِ ارضیہ کی سطح سے ظاہر ہوا ہے، یہ بمنزلہ مادہ کے ہے، اور روح سماوی بھی ایک حباب ہے جو عالم مثال کی سطح سے ظاہر ہوا ہے اور یہ بمنزلہ صورت کے ہے۔

جس طرح ایک مصور پہلے اپنے دماغ میں تصویر کا نقشہ بناتا ہے، اور یہ صورت یا نقشہ ایک موجود حقیقی کو وجودِ مطلق کے ساتھ موجود ہوتا ہے ظاہر کرنے اور کھولنے کا سبب بنتا ہے، یہ موجود حقیقی وجود ذہنی اور وجود خارجی کے ساتھ موجود نہیں ہوتا بلکہ ایسے وجود کے ساتھ جس کا منشا انتزاع مصلحتِ کلیہ کی تقسیم میں سے ایک حصے کا خروج ہے، اور وُہ

Marfat.com

۸۰

نفس کلیہ کی ذات سے قائم ہے، چنانچہ وہ مصوّر موم کو مختلف صورتوں میں بدلتے بدلتے اپنی ذہنی تصویر اور نقشے کے مطابق بنا لیتا ہے، اسی طرح حکیم مطلق نے نفوس کو ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل کیا، یہاں تک کہ وہ نفس ناطقہ نکل آیا جو اس صورت مثالیہ کے عین مطابق تھا جو نفسِ ناطقہ کے وجود سے سالہا سال پہلے ظاہر ہو چکی تھی، سنتِ الٰہی یہی ہے کہ ہمیشہ صورت ظاہر اور ہیولیٰ مستور رہے ہے

عشقِ معشوقاں نہاں است و ستیر
عشقِ عاشق با دو صد طبل و نفیر

(عشق محبوباں ہمیشہ مخفی و مستور ہوتا ہے لیکن عاشق کے عشق کے تو ہر جگہ نقارے ہوتے ہیں)

اسی لیے عارف کی سب سے پہلی سیر تجلی اعظم کی طرف اور اس کی آخری سیر انانیتِ مطلقہ کی طرف ہوتی ہے، اور اس رُوح علوی کے قلب میں ایک نقطہ شعشانیہ رکھا ہوا ہے جو روح علوی کا رُوح ہے، اور یہ روح علوی اس کا جسم ہے اس نقطہ کو حجر بحت کہتے ہیں۔

اور اس کی تفصیلات کی گنجائش اس رسالے میں نہیں ہے، البتہ اتنی بات کرتے ہیں کہ اس میں ذات بحت نے اپنا نمونہ رکھا ہے، یا یوں کہیں کہ ذاتِ بحت کا خاصہ ہے کہ ایک مرتبہ وہ اپنی خالص مجویت کے ساتھ ہوتی ہے، اور پھر دُوسرے مراتب میں اپنی بحتیت کے باوجود تنزل فرماتی ہے، اور اس کی یہ بحتیت عین تنزل میں بھی قائم رہتی ہے، بخلاف دوسری تمام چیزوں کے کہ ان میں بحتیت تنزل کے منافی ہے، یا یُوں کہیں کہ جب عارف کی نگاہ خود اپنے آپ پر پڑتی ہے اور وہ اپنے اصل اصول پر غور کرتا ہے، تو اس کا منتہائے نظر نقطہ شعشانیہ ذاتیہ ہوتا ہے اور وُہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ نقطہ میری روح کے درمیان واقع ہے حالانکہ حقیقت میں وہ نقطہ اپنے مقام عزت و عظمت اور محل بساطت میں ہوتا ہے، اس مشتِ خاک

Marfat.com

۸۱

کی حیثیت ہی کیا ہے کہ اس نادرالوجود کو اپنا مہمان بنا سکے، لیکن حقیقۃ الحقائق میں اپنی نظر کے نفوذ کی بنا پر وہ یہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ یہ نقطہ اس کے روح کے قلب میں موجود ہے: یہاں تین احتمال ہیں، پہلا بہت زیادہ مرتب ہوتا ہے اور اس کا قائل وہ شخص ہوتا ہے جس کا تجربہ اس کے روح علوی کے پردوں میں لپٹا ہوا ہوتا ہے اور اپنی اصل ساخت میں رُوح کے ساتھ اس طرح یکجان ہوتا ہے جیسے پارے میں چاندی اور پانی یک جزو ہوتے ہیں، یہ شخص جس وقت اپنے وجدان کی طرف رجوع کرتا ہے، تو اسم ذات کو جو نمونہ ذات اور ہویت اولی کی میراث ہے تنزلات لاحقہ اور ایسے دوسرے مراتب میں زیادہ لائق پاتا ہے، دوسرا احتمال سُکر سے زیادہ قریب ہے، اور اس کا قائل وہ شخص ہوگا جس کا تجربہ اصل فطرت میں اس کے پردۂ روح سے جدا واقع ہے، اور اس کے تمام لطائف تجربہ میں فنا ہو گئے ہوں، اور تیسرا احتمال صحوِ خالص، تمکینِ تام، اور بقائے مطلق سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے، اور اس کا قائل وہ شخص ہے کہ جس کا کوئی لطیفہ کسی دُوسرے لطیفہ پر غالب نہ ہو، اور زبانِ حال سے اس کی دُعا یہ ہو: ۔

ارنا حقائق الاشیاء کما ھی۔

(اے اللہ ہمیں چیزوں کی حقیقتیں اس طرح سمجھا جیسا کہ واقع میں ہیں)

الغرض تعبیرات کا اختلاف استعداد کے اختلاف سے پیدا ہوتا ہے، صوفیائے کرام کے اختلاف کے سلسلے میں یہی نکتہ ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے اللہ ہی حقیقتِ حال زیادہ بہتر جانتا ہے۔

اسی بناء پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب یہ تین اجزا دیکھے اور ان میں سے ہر ایک کی حقیقت، بلند مقام اور رفیع مرتبے سے آگاہی حاصل کی تو انجیل کے معارف نے اقانیم ثلثہ کا اثبات کر ڈالا، ایک کا نام اَب رکھا وہ نقطۂ ذات ہے، دوسرے کو ابن سے موسوم کیا اور یہ نفسِ کلیہ ہے، اور تیسرے کو رُوح القدس کہا، اور وہ تجلی اعظم ہے جو حظیرۃ القدس کے قلب میں قائم ہے، اس مقام پر انتہائی باریکی اور گہرائی کی وجہ سے نصاریٰ نے

Marfat.com

۸۲

بہت ہاتھ پاؤں مارے لیکن ضلالت اور گمراہی کے سوا انھیں کچھ ہاتھ نہیں آیا، وہ گدھے کی طرح دلدل میں پھنس گئے، قرآن مجید نے وضاحت کے ساتھ ان کی اس گمراہی کا رد کیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبدیت کے مفہوم کو مدلل طور پر ثابت کیا ہے، سبحان اللہ! مردانِ طریقت زبانِ حق سے کیسے کیسے باریک نکتے سنتے ہیں، اور ہر ایک نکتے کو اپنے مقام ومحل میں رکھتے ہیں، لیکن یہ کس قدر احمق اور بے عقل فرقہ ہے کہ حضرت روح اللہ سے صادر شدہ ایک ہی باریک نکتے میں سرگرداں ہو کر رہ گیا ہے، ہر طرف ہاتھ پاؤں مار رہا ہے لیکن اسے کسی طرف بھی راستہ نہیں ملتا ہے

شربت الحب کاسًا بعد کاس:

فما نفد الشراب وما رویت

(میں نے شرابِ محبت کے جام پر جام لنڈھائے لیکن شراب ختم ہوئی اور نہ ہی میری پیاس بجھی)

یہ بحث بہت طویل اور ہمارے موضوع سے غیر متعلق ہے۔

جب یہ تین اصول واضح ہو گئے تو جاننا چاہیے کہ لطائف خفیہ جو خفی، نور القدس، اخفیٰ اور انا سے عبارت ہیں کے احکام انہی تین اصولوں سے نکلتے ہیں، عارف جب اپنی سیر میں ولایت صغریٰ جس کی تشریح حضرت جنید کے مسلک میں گزر چکی ہے سے بلند ہو جاتا ہے، تو یہ کیفیت دو حال سے خالی نہیں ہوتی، یا تو روح سماوی کا حکم غالب آتا ہے، اور وہ تجلی اعظم کی طرف منجذب ہوتا ہے اور اسے تجلی اعظم کے ساتھ عجیب قسم کا اتصال حاصل ہوتا ہے؛ اور عین اس اتصال میں تجرد بحت تجلی اعظم کے ساتھ مل جاتا ہے اور وہاں سے ذات بحت کی طرف ایک بے کیف صعود حاصل ہوتا ہے اور اسے ذات بحت سے وہ کچھ ملتا ہے، جسے تنگنائے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا، اگر اسے مشاہدہ کہیں تو یہ بھی درست نہیں، اگر اسے وصول کا نام دیں تو یہ بھی غلط، کیونکہ اسے قبلیۂ وصول سے نہیں کہا جا سکتا، بس ایک ایسا

Marfat.com

۸۳

خوابِ فراموش ہے جس کے بارے میں وہ اتنا تو جانتا ہے کہ کچھ ہے، لیکن وہ کیا ہے ؟ کیسا ہے ؟ اس کی تشریح نہیں کر سکتا، اس راہ کو وراثتِ نبوت سے تعبیر کرتے ہیں یا نفسِ ناطقہ کا حکم غالب ہو گا، اور یہ بلبلہ دریائے کلیہ کی سطح میں بیٹھ جائے گا اس بلبلے کے بیٹھ جانے کی نشانی یہ ہے کہ اس نفس کے فوارے میں حکمِ کلی آ جاتا ہے، اور یہ خاصیت عام ہو جائے گی کبھی یہ عموم فقط علم ہی میں ہو گا ایسے میں اس کی نظر اس حقیقتِ مطلقہ تک جا پہنچے گی جس میں تمام متعینات کا تعین ہے، اور کبھی بعض دواعی کلیہ کا انتقال بھی ہو گا، پس ان دو مقامات میں سے ایک نہ ایک مقام پیش آتا ہے، یا تو سالک اپنے آپ کو اپنے اور اپنے مشمول کے درمیان تعددِ اول اور حقیقتِ مطلقہ کو قصدِ ثانی میں دیکھتا ہے، یا حقیقتِ مطلقہ کو قصدِ اول میں ادراک کر کے اپنے سمیت سارے عالم کو اس سے ایسے قائم دیکھے جیسے جوہر کے ساتھ عرض قائم ہوتا ہے، یا ان اعتبارات کی طرح جو موجود فی الخارج سے پیدا ہوتے ہیں، یا ان صورتوں کی طرح جو ظاہر و مخفی ہونے کی صورت میں مادہ کو عارض ہوتی ہیں، دوسرے اس حجاب سے اس کی نگاہیں بالکل پھر جاتی ہیں، اور حقیقتِ مطلقہ کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا، اس مقام پر بھی دو احتمال ہیں، یا انانیت مطلقہ انانیت خاص کے قائم مقام ہو جائے گی، اور سالک انانیتِ خاص کو ہی انانیت مطلقہ سمجھ رہا ہو گا، یا وہ انانیت خاص کو سرے سے بھلا بیٹھے گا۔ اور نفیاً و اثباتاً اس سے کوئی تعرض ہی نہیں کرے گا، انانیتِ مطلقہ کو انانیت خاصہ کے مقام میں رکھے گا اور نہ علیحدہ طور پر اسے یاد کرے گا، اہلِ سلوک کی اصطلاح میں اسے تجلی ذات کہتے ہیں، اس حالت میں عارف کی بصیرت کا منتہا، اور اس کا مطمحِ نظر نفس کلیہ ہوتا ہے، اور اسی مقام سے ذاتِ بحت کی طرف صعود کرتا ہے، اور اسے وہ کچھ نصیب ہوتا ہے کہ وہ اس کی تعبیر و توضیح سے عاجز اور درماندہ رہ جاتا ہے، اسے سمجھ نہیں آتا کہ وہ اس خوابِ فراموش کو کن الفاظ کا جامہ پہنائے، اور اس ذاتِ وراء الوراء کا تصور کس طرح کرے، اس راہ کو ولایتِ کبریٰ کہتے ہیں۔

Marfat.com

۸۴

جو بھی صورت ہو وراثتِ نبوت ہو یا ولایتِ کبریٰ، روح علوی حجر بحت پر اس طرح لپٹا ہوا ہوتا ہے جیسے کسی قیمتی ہیرے پر روئی لپٹی ہوئی ہوتی ہے، ظاہر ہے کہ جب تک یہ پردہ نہ ہٹایا جائے ہیرے کی صفائی اور لطافت کا پتہ نہیں چل سکتا، روح علوی کا حکم غالب ہوتا ہے روح سماوی کا حکم ہو خواہ نفس ناطقہ کا چاہے ان دونوں کا ہو، اور حجر بحت کا حکم مغلوب، زیر اور اس کے پردہ میں مستور ہوگا، اسی لیے ذات بحت کے ادراک میں حیرت کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہیں آتا، اور اس ادراک کو خوابِ فراموش کے علاوہ اور کوئی نام نہیں دیا جا سکتا، اس مقام پر جس راستے سے بھی پہنچا ہو اس راستے سے گیا ہو خواہ اس راستے سے خواہ دونوں راستوں سے بہر طور وہ مقام و منزل اور رتبے کے لحاظ سے اکمل و اعظم ہے'
بسا اوقات حجر بحت استقلال پیدا کر لیتا ہے، اپنے اندر پھرتا اور اپنے آپ پر جوش میں آتا ہے چنانچہ کسی نہ کسی طرح وہ اپنے پردے کو پھاڑ ڈالتا ہے، اور اس کی صفائی و لطافت ظاہر ہو جاتی ہے، اور کسی نہ کسی وجہ سے یہ سارے لطائف فنا ہو جاتے ہیں، اور صرف حجر بحت باقی رہ جاتا ہے' ایسے شخص کے ساتھ دو اطراف سے گفتگو کی جاتی ہے، ایک تجلی اعظم کی طرف سے اور دوسرے نفس کلیہ کی جانب سے یہ ہر ایک کو الگ الگ پہچانتا ہے، اور یہ دونوں جہات اس سے اوپر ہوتی ہیں، گویا اس پر اوپر سے بات نازل ہوتی ہے، اور الہام پہنچتا ہے، گزشتہ گفتگو سے تم نے یہ بات سمجھ لی ہوگی کہ ان اعتبارات کے تغایر کی طرح حقیقت انسان میں تعدد پیدا ہو جاتا ہے، اور لطائف پھوٹتے ہیں، اور ہر لطیفہ کا نام جدا رکھا جاتا ہے۔

جزو سماوی کے غلبے اور اس حکم میں حجر بحت کے حکم کے اضمحلال کے اعتبار سے روح علوی کا ایک نام مناسب ہے اور وہ نام "نور القدس" ہے، اسی طرح نفس ناطقہ کے غلبے اور اس کے حکم میں حجر بحت کے حکم کے مضمحل ہونے کے اعتبار سے روح علوی کا ایک علیحدہ نام چاہیے اور وہ "لطیفہ خفیہ" ہے، پھر حجر بحت کے ظہور، ان دونوں روحوں پر اس کے غلبے اور ان پر اس کے

Marfat.com

۸۰۵

حکم کے نافذ ہونے کے اعتبار سے ایک اور نام ہونا چاہیے اور وہ "اخفیٰ" ہے، یہ اخص خواص سالکین کے سیر کی آخری انتہائی منزل ہے، زیادہ اللہ بہتر جانتا ہے۔

بعض افراد پر ایک اور حالت طاری ہوتی ہے جس کے ادراک سے عقل قاصر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عقل کی ایک خاص حد ہے، وہ اپنی حد میں بھاگ دوڑ کرتی اور ہاتھ پاؤں مارتی ہے اپنی اس حد سے ورے عقل کا گزر ہے اور نہ اس مقام کے احوال سے اسے کوئی آگاہی حاصل ہے، یوں بھی نہیں کہ پہلے عقل احاطہ کرلیتی ہو اور پھر اس کی تکذیب کرتی ہو حاشا للہ جب رفتہ رفتہ بات باریک نکتوں اور گہرے حقائق تک جا پہنچی ہے، تو مناسب ہے کہ کنایات واشارات ہی میں بات کی جائے، جیسا کہ مشہور مثل ہے کہ "جب پانی سر سے گزر گیا تو کیا ایک نیزہ کیا دس نیزے" یعنی پیمائش کا کیا فائدہ؟ جس وقت عارف کا کمال تجربت سے بلند ہوجاتا ہے، نفس کلیہ اس کا جسم اور ذات بحت اس کے رُوح کے بمنزلہ ہوجاتی ہے تو وہ تمام عالم کو تبعًا علم حضوری کے ساتھ اپنے اندر دیکھتا ہے، اور علم حضوری اصولی طور پر ذاتِ بحت سے متعلق ہوتا ہے، اور سالک اس انانیتِ خالص کو دوسری انانیات کی طرح جُدا سمجھتا ہے، یا یہ صورت ہوتی ہے، کہ وہ اس انانیتِ خاصہ سے ایک بسیط ذہول اختیار کرلیتا ہے، اس پر اُوپر سے کوئی معرفت یا الہام مترشح نہیں ہوتا، بلکہ جوششِ قضا و قدر اور علوم والہامات سب اپنے سے اپنے اندر ملاحظہ کرتا ہے جیسے ایک حدیثِ نفس دوسری حدیثِ نفس کو اپنی طرف کھینچتی ہے، اور جس طرح ایک تخیل سے قبض اور دوسرے سے نشاط و سرور کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اس حالت کو تجلیِ ذات کہتے ہیں، اور اس کے حقوق کی ادائیگی اس جہان میں تو کیا آخرت میں بھی نہیں ہوسکتی، اسی لیے صوفیا نے کہا ہے ؎

توحیده ایاه توحید

وتوحید من وحده لاحد

اس حالت سے ایک اور رنگ نمودار ہوتا ہے، اور ایک چیز تھوڑے تھوڑے سے وقفے سے پس پردہ سے

Marfat.com

٨٦

جلوہ نمائی کرتی ہے، اور انشاء اللہ عنصری حجابات اُٹھنے کے بعد یہ زیادہ واضح ہو جائے گا ؎

حجاب چہرہ جاں می شود غبار تنم
خوشا آں زماں کہ ازیں چہرہ پردہ برفگنم

(میرا خاکی جسم میری جان کے چہرے کا نقاب اور پردہ ہے وہ کیا ہی قیمتی لمحہ ہوگا جب اس چہرے سے یہ پردہ اتار پھینکوں گا)

عجیب کیفیت ہے ہم جانتے ہیں کہ اس مقام کے حقوق کی ادائیگی ہماری طاقت سے باہر ہے نیز یہ بھی جانتے ہیں کہ ہم نے اس کا احاطہ کر لیا ہے اور اس مقام کی بلندی تک پہنچ گئے ہیں، تاہم وہ کیا ہے عقل اس کی تعبیر سے قاصر اور زبانیں اس کے بیان سے گنگ ہیں، حجر بحت کے جوش و خروش کے سلسلے میں جو کچھ کہا گیا ہے یہ اس سے دوسری بات ہے وہ سب ظل اور عکس تھا اور یہ اس کی اصل ہے وہ صرف گفتار تھی اور یہ کردار ہے وہ سب خبر و حکایت تھی اور یہ حقیقت واقعہ ہے۔

وجود روحانی کی فنا اور لاہوت کی بقا سے مراد مخلوق کی ہستی پر غلبہ حق ہے، اور معنوی طور پر اس کا مقصد یہ ہے کہ لطیفہ خفیہ تمام لطائف پر غالب ہو جائے، یا لطیفہ نور القدس اور لطیفہ حجر بحت میں سے کوئی ایک لطیفہ غالب ہو جائے یا ان لطائف خفیہ کے ضمن میں انانیت کبریٰ کے ساتھ تمام لطائف کا خاص ارتباط پیدا کیا جائے، اور یہ غلبہ دو قسم ہے: ایک غلبۂ آثار، دوسرا غلبۂ ذات، غلبۂ آثار یہ ہے کہ انانیتِ مطلقہ کا رنگ انانیت خاصہ پر مترشح ہو اور کونِ مطلق کی نزاوت ان لطائف کے مسامات کی راہ سے کونِ خاص میں سرایت کر جائے، اور تشبیہ اور محاکات کے وجود میں سے کسی وجہ سے عالم اطلاق کے احکام عالم تعین میں اتر جائیں، اور جس طرح سودا کو زمین کے ساتھ صفرا کو آگ کے ساتھ اور بلغم کو پانی کے ساتھ نسبت دی جاتی ہے اور جیسے حقیقت انسان میں بہت سے لطائف ہیں جنھیں محاکات کی کسی نہ کسی وجہ سے شیاطین، ملائکہ، نر جانوروں اور اجسام نامیہ سے نسبت دی جاتی ہے، اسی طرح

Marfat.com

۸۷

بعض علوم اور حالات انانیت خاصہ میں پائے جاتے ہیں اور محاکات کی کسی نہ کسی وجہ سے وہ انانیت مطلقہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں، اور وہ اسی مقام کی میراث اور اسی مقام سے متعلق ہوتے ہیں، اس کے علاوہ دوسری مناسب تعبیرات کو بھی اسی معنی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے اور ان احکام میں اصل بات یہ ہے کہ عالم کو حق میں یا حق کو عالم میں دیکھے یا مشاہدۂ حق میں محو ہو کر عالم سے نظریں پھیر لے اور ذہول اختیار کر لے، یا اس پر کسی نہ کسی حیثیت میں نظام کلی منکشف ہو جائے اور جب تک دونوں حکم باہم مل نہ جائیں پہلی دونوں صورتیں ثابت نہیں ہو سکتیں، کیونکہ اگر صرف کونِ مطلق کا حکم ہوتا تو عالم کی خصوصیات ظاہر نہ ہوتیں اور اگر کونِ خاص کا حکم ہوتا تو حقیقت مطلقہ جلوہ نمائی نہ کرتی، یہ آپس میں مل کر ایک عجیب قسم کی کیفیت پیدا کرتے ہیں، صوفیاء کے اکثر جوش اور حلول و اتحاد سے متعلق ان کی شطحیات اسی امتزاج کی وجہ سے ہوتی ہیں، سالک جب حق کو حق میں دیکھ لیتا ہے تو اسے ان خیالات سے کیا سروکار باقی رہ جاتا ہے۔

اور اس سے زیادہ اہم بات تو تجلیِ اعظم یا نفس کلیہ کی اصل سے داعیۂ الٰہیہ کا منتقل ہونا ہے یا اس مقام سے کہ جس میں تجلی اور نفس کلیہ کے لیے تعدد کی گنجائش نہیں ہوتی، اس مقام پر تو سب وحدت ہی وحدت اور بساطت ہی بساطت ہے پس یہ داعیہ الٰہیہ ان بلند مقامات میں سے کسی ایک مقام سے نیچے اتر کر انانیتِ خاص کے ساتھ چمٹ جاتا ہے اور اس حجاب کے جوہر کے ساتھ مل جاتا ہے اور یہ شخص مصلحتِ کلیہ اور تدبیر اکبر کے سامنے ایک آلہ کی طرح بن جاتا ہے اور عقل، قلب اور نفس میں ایک ایسی حالت پیدا ہو جاتی ہے، جو اصل میں تو حالات نفسانیہ کے قبیل سے ہوتی ہے مگر ملاء اعلیٰ کے حالات سے بہت زیادہ مشابہت رکھتی ہے، اور تدبیر کلی کے مقتضی کے مطابق نفوس بنی آدم کو اس کی طرف متوجہ کرتے ہیں اور لوگوں میں اس نفس کی طرف سے وہ رنگ پہنچاتے ہیں جو تجلیِ اعظم کے مطابق ہے جو شخص اکبر کے قلب میں واقع ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے، کل یوم ھو فی شان، اس شخص کو کامل کہتے ہیں، اور جس رنگ کا فیضان ہوتا ہے وہ ملت کا رنگ ہوتا ہے یا کسی جدید علم کا، یا طریقہ ہائے سلوک میں سے کسی طریقے کا،

Marfat.com

۸۹

اس کی مثال اس آفتاب کی ہے جو مختلف اشکال، مقدار اور رنگوں کے آئینوں پر چمک رہا ہو، اور وہ سارے آئینے ایک عجیب چمک اور نور پھیلا رہے ہوں، یا اس کی مثال اس چمکدار یاقوت کی سی ہے جسے بلوری جسم کے درمیان جڑ دیں، اور اس یاقوت کے رنگ کا عکس سارے بلوری جسم میں آجاتے، اور اگر حقیقتِ حال کی تحقیق کرو تو معلوم ہوگا کہ غلبۂ آثار اور غلبۂ ذات بنیادی طور پر ایک ہی چیز ہے، فرق صرف قلت اور کثرتِ غلبہ کا ہے، قلت کے وقت امتزاج کے بغیر اس کے اور عالم کے احکام کو نہیں جان سکتا، اور غلبہ کے وقت بغیر امتزاج کے اس کے احکام کا ظہور ہوتا ہے، اللہ ہی حقیقتِ حال زیادہ بہتر جانتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اس سے زیادہ بیان کا کوئی فائدہ نہیں، اس سلسلے میں پہلی اور آخری بات یہی ہے کہ ہم سرے سے اس بھنور سے کنارہ کشی اختیار کریں، اور لطائف کی ضروری بحثوں میں توجہ کریں۔

؎ قلم بوقلموں در کف اندیشہ گداخت
رنگ آخر شد و نیرنگ تو تصویر نہ شد

(میرا بوقلموں قلم اندیشے کی ہتھیلی میں گل گیا، رنگ ختم ہو گیا لیکن تیری نیرنگی تصویر نہ بنی)

واضح رہے کہ جس طرح جوارح کے اعمال ظاہر، روشن اور محسوس ہوتے ہیں، اور نفس، قلب، روح اور سر کے احوال مخفی اور پوشیدہ ہوتے ہیں، ایک کا تعلق عالم شہادت سے ہے اور دوسرے کا عالم غیب سے، اسی طرح جو کچھ ان لطائف پر گزرتا ہے وہ بھی ظاہر اور روشن ہوتا ہے، اور جو کچھ ان لطائف خفیہ پر واقع ہوتا ہے، وہ مخفی اور مستور ہوتا ہے، عقل و وجدان سے اسے محسوس نہیں کیا جا سکتا، ان کا حاسہ الگ ہے جو انتہائی لطیف اور نازک ہے، اور اسے صوفیاء کی اصطلاح میں "ذوق" کہتے ہیں اس مقام پر بہت سے لوگ غلطی کر جاتے ہیں، جو چیز عقل و وجدان کی مالوف ہے، اگر وہ ایسے حاسے سے دریافت ہو جو اس سے کہیں زیادہ باریک ہے تو وہ اس کے ادراک کی لذت محسوس نہیں کرتے اور یوں بھی ہو سکتا ہے کہ اس کا

Marfat.com

۸۹

اس کی مثال اس آفتاب کی ہے جو مختلف اشکال، مقدار اور رنگوں کے آئینوں پر چمک رہا ہو، اور وہ سارے آئینے ایک عجیب چمک اور نور پھیلا رہے ہوں، یا اس کی مثال اس چمکدار یاقوت کی سی ہے جسے بلوری جسم کے درمیان جڑ دیں، اور اس یاقوت کے رنگ کا عکس سارے بلوری جسم میں آجاتے، اور اگر حقیقتِ حال کی تحقیق کرو تو معلوم ہو گا کہ غلبۂ آثار اور غلبۂ ذات بنیادی طور پر ایک ہی چیز ہے، فرق صرف قلت اور کثرتِ غلبہ کا ہے، قلت کے وقت امتزاج کے بغیر اس کے اور عالم کے احکام کو نہیں جان سکتا، اور غلبہ کے وقت بغیر امتزاج کے اس کے احکام کا ظہور ہوتا ہے، اللہ ہی حقیقتِ حال زیادہ بہتر جانتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اس سے زیادہ بیان کا کوئی فائدہ نہیں، اس سلسلے میں پہلی اور آخری بات یہی ہے کہ ہم سرے سے اس بھنور سے کنارہ کشی اختیار کریں، اور لطائف کی ضروری بحثوں میں توجہ کریں۔

قلم بوقلموں در کف اندیشہ گداخت
رنگ آخر شد و نیرنگ تو تصویر نہ شد

(میرا بوقلموں قلم اندیشے کی ہتھیلی میں گل گیا، رنگ ختم ہو گیا لیکن تیری نیرنگی تصویر نہ بنی)

واضح رہے کہ جس طرح جوارح کے اعمال ظاہر، روشن اور محسوس ہوتے ہیں، اور نفس، قلب، روح اور سر کے احوال مخفی اور پوشیدہ ہوتے ہیں، ایک کا تعلق عالم شہادت سے ہے اور دوسرے کا عالمِ غیب سے، اسی طرح جو کچھ ان لطائف پر گزرتا ہے وہ بھی ظاہر اور روشن ہوتا ہے، اور جو کچھ ان لطائف خفیہ پر واقع ہوتا ہے، وہ مخفی اور مستور ہوتا ہے، عقل و وجدان سے اسے محسوس نہیں کیا جا سکتا، ان کا حاسہ الگ ہے جو انتہائی لطیف اور نازک ہے اور اسے صوفیاء کی اصطلاح میں ''ذوق'' کہتے ہیں اس مقام پر بہت سے لوگ غلطی کر جاتے ہیں، جو چیز عقل و وجدان کی مالوف ہے، اگر وہ ایسے حاسے سے دریافت ہو جو اس سے کہیں زیادہ باریک ہے تو وہ اس کے ادراک کی لذت محسوس نہیں کرتے اور یوں بھی ہو سکتا ہے کہ اس کا

Marfat.com

ادراک نو کریں لیکن ادراک کا انکار کر دیں، جس طرح وہ پست ہمت لوگ جو لذتِ محسوسہ کے علاوہ کچھ بھی نہیں پہچان سکتے، اور جو چیز ظاہری حواس سے معلوم نہ ہو، اسے معدوم سمجھ بیٹھتے ہیں، اس نفسانی مرض کا علاج یہ ہے کہ پہلے ہر چیز کا حاسہ اور اس کے ادراک کی علامات سمجھ لینی چاہئیں اس کے بعد پوری ہمت کے ساتھ نا لوف کو چھوڑ دینا چاہیے، اور لطیف مدرک کی عادت اختیار کرنی چاہیے، حاسہ قوتِ واہمہ کی وجدانیت ہے نہ کہ حواسِ ظاہرہ، اور اس ادراک کی علامت یہ ہے کہ وہ کسی تشکل و مقدار کا حامل نہ ہوگا، اور فی الجملہ اسے چیز سے تعلق ہوگا، اور امورِ مجردہ کا حاسہ قوت مدرکہ متخیلہ اور واہمہ نہیں بلکہ محض نفسِ ناطقہ ہے اور اس کی صفت یہ ہے کہ وہ لواحق مادہ سے مطلقاً آزاد ہوگا۔

واضح رہے کہ رُوح علوی کی تہذیب کا انحصار اس بات پر ہے کہ وہ تجلی اعظم کی طرف متوجہ ہو اس کے ساتھ اتصال اور اس کے سامنے عاجزی اختیار کرے، اسی طرح روح علوی کی تہذیب ملاءِ اعلیٰ کا اثر قبول کیے اور اس کے رنگ میں رنگین ہوئے بغیر بھی محال ہے، اور اس مسئلہ کا راز یہ ہے کہ تہذیب سے مراد ہے فاسد صفت کی صالح صفت سے تبدیلی، اور ہر چیز کی صفت اس کی لطافت کے مطابق ہوتی ہے، اور اس تبدیلی کا قریبی سبب بھی اس کے مناسب اور حسبِ حال ہوگا، اور تجلی اعظم کے ماسوٰی نفسِ انسانی کے قریب کوئی دوسری چیز نہیں، اور لاہوت کی صفات میں سے کوئی صفت جو روح کی صفت کے موافق ہو' اس تجلی کے ساتھ اپنا ربط پیدا کرنے اور اس کے سامنے عاجزی اختیار کرنے کے علاوہ کچھ نہیں، جو شخص توحیدِ خالص یا توحیدِ خالص کے مقامات سے نفس کی تہذیب چاہتا ہے، وہ غلطی پر ہے، اسی لیے تمام شرائع اسی تجلی اعظم کی طرف توجہ ہی کے بیان پر مبنی ہیں، یہاں پر ایک نہایت عمدہ تحقیق ہے، ذرا اس کی طرف توجہ فرمائیے: اہلِ زمان کا اس امر میں اختلاف ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس اختلاف میں فیصلہ کرنا بجائے خود بہت مشکل ہے ایک گروہ کا خیال ہے کہ اصل مطلوب، فناء، لاہوت میں اپنے آپ کو مٹا دینا، اور عالمِ مادی سے خود کو باہر نکال لینا ہے،

Marfat.com

۹۱

اور شارع نے ان لطائف خفیہ کی مقتضیات اور ان کی بنیاد بیان فرما دی ہے اور خواص کو ان کی ... دی ہے، اور ان کی تفصیل ان کے گوش گزار کر دی ہے، اور شریعت میں معاش کی رعایت، اور جسمانی عبادات کی بجا آوری کا حکم اس لیے ہے، کہ ہر شخص اس اصل اور بنیاد کو بجا نہیں لا سکتا، اور مثل مشہور ہے کہ ما لا یدرک کله لا یترک کله (جو چیز مکمل حاصل نہیں کی جا سکتی وہ ساری کی ساری چھوڑی بھی نہیں جا سکتی) وہ عزیمت کا حکم رکھتی ہے، کیونکہ وہ مطلوب اولین ہے اور یہ رخصت کے حکم میں ہے کیونکہ یہ بندوں کے اعذار پر مبنی ہے، اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ جس چیز پہ بظاہر شریعت دلالت نہیں کرتی وہ سرے سے مطلوب ہی نہیں، اور اس کا اثبات کرنا شریعت کے خلاف ہے، اور ان لطائف خفیہ کے معارف میں بحث و تمحیص بجائے خود الحاد اور گمراہی ہے ہمارا خیال ہے کہ انسان کی صورت نوعیہ کے اعتبار سے اصل مقصود یہی ہے کہ انسان اعمال سے جوارح کی تہذیب اور احوال و مقامات سے لطائف بارزہ کی تربیت حاصل کر لے، نوعِ انسانی اس طرح واقع ہوئی ہے کہ اس کی سعادت تجلی اعظم اور ملاء اعلیٰ کی طرف توجہ کرنے اور اس کی شقاوت اس سے اعراض کرنے میں ہے، انسانی افراد اس مقام پہ پہنچ گئے تھے کہ ان کی اکثریت عالم برزخ اور اس کے بعد پیش آنے والے حالات میں عذاب میں مبتلا ہو جائے ظاہر ہے اس عذاب سے انھیں محض اپنے فکر سے چھٹکارا کبھی حاصل نہ ہوتا، چنانچہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے اپنے خصوصی کرم سے ان کی چارہ سازی کی، ان کے لیے راہِ مستقیم کھول دی، اور اپنی نعمتوں کی تکمیل کے طور پر انھی کی شکل و صورت میں حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو لسانِ الوہیت کا ترجمان بنا کر بھیجا۔

دراصل جو ربوبیت ابتداءً ان کی تخلیق کا موجب بنی تھی، اس آڑے وقت میں بھی اسی نے ان کی دستگیری فرمائی، انسان کی صورت نوعیہ اپنی زبان حال سے شریعت، تہذیب جوارح اور لطائف بارزہ کی تہذیب کے علاوہ مبداء فیاض سے اور کسی بھی چیز کی دریوزہ گری نہیں کرتی، اور نوع انسانی کے افراد پر ان کے احکام کے علاوہ اقتضائے نوع اور خواص نوع کے بیان

Marfat.com

سکے احکام وغیرہ لازم نہیں ہوتے، شرع اور لطائف بارزہ کی تہذیب کو جو کچھ لازم ہے اصولی طور پر ان کی حامل صورت نوعیہ ہے، اگرچہ وہ افراد کے ضمن میں بھی کیوں نہ تقاضا کر رہی ہو، افراد کی خصوصیت کو وہاں کوئی دخل نہیں، اور فناسئے وجود روحانی، بقاسئے لاہوت اور لطائف ظاہرہ کا لطائف خفیہ میں فنا ہونا نوع کے اعتبار سے نہیں، بلکہ کبھی یہ بعض ایسے افراد کی خصوصیات کی وجہ سے مطلوب ہوتا ہے جن کی تخلیق انتہائی بلند اور لطیف ہوتی ہے اور ان مقامات کی طرف ان کے اندر طبعی میلان رکھ دیا جاتا ہے، اور ان پر شوق و اضطراب کا نزول ہوتا ہے، اور انفرادی خصوصیت کے ساتھ انھیں اس کی دعوت دی جاتی ہے، چنانچہ یہ منہ کے بل بلکہ سر کے بل اس کی طرف دوڑ پڑتے ہیں، چونکہ حکیم مطلق کی حکمت کا تقاضا ہے کہ جس شخص کے اندر کسی کمال کے حصول کی استعداد موجود ہے اس کے لیے کمال کی حقیقت اور خواص منکشف ہو جاتے ہیں چنانچہ یہ راہ ایسے لوگوں کے لیے آسان ہو جاتی ہے اور وہ منزل مقصود تک پہنچ جاتے ہیں ارشاد باری ہے:

كلا نمد هؤلاء وهؤلاء من عطاء ربك وما كان عطاء ربك محظورا[1]

(آپ کے رب کی اس عطا میں سے تو ہم ان کی بھی امداد کرتے ہیں اور ان کی بھی اور آپ کے رب کی یہ عطا کسی پر بند نہیں)

حاشا للہ ثم حاشا للہ! یہ حکم نہ توان احکام میں سے ہے، جو ہر شخص کے لیے مقرر ہیں، اور نہ ہی اس کا تعلق اس عمومی دعوت سے ہے، جس کے مخاطب تمام عوام و خواص ہیں، اور جو صورتِ نوعیہ کے راستے سے ظاہر ہوئی ہے، بلکہ یہ تو ایک مخصوص قانون ہے جو بعض افراد پر لاگو ہوتا ہے اور بعض پر نہیں، اور یہ وہ دعوتِ صغریٰ ہے جو انانیت خاصہ کے روزن سے ظاہر ہوتی ہے، اور شارع کے کلام کو اشارتاً کنایتاً کسی طرح بھی اس پر محمول

---

[1] بنی اسرائیل: ۲۰

Marfat.com

نہیں کیا جا سکتا، ہاں یہ علیحدہ بات ہے کہ بعض لوگ شارع کا کلام سُن کر یہ مطالب مستحضر کر لیتے ہیں جس طرح کوئی عاشق لیلیٰ مجنوں کا قصہ سُن کر اپنا قصہ دُہرانے لگتا ہے، بلکہ جو کچھ ہم نے سمجھا ہے وُہ یہ ہے کہ شارع کا مقصد خود ان اسرار کی پردہ پوشی اور ان کے بیان سے پہلو تہی کرنا ہے، تاکہ جو شخص اس کا اہل اور ان کے لیے تیار ہو تو وُہ اسے جان لے اور جو اس کے لیے تیار نہ ہو وُہ اپنی طبیعت و مزاج کی فطرت پر رہے کسی جہل مرکب الیسی بیماری میں مبتلا نہ ہو، صوفیاء کے رسائل اور کتابیں ہر چند خاص لوگوں کے لیے اکسیر بے نظیر ہیں تاہم عوام کے لیے یہ کتابیں سمِ قاتل کا حکم رکھتی ہیں، اللہ اس شخص پر اپنی رحمت نازل فرمائے جو نا اہل لوگوں سے اسرار و رموز کی یہ کتابیں مخفی رکھتا ہے، جب سارا راز طشت از بام ہو گیا اور اس دور میں اس کا اخفا بھی ممکن نہ رہا تو داعیہ ایزدی نے اس فقیر کے دل میں یہ خیال ڈالا کہ ان کے مدلول کو متمیز کرے، اور یہ معارف اور حقائق اس طرح منظرِ عام پر لائے کہ آج تک کوئی بھی اس طرح انہیں بیان کر سکا ہو اور نہ ان کی الیسی تفصیل و تشریح کسی سے بن آئی ہو، پھر اس فقیر کو یہ توفیق بھی دی گئی کہ وہ یہ بات ثابت کر دے کہ یہ شرع کا مدلول ہے اور نہ اس پر کلام شارع کا حمل کرنا درست ہے، ذٰلك تقدیر العزیز العلیم۔

ہر چند آجکل ہماری یہ بات بہت سے صوفیاء کو ناگوار گزرے گی تاہم مجھے جس بات کا حکم دیا گیا ہے میں اسے بیان کرنے پر مجبور ہُوں، مجھے زید و عمرو سے کچھ سروکار نہیں؛ ؎

اگر طمع خواہد زمن سلطان دیں

خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

واضح رہے کہ ان لطائف کا منبہ کے معارف میں گہرائی اور باریکی کی وجہ سے بہت سی غلطیاں واقع ہو گئی ہیں سالکین نے اس اضطراب میں ہر طرف ہاتھ پاؤں مارے ہیں، اور ان سے شطحیات کا صدور ہو گیا ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ہم ان غلطیوں کے اسباب کا جائزہ لیں اس کے بعد اگر گنجائش ہو تو بعض غلطیوں کے حل کی طرف بھی توجہ کریں، دگر نہ

Marfat.com

۹۴

کم از کم اصل الاصول تو ترک نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں سعادت کی توفیق ارزانی کرے اور حقائق امور پر بصیرت عطا فرمائے، خوب اچھی طرح جان لو کہ حواس ظاہرہ سمع و بصر وغیرہ ہر ایک کے لیے خاص مدرک ہے، اور وہ رنگ، اشکال، مقدار اور آوازیں ہیں، اگر کسی حسِ ظاہر کو اس کے مدرکات کے علاوہ کسی دوسری طرف لگا دیں تو وہ کچھ بھی ادراک نہیں کرے گی، بلکہ اپنے مدرک کے علاوہ اس حس کے نزدیک دوسری چیز معدوم محض ہوتی ہے مثلاً اگر آنکھ کو ہم بھوک، غصہ یا ندامت کے ادراک کے لیے استعمال کریں، تو وہ انھیں معدوم محض خیال کرے گی اور اس کے ہاتھ کچھ بھی نہیں آئے گا، اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ان کی معدومیت پر دلیل قائم کرے اور کہے کہ موجود چیز سُرخ ہے یا سبز یا ایسی ایسی، اور بھوک، غصہ، ندامت وغیرہ تو ان میں کہیں ہیں نہیں، لہٰذا یہ سرے سے موجود ہی نہیں، اور اس مقام پر کئی اطراف سے وہ اجتماع نقیضین یا رفع نقیضین سمجھے گا اور موجودیت کے محل سے دُور جا پڑے گا، باسمجھ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ ایک مغالطہ ہے، اور اس کی بنیاد غائب کو حاضر پر قیاس کرنا اور احکامِ مالوفہ کو غیر مالوفہ میں جاری کرنا ہے اسی طرح حس باطن کے لیے خیال، وہم، متصرفہ میں سے مدرک ہیں، اگر حسِ باطن کو ہم ان مدرکات کے علاوہ دوسری طرف لگا تو وہ حیران و درماندہ رہ جائے اور اس کے سارے احکام میں خلل پڑ جائے اور ممکن ہے کہ محفوظ قواعد کی مدد سے وہ ان کی معدومیت پر کوئی دلیل گھڑ لے، مثلاً یہ کہے کہ مجرد اگر موجود ہوتا اور جہات ستہ میں سے کسی جہت میں نہ ہوتا تو اس سے اجتماع نقیضین لازم آتا، کیونکہ موجود ہونا اور جہات ستہ میں نہ ہونا باہم متناقض ہیں، باخبر حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ ایک مغالطہ ہے جس کی بنیاد غائب کو حاضر پر قیاس کرنا اور مالوف احکام کو غیر مالوف میں جاری کرنا ہے، اسی طرح روح علوی کی زبان عقل کا بھی ایک مدرک ہے جس میں یہ تصرف کرتی ہے اور ایک حد ہے جہاں تک وہ ہاتھ پاؤں مارتی ہے، جس وقت اس مدرک سے گزر جاتی ہے اور اپنی حد سے تجاوز کر جاتی ہے تو عقل پریشان ہو جاتی ہے۔ اور

Marfat.com

۹۵

اس کے احکام میں خلل پڑ جاتا ہے ، ممکن ہے ان چیزوں کی معدومیت پر وہ دلائل قائم کرے اور اپنے علوم محفوظہ مالوفہ سے ایک دلیل قائم کر کے مطمئن ہو جائے ، ایسے مواقع پر عقلاء ایک دوسرے سے اُلجھ پڑتے ہیں بلکہ بعض اوقات تو کوئی دانشور مختلف اوقات میں رائے میں تبدیلی کی وجہ سے خود ورطۂ حیرت میں مبتلا ہو جاتا ہے ، اس سے یہ عقدہ حل ہوتا ہے اور نہ اس کی کوئی پیش جاتی ہے ۔

اس الجھاؤ کا سبب یہ ہے کہ ما فوق عقل کو تشبیہ اور محاکات کی کسی نہ کسی وجہ سے ان معقولات کے حساب میں اخذ کرتا ہے ، لہٰذا یہ شخص ما فوق عقل کو ان معقولات کے قبیل سے جانتا ہے اور اسی معقولہ سے شمار کرتا ہے ، اور محاکات کے تعلق کے ضعف کو نہیں سمجھتا ، اور اس کے تمام احکام کو اس کے ساتھ ملا دیتا ہے ، اور اسی راستے سے بہت سارے احکام کو ما فوق عقل میں یقین کر لیتا ہے ، اور پھر خود دوسرے وقت میں یا دوسرے عاقل کے ساتھ اس معقول کے بعض لوازمات کو نہیں پاتا ، اپنے پہلے نظریئے کو باطل قرار دے کر حیران ہو جاتا ہے ، یا پھر اس کے غلط ہونے کا یقین کر لیتا ہے ، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خود دوسرے وقت یا دوسرے عاقل کے ساتھ اسے دوسرے معقول سے سمجھے ، تو ہر دو افکار کے درمیان تناقض پیدا ہو جائے گا اور اصل میں وہ ان میں سے ایک معقول میں سے بھی نہیں ، رہی یہ محاکات تو اس پر تہمت ہے اور ایک شاعرانہ تخیل ، تحقیق کی صورت میں اختلاف کی بنیاد یہی نکتہ ہے ، وہ گروہ اس اختلاف کی حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے جنگ و جدال کا شکار ہو گیا ہے ؎

آں یکے را ہمی زند مخلب

و آں دگر را ہمی زند منقار

(اس کی برہمی کی کیفیت یہ ہے کہ کسی کو پنجے سے زخمی کرتا ہے تو کسی کو چونچ مارتا ہے)

Marfat.com

۹۶

فلاسفر کے پیروکار انبیاء علیہم السلام کے عقاید کی مخالفت کی وجہ سے میرے نزدیک گُتّے بلکہ کتوں سے بھی زیادہ بُرے ہیں کیونکہ کتا بوسیدہ ہڈی کے قریب بھی نہیں جاتا مگر یہ احمق دو ہزار سالہ پُرانی ہڈیوں سے چمٹے ہُوئے انھیں چاٹ رہے ہیں۔

ان کی گمراہی کا سبب یہی ناقص عقل ہے، جس پر یہ مسرور ہیں، و فرحوا بما عندھم من العلم، اور یہ عقل تو ایک عظیم حجاب اور بہت ہی دبیز پردہ ہے، اے میرے پروردگار اور مالک! میں تجھ پر اور سراس چیز پر جو تُو نے اپنے حبیب اور نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل فرمائی ایمان لایا۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ عقل رُوح کی زبان ہے اور عقل کا دائرۂ حکومت انہی اشیاء تک محدود ہے جو رُوح کی طرح لطیف ہیں اور یہ بات کس قدر مبنی بر صداقت ہے کہ ہر شے خود اپنے آپ کو یا اپنی ہی قسم کی اشیاء کا ادراک کرتی ہے اور روح مجرد محض ہے اور نہ خارج کہ موجودات خارجیہ کا ظرف ہو، بلکہ خارج میں متعین اور دریا سے خارج حجاب ہے اور ایک خصوصیت ہے خارج میں، پس عقل کی رسائی تو خصوصیات اور خارج اور متمیز و مجرد کے مابین احکام امتزاج تک ہے، مثلاً انسان اور گھوڑے گدھے کے افراد کو دیکھتی ہے اور ہر نوع پر وارد ہونے والے احکام کا ادراک کرتی ہے، پھر عقل اس مقام سے ترقی کرتی ہے اور صورتِ نوعیہ کا عرفان اور تیقن حاصل کرتی ہے، پس عقل کی دلیل اپنے ادراک میں ان موجودات کا باہم رنگ و شکل اور مقدار و آواز کے اعتبار سے متغائر ہوتا ہے، اور دُوسری حیثیت سے ان کا اتحاد ہے، جس جگہ اس تعدد کو نظر انداز کرنا چاہیے اور وحدت کا ادراک وحدت میں کرنا چاہیے وہاں عقل کے پاؤں لنگ اور اس کے ہاتھ شل ہو جاتے ہیں۔

مثلاً عقل کا کام یہ ہے کہ وُہ امور محسوسہ میں سے وُہ صورتیں تراشتی ہے، جن کا عین تو خارج میں موجود نہیں ہوتا، البتہ ان کا منشاء انتزاع خارج میں ہوتا ہے، اور تحلیل و ترکیب کی ایک قسم سے کئی ماہیتیں ظاہر کرتی ہے آسمان کو دیکھ کر بلندی کا مفہوم گھڑتی ہے، زمین

Marfat.com

۹۷

پر نگاہ ڈال کر سمت کا تصور تراشتی ہے، زید کو باپ کے ساتھ دیکھ کر ابن کی ماہیت کا اشتقاق کرتی ہے، انسانی افراد میں غور و خوض کرتی ہے، تو اس سے انسان کی صورت کلیہ کا ادراک کرتی ہے، اور انسان، گھوڑے، گدھے، اُونٹ، گائے اور بکری پر غور کر کے حیوان کی صورت اخذ کرتی ہے، اور حیوان و شجر پر نظر کر کے نامی کی صورت مستحضر کرتی ہے علیٰ ہذا القیاس ان تمام مفہومات میں سے ہر ایک کا ایک منشاء انتزاع ہے کہ جس پر ان صورتوں کے انتزاع میں اعتماد کیا گیا ہے، اور یہ تمام مقاصد اور نوعی صورتیں اس کے پاس بالکل حاضر نہیں ہوتیں، اور نہ ہی اس کے سامنے متمثل ہوتی ہیں، یہ اعراض و اشکال کے علاوہ کچھ نہیں، لیکن اعراض کو اپنے جواہر کے ساتھ ایک تعلق ہے اور عقل کے لیے اعراض سے جواہر کے ساتھ رسائی کا ایک خاص طریقہ ہے، انتزاعی امور میں بہت سے محالات بھی ممکن ہو جاتے ہیں اور بہت سے ممتنعات جائز وجود پہن لیتے ہیں، اور دور، اور تسلسل بھی اسی قبیل سے ہیں، جنھیں مفہومات انتزاعیہ میں جائز، اور انتزاع کے منقطع ہونے کی صورت میں ممتنع سمجھا گیا ہے اور معدوم مطلق اور مجہول مطلق بھی اسی قبیل سے ہیں جو عقل کے اندر ظہور پذیر ہوتے ہیں اور کئی احکام صادقہ کا مصداق قرار پاتے ہیں، درحقیقت اس مفہوم کے عین اور اس پر جو احکام صادق آتے ہیں کے درمیان بھی تناقض اور تبائن ہے، اگر معدوم مطلق ہے تو ذہن میں کیوں موجود ہو گیا؟ اور جو ذہن میں موجود ہے اسے معدوم مطلق کیونکر کہا جاتا ہے؟ لیکن عقل نے ایک ذہنی صورت تراشی ہے اور اسے معدوم کی جگہ سمجھ لیا ہے، اور اس قائمقام کے ساتھ وہی باتیں منسوب کر دی ہیں جو اصل کا خاصہ تھیں، یہاں عقل کی مثال اس بھینگے شخص کی ہے جو ایک کو دو دیکھتا ہے، اور اپنے اس دو دیکھنے کو جانتا بھی ہے اور خارجی حکم میں کوئی غلطی نہیں کرتا، یا اس کی مثال اس شخص کی ہے جو سبز رنگ کی عینک لگا کر ساری دنیا کو سبز دیکھتا ہے، اسے اس وقت اچھی طرح علم ہوتا ہے کہ دنیا سبز نہیں ہے بلکہ یہ ساری کارستانی اس عینک کی ہے جو میں نے لگا رکھی ہے، اسی طرح وہ غلط عقل کو

Marfat.com

غلط سمجھتا ہے اور راہِ ہدایت سے نہیں بھٹکتا، الغرض ہم عقل اس قوت کو کہتے ہیں کہ جس میں معقولات اولیٰ اور ثانیہ متمثل ہوتے ہیں، اور جہاں قول شارح اور برہان اکٹھے ظہور پذیر ہوتے ہیں، بعض حقائق کا ادراک خود بخود کرتی ہے اور بعض کا ادراک پس پردہ کسی نہ کسی اعتبار سے، ہر چند یہ لطافت سے نزدیک تر ہے تاہم اس کا تعلق اور توجہ قوتِ مدرکہ اور متصرفہ کے ساتھ ہے جو دماغ کے وسط میں ودیعت ہیں، اور یہ عقل رُوح علوی کی زبان، اور اس کی قوتوں میں سے ایک قوت ہے، اور تمیز و تفتیش کے تمام امور اسی کے سپرد ہیں، اور اس کا باطن بہتر ہے تجلی اعظم یا ملاءِ اعلیٰ سے اتصال کے وقت اس کا ادراک کرتی ہے اور یہ ادراک اختلاط و امتزاج سے مشابہ ہوتا ہے، جب اس مقام سے ذرا نیچے آتا ہے، تو وہی ادراک روح کی سمع و بصر بن جاتا ہے، اور اگر کوئی شخص عقل کا لفظ ذوق کی جگہ بولتا ہے تو وہ عُرف اور لغت دونوں کی مخالفت کرتا ہے، اس کے باوجود اصطلاح میں کوئی حرج نہیں، ہمارے نزدیک ذوق کا اطلاق اس ادراک پر ہوتا ہے جس میں معقولات کا انتزاع ہو اور قول شارح اور برہان کی گنجائش ہو، اور وہاں پر ادراک بھی حضورِ شئی بذاتہٖ لذاتہٖ فی ذاتہٖ من ذاتہٖ کی صورت میں ہو اور وہ ہر اس چیز سے متعلق ہوتا ہے جو ان حجابوں کی سطح ہے اور خارج میں ہے اور اجزا اولیٰ سے اس حیثیت سے خارج ہے کہ یہ حجاب ان کے درمیان سے نمودار ہوتے ہیں، پھر جب صفات حاضر کا ملاحظہ کرتے ہیں، غیب پر نگاہ ڈالتے اور جستجو کرتے ہیں، کہ وہ صفات ہیں یا نہیں، تو عین وہ صفات نہیں پائی جاتیں، البتہ وہ سر جو مدرج سے متعلق ہے، حاضر میں محاکات کی ایک قسم سے پایا جاتا ہے، اور یہ صفات اسی محاکات کے اعتبار سے بولی جاتی ہیں، اور عقل ہر صفت سے جدا معنیٰ ادراک کرتی ہے، اور ہر معنیٰ کے لوازمات کو الگ الگ پہچانتی ہے، اور بعض لوازمات بعض سے تباین رکھتے ہیں، اس مقام پر عقل حیرت میں ڈوب جاتی ہے اور اسے کچھ نہیں سوجھتا! اصل میں یہ عقل کی غلطی کی تفصیل اور مدرک ذوق کا اجمالی بیان ہے۔

یہ اختلاف حاسہ کے اختلاف سے پیدا ہوتا ہے، اور اس سلسلے میں صحیح بات یہ ہے

Marfat.com

۹۹

کہ یہ تفصیل حس کی غلطی سے متعلق ہے، لہٰذا اس بارے میں اس احول کا طریق کار اپنانا چاہیے جسے ایک سکے دو نظر آتے ہیں لیکن وہ یہ بات اچھی طرح جانتا ہوتا ہے کہ میں بھینگا ہوں لہٰذا وہ دو کو ایک ہی قرار دیتا ہے، یہ نہ سمجھنا کہ قول شارح اور استدلال عقلی کو اس غلطی سے بچا سکتا ہے، نہیں نہیں، قول شارح اور برہان تو عقل میں جمع شدہ باتوں میں ترتیب اور ان کا استعمال ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس مادہ سے وہ مخلوق پیدا فرمائے جسے نتیجہ کہتے ہیں، چنانچہ پانی، ہوا اور مٹی سے درخت یا کوئی معدنی صورت پیدا فرماتا ہے، تو یہ مخلوق اپنے مادہ کے مطابق اور اس کی مانند ہے، اس سے زیادہ لطیف اور اعلیٰ نہیں ہے، اپنے مادے سے کسی مخلوق کو زیادہ لطیف اور اعلیٰ تلاش کرنا ایسے ہے جیسے کوئی شخص میٹھی ڈش میں گوشت ڈھونڈھ رہا ہو، ظاہر ہے کہ وہ اپنا قیمتی وقت ایک ناممکن چیز کے حصول میں ضائع کر رہا ہے، جب یہ مقدمہ ذہن نشین ہو گیا تو جاننا چاہیے کہ اس سلسلے میں صوفیا کی سب سے بڑی غلطی ہمہ اوست ہے، جس وقت وہ یہ بات کہہ کر لوازمات عبودیت اور ربوبیت کے درمیانی فرق کو دیکھتے ہیں، تو حیرت میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اس غلطی کا حل دو مقدمات پر موقوف ہے، ایک یہ کہ نسبت کی معرفت کے سلسلے میں اس حجاب اور خارج میں جو غلطی ہوتی ہے اس کا بیان، اور دوسرا اس سہو کا بیان جو خارج اور ذات بحت کی نسبت کے سلسلے میں واقع ہوا ہے، مقدمہ اول۔ واضح رہے کہ ظہور وہ نسبت ہے جو ظاہر اور مظہر کے درمیان واقع ہے، اس نسبت کا حکم دوسری تمام نسبتوں سے مختلف ہے، ظاہر عین مظہر تمام اعتبارات کے لحاظ سے نہیں ہوتا، اس کی مثال افراد انسانی کی نسبت سے نوع انسان ہے، اگر نوع تمام وجوہ سے اس فرد کا عین ہو، تو پھر وہ دوسرے فرد پر بھی محمول ہو، جیسا کہ نوع محمول ہوتا ہے، اور اگر تمام وجوہ سے اس فرد کا غیر ہو، تو ہذا انسانٌ صحیح نہ ہوتا، جیسے کہ ہذا حجرٌ کا اطلاق اس پر درست نہیں، اسی طرح نوعِ انسان اور نوعِ فرس بہ نسبت حیوان کے، اور حیوان و شجر نامی کی نسبت سے، اور نامی و جماد جسم کی نسبت سے اور جسم و مجرد جوہر کی نسبت سے، اور جوہر و عرض نفسِ کلیہ کی نسبت سے، ہم اس تحقیق کو نظر انداز

کرتے ہیں، اس کی حقیقت اس قدر تو بدیہی ہے کہ ان مقامات میں حمل اور تغایر دونوں کے مصداق پائے جاتے ہیں اسی لیے دونوں قسم کے احکام کی گنجائش ہے، خصوصیات عالم کو نفس کلیہ کے ساتھ جو نسبت ہے جس وقت ہم اس کی جستجو کرتے ہیں، اور صحیح تجزیہ کرتے ہیں، اور بلند سے بلند مقام تک جاتے ہیں تو یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ یہ نسبت ظہور ہے اور احکام متباینہ ہیں عقل کا تردد عقل کے قصور، اور ان کے مقدمات بدیہیہ کے متصادم ہونے کی وجہ سے ہے جنہیں ہم پہلے ہی نشان خاطر کر چکے ہیں، اب اگر کہیں کہ یہ سارے ایک ہی چیز میں متعین ہیں، تو پھر احکام میں تباین کس طرح پیدا ہوا؛ اور اگر تمام اصول اپنی اپنی جگہ مستقل ہیں، تو پھر انھیں ایک اصل میں تلاش کرنے کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے؛ اس صورت میں مقدمہ بدیہیہ کا انکار لازم آئے گا، کیونکہ ہم نے افراد میں بہ نسبت نوع کے اور نوع میں بہ نسبت جنس کے اسی نسبت کو تسلیم کیا تھا، اور اگر کہیں کہ کثرت کا مبداء اصل میں واحد میں ہے یا نہیں؛ پہلی صورت میں وہ اصل واحد نہ ہوگی اور دوسری صورت میں کوئی ایسا مرکز نہیں جہاں سے یہ آئی ہو، اس طرح بھی مقدمہ بدیہیہ کا انکار ہوگا، آخر یہ اصل واحد وہ اصل واحد تو نہیں جو وحدت حقیقیہ رکھتی ہے اور مبدائیت سے جس کا صدور حضرت وحدت سے اور مرتبۂ ثانیہ میں ہونا اتنی کثرتوں کے لیے کفایت کرتا ہے، ناقص عقلیں کبھی اسے تمام حیثیتوں سے عین شی کے قبیل سے سمجھتی ہیں، اور جب عین کے بعض لوازمات نہیں پائے جاتے تو وہ اپنا یہ نظریہ بدل لیتی ہیں، اور تمام وجوہ سے اسے دوسرے قبیل سے سمجھنے لگتی ہیں، اور جب بعض لوازم غیریت نہیں پائے جاتے تو وہ تحیر میں گر جاتی ہیں، سلیم عقلیں یہ بات اچھی طرح جانتی ہیں کہ ایک نسبت ہے جو نہ تو نسبت عینیت ہے اور نہ نسبت غیریت، خصوصیات اشیا سے جو کچھ ظاہر ہوا ہے نفس کلیہ کا صاف میدان اس کے عیب سے پاک ہے، جیسے سیاہ رنگت، کوتاہ قامتی، اور لکنت زبان سے نوعیت انسانی معیوب نہیں ہوتی، اگرچہ سیاہ رنگ، کوتاہ قد اور لکنت والا بھی انسان ہے، اور جو کچھ من حیث المطلقیت مرتبہ اطلاق سے ظاہر ہوتا ہے، اسے خصوصیات سے منسوب نہیں کر سکتے، جیسے کہ نوع کلی اور

۱۰۱

مطلق ہونے کی نسبت فرد سے نہیں کر سکتے، اگرچہ مطلق مقید میں ہے۔

اگر حقیقتِ نفسِ کلیہ کو لابشرط کے درجے میں اس حیثیت سے لیں کہ وہاں حقیقت نفس کلیہ کے علاوہ نفی و اثبات میں کوئی دوسرا اعتبار ملحوظ نہ ہو، تو احکامِ اطلاقیہ اور تقییدیہ کی گنجائش اس طرح پیدا کر دیتی ہے کہ ان دونوں مرتبوں کو حقیقت صرف کی طرف دست دراز کرنے کی نوبت نہیں آتی، باقی رہے دو نکتے، ایک یہ کہ انسان کے علاوہ اور بہت سی انواع پائی جاتی ہیں، اور انسانی خواص کے علاوہ ان انواع میں دوسرے خواص پائے جاتے ہیں یہاں تک کہ عقل ان امور متغائرہ کی دستاویز پر مختلف انواع کے ثبوت کا یقین کر لیتی ہے، اور ہر ایک کو دوسری نوع سے علیحدہ پہچانتی ہے، اور نفس کلیہ کے علاوہ خود کوئی چیز معقول و محسوس نہیں تاکہ" ہر چیز اپنی ضد سے جانی جاتی ہے" کے مطابق عقل اس میں تصرف کریں، اور اسے دوسروں سے جدا پہچان لیں، جس وقت سے وہ ہے، اسی کے ساتھ، اور اسی کے اندر موجود ہے اور جہاں بھی نگاہ ڈالتی ہے اسے دیکھتی ہے اور اسی کے ذریعے دیکھتی ہے، اس پر کوئی جدید توجہ نہیں ڈالی گئی، اور کسی بھی حال میں اس کی تازہ جستجو کا قصد نہیں کیا گیا، اس کے باوجود لطافت میں لطافت اور بساطت ہی بساطت ہے ع

ز ہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد ست

اگر بالفرض عقل اس کا قصد کرے تو اس کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتی، اور حیرت کے سوا اس کے ہاتھ کچھ نہیں آتا، البتہ اہلِ ذوق حاسۂ ذوق کے ساتھ حضور شئی لذاتہٖ بذاتہٖ فی ذاتہٖ کے طور پر اس کا ادراک کر لیتے ہیں اور اس کا ایک عکس ان کی عقلوں پر پڑ جاتا ہے، اور اس احول کی طرح جسے اپنی کمزوری کا اچھی طرح علم ہوتا ہے، کسی نہ کسی طرح یہ لوگ حقیقت سے آگہی حاصل کر لیتے ہیں، اور اس نا آشنا سے آشنائی کی راہ پیدا کر لیتے ہیں ؎

در قافلہ کہ او است دانم نرسم

ایں بس کہ رسد ز دور بانگ جرسم

Marfat.com

۱۰۲

(مجھے علم ہے کہ جس قافلے میں میرا محبوب جا رہا ہے وہاں تک میری رسائی ممکن نہیں، مگر میرے لیے یہ بات بھی کیا کم ہے کہ میرے کانوں میں جرسِ قافلہ کی آواز پہنچتی رہے)

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ فلاسفہ نے جوہر اور عرض کے درمیان حقیقتِ مشترکہ کا اثبات نہیں کیا، اور نہ ہی انھوں نے نفسِ کلیہ کو جنسِ اعلیٰ شمار کیا ہے، اس کی بنیاد یہ ہے کہ ان کی عقلوں میں نفسِ کلیہ کا حضور نہیں ہو سکا۔ ان کے ہاں جو مشہود لہٗ، مشہود علیہ اور مشہود بہ کو نہ پہچان سکے اس کی شہادت پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا، اور ہم خود جانتے ہیں کہ ایک حقیقت دو لباسوں میں متشکل ہوتی ہے، کبھی قیام بنفسہٖ کے رُوپ میں ظاہر ہوتی ہے، اسے جوہر کہا جاتا ہے اور کبھی قیام لبغیرہٖ کے لباس میں نظر آتی ہے، اسے عرض کہتے ہیں، ؎

گہے در کسوت لیلیٰ فرو شد

گہے در صورت مجنوں بر آمد

(وہ حُسنِ ازل کبھی لیلیٰ کی شکل میں جلوہ نمائی کرتا ہے تو کبھی مجنوں کے رُوپ میں)

اعراض کا عالم مثال میں جواہر ہو جانا اور وہم کے مقام میں جواہر کا عرض ہو جانا، اور صورت ذہنیہ کا موجودِ خارجی پر صدق اور ایسی باتیں اسی معنیٰ کی نیرنگیاں ہیں،

مقدمہ دوم، مُبدِع اور مُبدَع کے درمیان ایک ایسی نسبت واقع ہے کہ شہادت میں اس کی مثال موجود نہیں، تاکہ مادہ میں مبدع کا تحقق ہو اور اس طرح وہ ایک امتیاز اور استقلال پیدا کر لے، ایسا کوئی وقت نہیں کہ سابق و لاحق اور تقدم و تاخر زمانی کی وجہ سے ایک دوسرے سے ممتاز ہوں، اور اس کے لیے مبداء کے بغیر اور کوئی قیوم نہیں، اور خود اپنے اندر، اپنے ساتھ اور اپنے آپ کے بغیر اس کا تحقق نہیں ہوتا، مبدا نے ہر طرف سے اسے گھیر کر اپنی گرفت میں لے رکھا ہے، عقل یہاں متحیر ہو کر مفلوج ہو گئی اور صانع اور عالم شہادت کی مصنوعات کے درمیان عقل کے تراشیدہ مفہومات انتزاعیہ کو اس نے اپنے سامنے رکھا، اور

Marfat.com

۱۰۲

وہ اختراعی صورتیں جن سے مانوس تھی اپنے پیشِ نظر لے آئی، الغرض اس نے اپنی ترکش کے سارے تیر ایک ایک کر کے پھینک دیئے۔

حاشا اللہ! مُبدِع اور مُبدَع کے مابین جو گوشہ متخیل ہوتا ہے اس میں تو ایک بال کی بھی گنجائش نہیں، چہ جائیکہ اس قدر فضول مقدمات کی گنجائش ہو۔ شعر

درون دیدہ اگر نیم موست بسیار است

(آنکھ کے لیے آدھا بال بھی کافی ہوتا ہے)۔

حاضر ہیں جو القاب تاثیر کے لیے مقرر تھے وہ صرف کر دیئے کبھی اسے مخلوق و مجعول کہا، اور کبھی اسم و صفت کا نام دیا، اور کبھی مظہر و تنزل سے موسوم کیا، اور ہر ایک کا وہاں ایک طرح کے محاکات سے ثبوت پایا، اور کسی ایک کی بھی حقیقت تفصیلیہ کی پوری طرح گنجائش نہ دیکھی تو واپس آیا اور اپنے آپ پر پیچ و تاب کھانے لگا، اور پکار اٹھا: "میں اپنی بات سے باز آیا، کیونکہ بات یہی حقیقت اور حقیقت میں بات نہیں" پس مسئلہ ابداع میں تحقیقی بات یہ ہے کہ وہ ایک معلوم الانیۃ اور مجہول الکیفیت نسبت ہے من جمیع الوجوہ نہ تنزل ہے اور نہ ظہور، اس کے بعد ایسے تمام اشکال جو کہ حقائق ہیں ہر حقیقت مفصلہ کے ثبوت سے پیدا ہوتے ہیں، کوئی وقعت نہیں رکھتے، اور نہ ان کا اس مرتبے میں ورود ہے، اہلِ وجدان میں سے ایک گروہ نے جب اپنے اندر نگاہ ڈالی، تو انھیں نفسِ کلیہ کا مشاہدہ ہوا، چنانچہ انھوں نے اس کا نام وجود رکھ دیا، اور انھوں نے اس میں وہ لطافت اور بساطت پائی جو عقل کے حاشیۂ خیال میں نہیں آسکتی، چنانچہ وہ اسے واجب الوجود سمجھ بیٹھے، اور بساطت و لطافت سے انھیں جو چیز پہنچی انھوں نے اسے وجود پر منطبق کیا، اور ہمیشہ کے لیے اس معرفت میں کھو گئے، انہیں یہ علم نہ ہو سکا کہ ؏

ہنوز ایوان استغنا بلند است

اگر اس مسلک کی زیادہ وضاحت مطلوب ہو تو "مقدمۂ قیصری" ملاحظہ کیجیے۔

اس غلطی کی بنیاد نفس کلیہ پر توقف، کسی نہ کسی وجہ سے اس پر ہی اکتفا، اور اس کی

Marfat.com

۱۰۴

حقیقت کو اچھی طرح نہ سمجھنا ہے، اگر وہ نفسِ کلیہ کی حقیقت کا ادراک حاصل کر لیتے، تو انسے کبھی بھی مبداء المبادی نہ کہتے، اور دوسرا گروہ جو نفسِ کلیہ سے آگے گزر گیا ہے اور اس نے اول الاوائل ذاتِ بحت کو جانا ہے، اس نے نفسِ کلیہ کو صادرِ اوّل اور ایسے وجود جو موجودات کے تمام ہیاکل پر پھیلا ہوا ہے، کا نام دیا، لیکن انہوں نے سب کو باہم خلط ملط کر دیا ہے، انھیں ایک ہی نام سے موسوم اور ایک ہی حساب میں شمار کیا ہے، بعض حقائق کو بعض سے ملا دیا، اور جو زیادہ لطیف ہے اسے دوسرے کا بطن قرار دیا، ایک نام سے موسوم کرنا تو صوفیاء کا قدیمی طریقہ ہے، یہ کوئی نئی بات نہیں، اور نہ یہ پہلا شیشہ ہے جو توڑا گیا ہے، چنانچہ رُوح اور سِرّ کے باب میں اس کے متعلق اشارہ کیا جا چکا ہے۔

تعبیر میں تساہل کی وجہ سے بعض عُجلت پسندوں نے اس تحقیق میں دخل اندازی کی ہے اور انہوں نے کہہ دیا ہے کہ اصل میں وہی ایک وجود ہے اور وہ اعتبارات کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہو گیا ہے، مختلف حقائق سے متعلق ہونے کے اعتبار سے اسے وجود منبسط کہتے ہیں اور اپنی صرافت کے لحاظ سے ذاتِ بحت ہے، اس اختلاف کی اصل بنیاد نفسِ کلیہ کے ساتھ حقائق مختلفہ کی نسبت اور نفسِ کلیہ کی مبداء المبادی سے نسبت کے درمیان فرق نہ کرنا ہے، اور کچھ لوگ جن کا وجدان تجلی اعظم کے ساتھ وابستہ تھا یا انھوں نے برہان کے ساتھ واجب میں صفاتِ تاثیریہ قویہ کا اثبات کیا تھا، یا انھوں نے شرائع کی تقلید میں تقلیدی تشبیہی صفات کا اعتقاد قائم کر رکھا تھا، ان خواص کو نفسِ کلیہ میں نہ پا سکے، اور نہ ہی انھیں اس چیز کا مصداق نظر آیا جو اہلِ معرفت ذاتِ بحت میں ثابت کرتے تھے، نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ان دونوں نسبتوں کے منکر ہو گئے، البتہ جو کچھ ہمارے نزدیک ثابت ہے وہ یہ ہے کہ ذاتِ بحت کے اس حیثیت سے کہ تجلی اعظم کو اس سے نسبت ہے اور تجلی اعظم سے پھوٹنے والے انوار اور عکوس کے ساتھ اس کا ربط ہے کئی احکام ہیں، وجدان و برہان اور تقلید شرائع کا اس میدان سے درے گزر ہے، اور نہ انھیں اس کے ماسوا سے کوئی آگاہی، زیادہ حقائق اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

Marfat.com

فصل ۷

اقسامِ خواطر اور ان کے اسباب کی معرفت

خواطر کی معرفت علم لطائف کا تتمہ ہے، اس لیے اس بارے میں بھی چند ضروری نکتے سمجھ لینے چاہییں، انسان کے باطن میں جو کھٹکا پیدا ہوتا ہے، اس کی تین صورتیں ہیں، یا تو صرف قلب میں پیدا ہوگا اور اسے احوالِ اوقات کہتے ہیں، مثلاً خوف، اُمید، قبض و بسط محبت و ندامت اور حزن و غم وغیرہ، یا وہ کھٹکا صرف عقل میں پیدا ہوگا، اس صورت میں یہ کبھی کشف اور آئندہ پیش آنے والے واقعات کے بارے میں ہوگا، اور کبھی حدیث نفس (وسوسوں) کی قسم سے، یا یہ خطرہ قلب اور عقل دونوں میں پیدا ہوگا، عقل کسی چیز کا ادراک کرتی ہے، اس کا تصور قائم کرتی ہے، اور قلب اسے سرانجام کرنے کا عزم کر لیتا ہے اسے ''خواطر و دواعی'' کہتے ہیں، حقیقت کا عرفان اور خواطر کا بطلان بہت ہی اہم بات ہے تاکہ خواطر سے نکلنے والے احکام میں کوئی غلطی واقع نہ ہو، اور یہ بات خواطر کی معرفت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی، اس لیے اسباب خواطر کا تذکرہ بہت ہی ضروری ہے، کبھی خطرہ عقل، قلب اور نفس کی طبیعت سے پیدا ہوتا ہے، جیسے بھوک، پیاس، غلبہ، شہوت، سردی، گرمی کوئی داعیہ پیدا کرے، یا مثلاً کسی سے محبت اس کی ملاقات کا تقاضا کرتی ہے، یا سوداوی خلط بیہودہ وسوسہ پیدا کرتی ہے اور اس کے مطابق اعمال پر ابھارتی ہے یا صفراوی خلط زرد خیالات پیدا کرے، اور گرمی ہتک دلی اور بسیار گوئی پر آمادہ کرے، اور عادت بھی نفسانی حرکات کا باعث ہوتی ہے، عقل کو ادراک کی قوت ودیعت کی گئی ہے اور دل میں یقین و ارادے کی طاقت رکھی گئی ہے، اسی جبلت کی وجہ سے تصرف کرتے ہیں، اور یہ سب خواب پریشاں ہیں جن سے سالک کو کوئی سروکار نہیں ہوتا، لیکن اگر یہ حلاوت سے مانع ہو تو پھر سالک اس کی

Marfat.com

۱۰۶

بیخ کنی کرتا ہے، اور کبھی اس شخص کے نفس میں شیاطین کے تصرف کی وجہ سے ایک کھٹکا پیدا ہوتا ہے اور شیاطین سے مراد وہ شریر نفوس ہیں جنہیں کواکب کے ظلمانی اجتماعات کے وقت عناصر کے لطائف میں پھونکا جاتا ہے اور اس گروہ کی طبیعت کا اقتضا وحشت، غصہ، حرص اور صالح نظام کا بگاڑ ہے، یہ صالح نظام نفسانی ہو خواہ منزلی، مدنی ہو یا ملی الغرض بہتر نظام جو بھی ہو، اس کا مقتضی رحمتِ الٰہی ہے اسے بگاڑنا یا توڑنا غضبِ خداوندی کا باعث اور شیطانی امر ہے، جس وقت انسان سماوی اور کسبی اسباب کی وجہ سے اس قسم کے دواعی اور خطرات کے فیضان کے قابل ہو جاتا ہے، تو شیاطین اپنی فطرت کی وجہ سے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اور اپنے حسب حال دواعی اس کے دل میں ڈال دیتے ہیں، اور اس موقع پر بعض دوسری ارواحِ خبیثہ بھی شیاطین کے ساتھ مل جاتی ہیں، اور ان کی امداد کرتی ہیں، اور شیاطین کا داعیہ تو وحشت، غصہ، سنگدلی اور نیکی سے دوری کے بغیر وجود میں ہی نہیں آتا، اور ان کی دعوت رذیل اعمال اور نظامِ صالح میں بگاڑ کے علاوہ کچھ ہے ہی نہیں، اور جو کچھ ان ارواحِ خبیثہ اور شریر و طرار نفوس سے خاطر پر مترشح ہوتا ہے، وہ خوف اور ڈر سے خالی نہیں ہوتا، یہ بھی باطل ہے سالک کا کام ان کی معرفت سے ان سے دوری اختیار کرنا اور اپنے آپ کو بچانا ہے، اور کبھی خواطر عالم مثال سے ان فرشتوں کے ذریعے نیچے اترتے ہیں جو اس مقام میں مقرر ہیں، یا ان کے واسطے کے بغیر نازل ہوتے ہیں، اور عالم مثال سے مراد نفوس افلاک اور نفوس ملائکہ کی ہمتوں اور بطون کی صفائی ہے، جو مجتمع ہو کر ایک وحدانی ہیئت پیدا کر لیتے ہیں، جیسے کسی ایک مکان میں مختلف مقدار اور انوار والے کئی چراغ روشن کر دیئے جائیں، اور ان سب میں سے ذات اور صفات کے لحاظ سے ایک ہی نور جلوہ فگن ہو، اسی طرح اس گروہ کی ہمتیں اور سرائر تجلی اعظم کے ہاں اکٹھی ہو جاتی ہیں، اور بغیر تخصیص ہر چیز کے اپنی اصل سے ان ہمتوں کا اقتضا متمثل ہو جاتا ہے۔

جب اہلِ وجدان پر وہ صورت ظاہر ہوئی اور انیت کی تفصیل ان پر واضح نہ ہو سکی،

Marfat.com

۱۰۷

تو انھوں نے اس کا ایک نام مقرر کر لیا اور وہ نام "مثال" ہے، اور وہ ملائکہ جو مثال کے خادم ہیں، وہ نفوس مطمئنہ ہیں، جو لطائف عناصر سے مرکب جسم میں سعادت کواکب کے وقت اور عالم علوی کی خیر بحت سے مشابہت کے وقت پورے اعتدال کے ساتھ منفوخ ہوتے ہیں، یہ نفوس اطمینان ہی اطمینان اور سعادت ہی سعادت ہیں، اور عالم مثال کے لیے مکمل انقیاد اور خضوع ہوتے ہیں، اور فرشتوں کا حدوث مختلف اوقات میں ہوتا ہے بعض طبعی طور پر فلک قمر کے تبیل سے ہوتے ہیں اور بعض فلک عطارد کے، اسی طرح دوسرے افلاک سے! اور ہر ملک کے لیے اپنی اصل طبع کے اعتبار سے ایک خاص قسم کے معاملے کے الہام کی استعداد ہوتی ہے، اور تمام وہ دواعی مثالیہ جو ملائکہ کے قلوب میں نازل ہوتے ہیں، دو قسم ہیں، پہلی یہ کہ کواکب کا اتصال ہوتا ہے اور ان کی طبائع سے کوئی عام حادثہ متمثل ہوتا ہے اور تجلی اعظم کے سامنے اپنے مثالی وجود میں قائم ہوتا ہے، اس صورت میں کہتے ہیں کہ "اللہ نے یوں لکھا ہے اور اس نے یوں فیصلہ کیا ہے"، یہ حادثہ عامہ مناسب وقت اور مکان میں نازل ہوتا ہے اور ملائکہ اس کی خدمت میں سعی و کاوش دکھاتے ہیں، اور جسے بھی اپنے ذوق کے مطابق اس حادثہ کے لیے تیار پاتے ہیں اسے قبض و بسط کے قریب کر دیتے ہیں اور ان کی ہمتوں سے تغیر اور الہام پیدا ہوتا ہے، اور مقصود کی جلوہ نمائی ہوتی ہے۔

دوسری قسم یہ ہے کہ ہر جوہر اور عرض کی ایک خاصیت اور مقتضیٰ ہے اور انسانی نفوس کے لیے ایک بخت ہے، کیونکہ نفس کلیہ نفس جزئیہ میں اس روز کے عالم کی صورت کے علاوہ تنزل نہیں کرتا، پس نفس جزئیہ کی صورت کا مقتضیٰ جو لامحالہ صورت عالم کی شکل میں ہوگا بخت کہلاتا ہے، اور ہر شخص کے ساتھ اس بخت کے مطابق عمل ہوگا، قوتوں کی باہمی مزاحمت اور خواص اشیاء کے تباین کے وقت قضا حادث ہوتی ہے، اور طبیعت کلیہ جزی تک پہنچاتی ہے، مثلاً اگر پانی ایسی زمین پر بہائیں جس میں خس و خاشاک، ناہمواری اور پتھر و کنکر وغیرہ ہوں، تو پانی کی طبیعت اور ان موانعات کی طبع میں مزاحمت پیدا ہوگی، اور پانی کی طبیعت سے

Marfat.com

۱۰۸

حکم مترشح ہوگا: اسی طرح ان قوتوں میں مزاحمت کے وقت قضا طبیعت کلیہ سے نیچے اترتی ہے، اور اس کے ساتھ مناسبت رکھنے والے ملائکہ گروہ در گروہ دوڑ کر اس معرکے میں شامل ہوتے ہیں، اور الہام و احالہ اور قبض و بسط کی صورت میں تصرف کرتے ہیں، یہاں تک کہ قضا عمل کرتی ہے، اور وہ متخیل نقش موجود ہو جاتا ہے، اس صورت میں ملائکہ کا تصرف بحران کے وقت طبیعت کے بدن میں تصرف کے مشابہ ہے، یا اس کی مشابہت اپنی طبائع کے مطابق حشرات الارض کے تقلب یا شمع پر پروانوں کے ہجوم کے ساتھ ہوتی ہے، پس اس تدبیر کے مطابق انسانوں کے دل میں دواعی نازل ہوتے ہیں، کبھی کسی شخص کے دل میں ہلاکت سے نجات کی تدبیر ڈال دیتے ہیں، اور کبھی خواب یا ہاتف کے ذریعے اسے حقیقت حال پر مطلع کر دیتے ہیں، اور کبھی کسی شخص یا جانور کو اس مقام پر لے آتے ہیں کہ اسے اطلاع دے دے یا اس کا کام سرانجام دے، اور اکثر خواطر مثالی قوتوں سے مترشح ہوتے ہیں اور خیر و شر قوانین ایزدی کے حکم کے مطابق اس الہام اور تلخیر میں فرق نہیں کرتے، ملائکۃ الانس اور ارواح طیبہ کا ایک گروہ ملائکہ کا کام کرتا ہے، اور اس کا شمار بھی اسی زمرے میں ہوتا ہے، اور علم طلسم، علم حروف، اور علم خواص اسما اسی تدبیر کی معرفت یا اس تدبیر کے کسی شعبے سے پھوٹتے ہیں، اور اللہ ہی حقیقتِ حال زیادہ بہتر جانتا ہے۔

لیکن جو دواعی اور خواطر مقامات کمال میں شمار ہوتے ہیں تین اقسام پر مشتمل ہیں، ایک یہ کہ انانیت کبریٰ سے خطرہ انانیت صغریٰ میں نازل ہو، اور انانیت کبریٰ سے اس کے نزول کا سبب صفت تدبیر ہے، کیونکہ مصلحت کلیہ جہان میں خیر اور بھلائی کے قیام کا تقاضا کرتی ہے، اور اس خیر کی اقامت نفوس انسانی میں سے کسی نفس کے توسط کے بغیر ممکن نہیں، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جس وقت عالم کی ہیئت بدل جاتی ہے اور اس کے اعضائے اولیہ کا حال متغیر ہو جاتا ہے، تو ضروری ہو جاتا ہے کہ تجلیِ اعظم ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہو، چنانچہ ارشادِ باری ہے:

Marfat.com

۱۰۹

کل یوم ھو فی شان [1]

(وہ ہر وقت کسی نہ کسی کام میں رہتا ہے)

ملاء اعلیٰ یہی رنگ قبول کر لیتے ہیں، اور اس رنگ میں رنگین ہوئے بغیر خیر بحت کے ساتھ مشابہت حاصل نہیں ہو سکتی، تو اس حالت میں ضروری ہو جاتا ہے کہ اس بارگاہ سے نفوسِ بشریہ میں ایک خاص رنگ پہنچے، اور اس گروہ میں ایک خاص شگفتگی پھیل جائے جیسے پانی سے قریبی زمین میں لازمی طور پر پانی کی نمی اور بعض دوسرے اجزا سرایت کر جاتے ہیں اور درمیانی پردے اور آڑ سے گزر کر مساماتِ زمین کی راہ سے اس میں تری پھیل جاتی ہے اور اس راہ کے مسام ملاء اعلیٰ کے نفوس ہیں یا پھر گروہِ کاملین کا وجود کیونکہ یہی نفوسِ قدسیہ اپنے درمیان اور انانیتِ کبریٰ اور اس کے قلب تجلی اعظم کے درمیان مسامات اور عروق ماساریقا کا حکم رکھتے ہیں۔

یہ داعیہ طبیعتِ کلیہ کے حکم سے ان نفوس میں پہنچتا ہے، اور وہاں سے تمام نفوس کے ساتھ واصل ہو جاتا ہے، پھر ہمت ملاء اعلیٰ ایک خاموش موج کی مانند ہے جسے جب تک جنبش نہ دی جائے، نہیں ہلتی، اور چشمۂ آب کی طرح ہے جس سے جب تک چلو نہ بھر جائے پیاسے کے منہ تک نہیں پہنچتا، ان کی اور ان کے کسی ایک فرد کی ہمت میں وہی فرق ہے جو ایک منجم جسے کلی طور پر گرہن سے پہلے اس کا علم ہوتا ہے اور اس عام آدمی کے درمیان فرق ہے جسے مشاہدہ کے وقت گرہن کا علم ہوتا ہے، اور جب تک یہ ہمت کلیہ ہمت جزئیہ نہ بن جائے مصلحتِ کلیہ مصلحتِ جزئیہ میں نازل نہیں ہوتی، اور اس بارگاہ کی تر و تازگی کا فیضان ایک مسام سے دوسرے مسام میں اتصال کے ساتھ جاری نہیں ہوتا، پس یہ داعیہ نفوس میں سے کامل نفوس کو اختیار کرتا ہے پہلے خیر بحت میں وسعت پیدا کرتا ہے، اور تجلی اعظم سے

---

[1] الرحمٰن: ۲۹

Marfat.com

۱۱۰

حجر بحت کا اتصال اور امتزاج پیدا کرتا ہے، وہاں سے یہ داعیہ حجر بحت میں نازل ہوتا ہے، جیسے مہر کو موم پر رکھنے سے مہر کا سارا نقشہ موم میں آجاتا ہے، اس کے بعد نسمہ اور روح کو اپنا مطیع بناتا ہے، اور ملاء اعلیٰ سے اس داعیہ کا رنگ موم میں مہر کے نقش کی طرح منتقل ہوتا ہے، اور اس کے بعد عقل وقلب میں نازل ہوتا ہے، اور وساوس اور احوال قلب کو اپنے رنگ میں رنگ دیتا ہے، اور یہ داعیہ خطاب ہو جاتا ہے، اور مختلف حالات اور اوقات کے تقاضوں کے مطابق تازہ صورتیں بروئے کار لاتا ہے، اس کے بعد جوارح میں نازل ہوتا ہے اور لوگ اس حق کی اتباع کرتے ہیں، اور اس سے ملت، مذہب یا خلافت وجود میں آجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کامل کے علوم اور مذہب وملت میں تازہ فیض نازل فرماتا ہے جسے حوادثاتِ زمانہ بھی نہیں مٹا سکتے، اور یکے بعد دیگرے مجدد ان کا احیاء کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ تجلی اعظم کا رنگ تبدیل ہو جاتا ہے اور کسی دوسرے کامل کے دل میں کوئی اور رنگ نمودار ہوتا ہے، غالباً اس کامل کو تجلی اعظم اس داعیہ کے رنگ میں رنگی ہوئی نظر آتی ہے اور وہ تجلی اعظم کی ہر جز میں اسی رنگ کی طرف اشارہ کرتا ہے، ارشاد خداوندی ہے: ان تنصروا اللہ ینصرکم[1] وان جندنا ھم الغالبون[2]۔

(اگر تم (دین) خدا کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کریگا اور بیشک ہمارا لشکر ہی غالب آنیوالوں میں ہے)

یہاں ایک نکتہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ صحیح ترجمان وہ شخص ہے جس کی عقل احادیث نفس اور جبلتِ عقل سے پیدا ہونے والے خواطر جبلیہ سے ساکت ہو اور اس داعیہ کے بغیر کوئی چیز اس کی عقل کو ہلا سکے، اور نہ کوئی خیال پیدا کر سکے، اور یہ معنی حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں کامل طور پر پایا گیا ہے، حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی حجرِ بحت کی تجلی سے اتصال کی خبر دی ہے اور انتہائی جوش وخروش کا مظاہرہ فرمایا ہے، مگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً اشارتاً کہیں بھی یہ بات نہیں چھیڑی، آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا اطمینان اور مکمل صحو کی حالت میں فرمایا؛ ۳

---

[1] سورۂ محمد، آیت ۷
[2] سورۂ الصفٰت، آیت ۱۷۳

Marfat.com

۱۱۱

گرچہ شیریں دہناں بادشہاند و سلے
او سلیمان زمان است کہ خاتم با وست

(اگرچہ اس کے ساتھ بہت سے شیریں زباں موجود ہیں تاہم سلیمان زمانہ تو وہی ہے کیونکہ مُہر اسی کے پاس ہے)

دُوسری قسم یہ ہے کہ عالمِ مثال میں نفوسِ بشریہ کی تربیت متشکل ہوتی ہے اور وُہ داعیہ کُلیہ کی شکل میں ہوتی ہے، اور وُہ داعیۂ جزئیہ کا الحاق بھی اس کے ساتھ ضروری ہوتا ہے، چنانچہ ان صالحین کے قلوب ہیں جنھیں ہر لحظہ عالم مثال اور ان ملائکہ کے ساتھ جو اس برتر کے حامل ہوتے ہیں خلوص ہوتا ہے، یہ داعیہ اُتر آتا ہے، اور ایک بڑا گروہ اس کام کا شوق بہم پہنچاتا ہے، اور اسی کے ہاتھوں یہ کام سرانجام پاتا ہے۔

قطب ارشاد اور مُجدّدِ دین، بلکہ وُہ قطب جو رُوئے زمین کا مدار (وتد) ہے، بھی اسی مشرب سے سیراب ہوتے ہیں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ نفوسِ کاملہ یہ سرِ بارگاہ مثال سے اخذ کریں، اور اسی کے مطابق کوشش کریں، مگر یہ بات ان کے مقام سے فروتر ہے، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بعض وہ امورِ جزئیہ جن کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے بعض ملائکۃ الانس پر نازل ہوں، اور وُہ اس کے موافق سعی و کاوش دکھائیں، اور ہوسکتا ہے کہ کسی شخص پر الہام کا فیضان ہو، اور بالکل وہی بات کسی دُوسرے شخص کی زبان پر آجائے، چاہے یہ دوسرا شخص اس بات کی حقیقت اور غرض و غایت جانتا ہو یا نہ جانتا ہو ایسے حال میں یہ شخص پہلے کے لیے ملائکہ میں سے ایک ہوگا، اور اس بات کا بھی امکان ہے کہ وُہ الہامی معنی سے کبوتر کی آواز، چڑیا کی چوں چوں یا کسی جسم کی بھنبھناہٹ سے سمجھا دی جائے۔

تیسری قسم یہ ہے کہ وُہ نورانی فرشتے جو ذکر و عبادت کے لیے مقرر ہیں، اس ذاکر کو گھیر لیں، اور ان کی طرف سے ذاکر کے قلب اور عقل میں ایک نور کا فیضان ہو، اگر دل سبقت حاصل کرے تو انس اور اطمینان کے قسم کی کیفیت پیدا ہوگی، اور عقل سبقت کرے تو

Marfat.com

۱۱۲

حدیثِ نفس میں برکت ہوگی اور دل میں نیک اعمال کا جذبہ اُبھرے گا جو احاطہ ملکیہ سے مناسبت رکھتا ہے اسے خاطر ملکی کہتے ہیں۔

اور کبھی یہ حال یا یہی خاطر خواب میں اس کی بصیرت کے پیشِ نظر متشکل ہو جاتا ہے، یہ خواب پہلی صورت میں انوار و طیبات اور انس و اطمینان کی قسم کا رویا ہوگا، اور دوسری صورت میں وہ خطاب ہوگا، جس کا مقصود اس عمل کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم ہوگا، اور اصل میں یہ ایک نفسی کشف ہے جس نے اس کی عقل میں ظاہر ہو کر داعیہ کی صورت پیدا کر لی ہے، اسی پر رسالہ الطاف القدس کا اختتام کیا جاتا ہے، اور اوّل و آخر ظاہر و باطن تمام تعریفیں بارگاہِ الوہیت کے شایاں ہیں اور درود و سلام کا ہدیہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی اور آپ کی آلِ اطہار کی خدمت میں پہنچے۔

کتبہٗ: محمد شریف گل

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔۔۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر ....02493....

Marfat.com

علمائے اہل حدیث میں تصوف کی خوشبو

کیا آپ نے کبھی اہل حدیث صوفیاء کی زیارت کی؟ آیئے ہم آپ کو علمائے اہل حدیث میں گزرے سینکڑوں صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم سے ملواتے ہیں جن کی پوری زندگی تصوف کی خوشبو سے معطر ہوتے ہوئے گزری۔ پھر ان کے ساتھ منسلک ہونے والے لوگ بھی ان کی صحبت میں بیٹھنے سے معرفت الٰہی اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو کو پا گئے۔ "علمائے اہل حدیث میں تصوف کی خوشبو" پڑھتے ہوئے آپ جان سکیں گے کہ مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ تصوف کیا تھا؟ حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو کس طرح بیعت کرتے تھے؟ علامہ عصر نواب سید صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں تصوف کی کتنی اہمیت تھی؟ سب سے پہلے جماعت اہل حدیث کا امیر کس صوفی بزرگ کو بنایا گیا؟ لکھوی خاندان میں کتنی پشتوں سے تصوف چلا آرہا ہے؟ اہلحدیثوں کے مشہور علمی مرکز سوہدرہ میں کن صوفیاء اہل حدیث کی برکات اثر پذیر ہیں۔ ان جیسے چونکا دینے والے سینکڑوں سچے واقعات باحوالہ پڑھنے کیلئے آج ہی طلب فرمائیں "علمائے اہل حدیث میں تصوف کی خوشبو" جلد اول، دوم۔۔

Marfat.com

سچی کرامات اہل حدیث

کیا جانور انسان کی بات سمجھتے ہیں؟ کیا کوئی ایسا خوش نصیب ہوسکتا ہے کہ اس کی میت پر شدید گرمی میں بادل مسلسل سایہ کئے رکھے؟ کیا خوفناک مخلوق جنات بھی کسی کا احترام کرتے ہیں؟ یہ سب اس وقت ممکن ہے جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی ولایت کیلئے چن لے۔ ''سچی کرامات اہل حدیث'' میں آپ کو ایسے بے شمار ناممکن واقعات ممکن ہوتے نظر آئیں گے۔ مثلاً ایک عیسائی نے جب اہل حدیث عالم دین کے سامنے شعبدے دکھائے تو ولی اللہ ہستی نے اسے کیا سزا دی؟ وہ کون سے عالم دین تھے جو تہجد کیلئے کھڑے ہوتے تو آسمان سے ان پر نور برستا تھا۔ وہ کون سے عالم دین تھے جنہیں ہر رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوتی تھی؟ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہم شکل جن کون تھا؟ مولانا عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں کیا مقام تھا؟ گوجرانوالہ کے سلفی عالمِ دین کی زبان سے کلمہ سن کر کتنے ہندو مسلمان ہوئے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ لکھنے والے کا مدینہ منورہ میں کیسا استقبال ہوا؟ گھر کی دیواریں اور چھت کس عالم دین کے ساتھ مل کر ذکر کیا کرتی تھیں؟ پیشانی سے روشن مستقبل پڑھنے والے بزرگ کون تھے؟ ایسے ہزاروں محیر العقول واقعات سے سجی کتاب ''سچی کراماتِ اہل حدیث'' دو جلدیں آج ہی منگوائیں۔

Marfat.com

اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں

پچھلے کئی سالوں سے مسلک اہل حدیث سے وابستہ لوگوں پر ایک بے جا الزام چسپاں ہے کہ یہ ''خشک ہوتے ہیں'' بے ادب اور گستاخ ہوتے ہیں۔۔۔۔نہیں تو'' چند لوگوں کے ذاتی عمل سے آپ پوری جماعت کو قصوروار کیسے ٹھہرا سکتے ہیں؟؟؟؟؟

آیئے! ہم آپ کا تعارف کرواتے ہیں معتدل مزاج' حلیم الطبع اور خوش اخلاق اہل حدیث علمائے کرام سے' جنہوں نے اپنی مسجد میں آنے والے دیوبندی' بریلوی حضرات سے کیسا سلوک کیا؟ جنہوں نے مناظرے کے بعد بھی ایک دوسرے کو سینے سے کیسے لگایا؟ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانے والے اہل حدیث علماء کون تھے؟ اختلافی مسائل کو ہوا دینے کی بجائے اعلیٰ ظرفی کا مظاہر کس سلفی عالمِ دین نے کیا؟ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو امام اعظم جیسے مودب انداز میں کس شیخ الحدیث نے مخاطب کیا؟ اپنے اسلاف کی اعلیٰ ظرفی اور وسعتِ قلبی کے بہادرانہ کارناموں سے بے خبر کیوں ہیں؟

کتاب ''اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں'' پڑھنے کے بعد یقیناً آپ کو معاشرے کا پرامن شہری بننے کے قیمتی گر ملیں گے۔

مسلکی رواداری۔۔۔۔۔موجودہ دور کی اشد ضرورت

Marfat.com

صرف پریشانیوں میں پسے ہوئے اور خودکشی کا جذبہ رکھنے والے اسے پڑھیں

علمائے اہل حدیث کے آزمودہ عملیات

جادو' جنات' نظر بد' کاروباری پریشانیوں' گھریلو جھگڑے اور ہر طرف کے نامساعد حالات میں پسے ہوئے وہ حضرات جو جعلی عاملوں سے اپنی عزت اور مال کے ساتھ ایمان بھی بچانا چاہتے ہیں' انہیں چاہئے کہ اپنے اسلاف اہل حدیث کے تجربہ شدہ اعمال سے استفادہ کریں۔

جی ہاں! یہ کتاب ''علمائے اہل حدیث کے آزمودہ عملیات'' آپ کو ایسے وظائف وعملیات سکھائے گی جن میں شرک وبدعت کی آمیزش نہیں ہے۔ آپ گھر بیٹھے ان وظائف کا نور حاصل کر کے اپنے مسائل کا فوری حل پا سکتے ہیں۔ اہل حدیث حضرات جو عملیات کا شوق رکھتے ہیں اور اپنے اسلاف کے تجربہ شدہ روحانی عملیات سے ابھی تک ناواقف ہیں' ان کیلئے یہ کتاب ایک نایاب ہیرے سے کم نہیں۔ اس میں آپ کو ملیں گے سحر کی اقسام اور بچاؤ کے طریقے' جنات کی حاضری کے اعمال اور ان کیلئے ننگی تلوار ثابت ہونے والے وظائف' رزق اور کاروبار میں برکت دلانے والے پرتاثیر الفاظ اور گھریلو و معاشرتی پریشانیوں سے نجات دلانے کیلئے تیر بے خطا۔۔۔ ایک مرتبہ پڑھیں تو سہی۔۔۔

Marfat.com

اہل حدیث تصوف کا انسائیکلوپیڈیا

آیئے! ہم اسلاف اہل حدیث کے اجلے اور پاکیزہ کارناموں سے آپ کو متعارف کرائیں۔ کیا آپ نے کتاب ''علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف'' پڑھی ہے؟ 2600 سے زائد صفحات پر مشتمل یہ کتاب ان مشکبار تذکروں سے مزین ہے جو سالوں نہیں، صدیوں اپنی کرنیں بکھیر کے عالم کو روشن کرنے کے بعد مٹی کی چادر اوڑھ کر سو گئے۔ کتاب ''ذوق تصوف'' میں کشف، کرامات، کمالات، الہام، بصیرت باطنی، وظائف، عملیات، ٹوٹکے، مرشد کی ضرورت، بیعت کی اہمیت، مرید کا ادب، زندگیوں کے سلیقے اور اس سے بھی کہیں زیادہ کمالات پڑھنے کو ملیں گے۔ یوں سمجھیں کہ یہ کتاب اہل حدیث تصوف کے متعلق ایک مکمل انسائیکلوپیڈیا ہے، جس میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تین سو سال پرانی کتب کا عکس بھی شامل کیا گیا ہے۔

آپ کی لائبریری یقیناً اس کتاب کے بغیر ادھوری اور علمی خزانہ نامکمل ہے۔

Marfat.com

اہل حدیث میں تصوف کی قدردانی

ہر دور میں تصوف کے قدر دان حضرات اپنے دامن میں معرفت کے موتی سمیٹتے رہے ہیں۔ مسلک اہل حدیث سے وابستہ کثیر لوگوں کا گروہ تصوف وصوفیاء کا قدردان ہے' اس گروہ میں علماء بھی ہیں' فقہاء بھی ہیں' محدثین بھی ہیں اور مجاہدین بھی۔

زیرِ نظر کتاب ''اہل حدیث میں تصوف کی قدردانی'' کے عنوان سے دراصل ایسا گلدستہ جس میں بیعت' کشف' الہام' مرشد کا ادب واحترام' اولیاء کی کرامات اور صوفیانہ مزاج رکھنے والے اہل حدیث مجاہدین کا تذکرہ اہل حدیث مصنفین کی کتابوں سے اکٹھا کردیا گیا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ کتاب کے آخر میں اہل حدیث علمائے کرام کے جلیل القدر استاد مولانا عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی 138 سالہ پرانی کتاب ''اثبات الالہام والبیعة'' کا عکس بھی ڈال دیا گیا ہے۔ خود پڑھیں اور خود فیصلہ کریں کہ اہل حدیثوں کے ہاں تصوف کتنی قدردانی کا مستحق ہے۔۔۔۔۔

Marfat.com

عشق، تصوف اہل حدیث

یہ کتاب فی الحقیقت اسمِ بامسمیٰ ہے اور اپنے اندر اہل حدیث حضرات کی عاشقانہ کیفیات اور صوفیانہ واقعات سمیٹے ہوئے ہے۔ اس میں صدیوں پرانے اہل حدیث صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کی عشق و معرفت سے سجی دلآویز داستانیں پڑھ کے اور تو کچھ نہیں ہوگا، بس آپ کے دل میں اعلیٰ قسم کا نور پیدا ہو جائے گا کیونکہ ''تنزل الرحمۃ عند ذکر الصالحین'' یعنی اولیاء اللہ ایسی بابرکت ہستیاں ہیں، جن کے واقعات پڑھنے سے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے، پھر یہی نور اور رحمت انسان کے اندر نیکی کے جذبات پیدا کرتے اور گناہوں سے نفرت کا ذریعہ بنتے ہیں۔ کتاب میں آپ یہ بھی جان سکیں گے کہ ''پچاسی سالہ بوڑھے اہل حدیث بزرگ کی عجیب و غریب خواہش کیا تھی، اپنی موت سے پانچ دن پہلے موت کا پتہ چل جانے پر ایک سلفی عالم دین کا خاتمہ کیسا ہوا، وہ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوا تھا جس کی بدولت ایک متوکل اور متقی شخصیت کے گھر سونے کے سکے برسے، چار سلفی علماء کو ایک ہی رات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کیسے نصیب ہوگئی۔ مدرسہ سے فارغ التحصیل عالمِ دین کسی درویش کی خانقاہ میں کیا لینے گئے، امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتابوں میں عشق اور تصوف کو کتنی اہمیت دی ہوئی ہے ایسے بے شمار مستند واقعات کیساتھ ساتھ احادیث میں مروی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سچی کرامات پڑھنے اور اپنی نسلوں کی بہترین تربیت کرنے کیلئے ''عشق، تصوف اور اہل حدیث'' سے دوستی لگانا مت بھولیں۔۔۔

اہل حدیث دوستوں کو بھولا ہوا سبق یاد دلانے کیلئے بہترین تحفہ۔۔۔

Marfat.com

ارمغانِ تصوف مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ

آج سے 90 برس پہلے اہل حدیث گھرانے کے ایک اہلِ حدیث شخص (مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ) صرف سات سال کی عمر میں اپنے اہل حدیث دادا میاں محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے پہ انکے اہلِ حدیث مرشد حضرت شاہ محمد شریف گھڑیالوی رحمۃ اللہ علیہ (امیر جمعیت اہل حدیث، پنجاب) کے ہاتھ پر بیعت کر کے تصوف کی پر بہار وادیوں میں داخل ہوئے' پھر جوانی میں اپنے اہل حدیث استاد مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ (شیخ الحدیث مدرسہ تقویۃ الاسلام' لاہور) کے حکم پہ دوسرے اہل حدیث مرشد مولانا کمال الدین ڈوگر رحمۃ اللہ علیہ (مرید و خلیفہ حضرت مولانا محی الدین عبدالرحمان لکھوی رحمۃ اللہ علیہ) کے سلسلہ تصوف سے وابستہ ہو گئے۔ اس کے بعد عملی زندگی میں آتے ہی اہل حدیث ادارے میں رہتے ہوئے' اہلحدیث علماء کے تصوف بھرے واقعات لکھنا شروع ہو گئے' پھر ساری زندگی اہلِ حدیث علماء کی بیعت' اہلِ حدیث علماء کے سلاسلِ تصوف' اہل حدیث علماء کا کشف' اہل حدیث علماء کی کرامات' اہل حدیث علماء کے وظائف اور اہل حدیث علماء ہی کے روحانی کمالات پر مبنی واقعات لکھتے لکھتے ہزاروں

Marfat.com

صفحات کو اپنے پیچھے منہ بولتے ثبوت کی صورت میں چھوڑ گئے' لیکن انکی وفات کے بعد جب اسی اہل حدیث کی اپنی سوانح عمری لکھنے کی باری آئی تو اہلِ حدیث حضرات نے ہی مسلسل ایک سال، دن رات محنتِ شاقہ کرتے ہوئے انکی زندگی سے وابستہ تصوف کا حرف حرف الگ کر کے اسلاف بیزاری کے گڑھے میں دفن کر دیا۔ یقیناً اس قبیح عمل سے اس درویش کی روح کو انتہائی اذیت پہنچی ہوگی۔ انہی کی روح کو آرام پہنچانے اور تصوف پر انکی زندگی بھر کی محنت کو اجاگر کرنے کیلئے زیرِ نظر کتاب ''ارمغانِ تصوف مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ'' ترتیب دی گئی ہے، جس میں صرف ان سینکڑوں صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے تصوف بھرے واقعات کو شامل کیا گیا ہے، جو حضرت بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں اپنی مختلف تصانیف میں جمع کیے۔ یوں سمجھیں کہ حضرت بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی حیاتِ مبارکہ میں تصوف اور صوفیاء کی جو عظیم خدمت کرتے رہے، اسے ''ارمغانِ تصوف'' کے کوزے میں بند کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس کتاب میں آپکو برصغیر کے تمام نامور صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے ایمان افروز واقعات اتنی تفصیل سے ملیں گے کہ انکے متعلق مزید پڑھنے کیلئے آپکو کسی دوسری کتاب کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ ان شاء اللہ!

Marfat.com

سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور جدید سائنس

ہر دور میں مبعوث ہونیوالے انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امت کیلئے مادی وروحانی سائنسدان کی حیثیت رکھتے تھے' لیکن چونکہ آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے امام الانبیاء کا رتبہ عطا فرمایا' لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کائنات کے تمام سائنسدانوں کے سردار یعنی سب سے عظیم سائنسدان ٹھہرے۔ گزرتے وقت کیساتھ ساتھ سائنس جوں جوں ترقی کرتی گئی' اسکے ماننے والوں کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہر ہر ادا (جسے اسلامی اصطلاحات میں ''سنت'' کہا جاتا ہے) میں خیر پنہاں ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ سنتوں کے فوائد کو منوانے کیلئے کسی کی گواہی کی ضرورت نہیں' پھر بھی اس کتاب ''سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور جدید سائنس'' میں موجودہ دور کے سائنسدانوں کے اعتراف کو اکٹھا کیا گیا ہے کہ کون کونسی سنت پر عمل کرنے سے ہمیں سائنسی طور پر کیسے کیسے حیرت انگیز فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ کتاب کا مطالعہ کرنے سے مسواک' وضو' نماز اور روزے سے لیکر لباس' جوتے اور زندگی میں پیش آنیوالی دیگر ضروریات میں سنت کی افادیت بڑے بڑے ڈاکٹروں اور سائنسدانوں کے تجربات کی روشنی میں ایسے انداز سے واضح ہوتی ہے کہ انسان بے اختیار ہو کر یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے

''صَدَقتَ یَارَسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم''

بیرون ممالک انگلش سمجھنے والے کروڑوں لوگوں تک مسنون زندگی کی اہمیت پہنچانے کیلئے ''سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور جدید سائنس'' کا انگلش ترجمہ بھی دستیاب ہے۔ خود پڑھیں اور بہترین صدقہ جاریہ کے طور پر دوسروں کو بھی گفٹ کریں۔

(جلد اول، دوم، سوم، چہارم)

Marfat.com

معالجاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جدید سائنس

آج کے پریشان معاشرے میں جہاں ہر گھر میڈیکل سٹور بنا ہوا ہے' بے شمار دوائیاں کھا کر بھی اور انجکشن اور ڈرپس کی تکلیف برداشت کر کے بھی جب انسان سے شفاء روٹھی ہوئی ہو' تو ہر شخص بے ساختہ پکار اٹھتا ہے کہ ''بس ---اب تو میں خدائی علاج چاہتا ہوں''۔ ''معالجاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جدید سائنس'' دراصل خدائی علاج کو حاصل کرنے کی تراکیب پر مشتمل کتاب ہے' جس میں قدرت کے ہاتھوں بنی ہوئی مشین (انسانی جسم) کی فٹنس اور مکمل شفایابی کیلئے آسان قدرتی حل لکھ دیے گئے ہیں۔ اس کتاب میں آپکو سر سے لیکر پاؤں تک اور چھوٹی چھوٹی بیماریوں سے لیکر لاعلاج پیچیدہ امراض تک سے نجات کیلئے نا صرف مکمل علاج ملے گا بلکہ ایسے خوش قسمت لوگ جو ابھی تک بیماریوں سے محفوظ ہیں' ان کی فٹنس کو سدا بہار رکھنے کیلئے صدیوں پرانے مفید اور آسان ٹوٹکے بھی درج ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ متعدد سینئر ڈاکٹروں اور حکیموں کے تجربہ شدہ' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے مسنون طریقہ علاج (جن کو اختیار کرنے سے بیماری خود ہی آپکا پیچھا چھوڑ جائے) سونے پر سہاگہ ہیں۔ ایک بار ضرور پڑھیں-----

Marfat.com